ہے۔ جو لوگ اُس کے ساتھ تھے اون سے وہ لوگون کی ضعیف الاعتقادیون کو مضبوط کرنے کا
بنا۔ لیکن جو لوگ سمجھدار تھے اُنکے ذہن مین گذشتہ تاریخ کے واقعات چکر کھاتے تھے اور وہ
نے تھے کہ آخر حکومت کا انجام کیا ہوگا۔

انحطاط روم کا تنزل جب رومولس نے تھوڑے سے گلہ بانون اور راہزنون کو ساتھ لیکر
دریائے ٹائبر کے کنارے کی پہاڑیون پر اپنی حفاظت کی تھی، اسکو
زبرس گذر چکے تھے۔ پہلی چار نسلون مین رومیون نے افلاس کی حالت مین صعوبتین برداشت کر کر کر
حکومت کے جوہر پیدا کئے تھے۔ محنت اور قسمت کی مدد سے وہ تین سو برس تک یورپ، ایشیا
افریقہ کے اکثر ممالک پر حکومت کرتے رہے۔ آخری تین صدیون کا زمانہ بظاہر رفاہیت لیکن در اصل
کی حالت مین گذرا۔ رومیون کی اُس قوم مین جو سپاہیون، حاکمون اور وضعان قوانین پر مشتمل
اور جن لوگون سے اسکے بینیفیس[۳۵] قبائل بنے تھے، اب معمولی حیثیت کے لوگ رہ گئے تھے۔ اس مین
صوبجات کے لاکھون غلامانہ طبیعت کے لوگ شامل ہو گئے تھے اور باہم مین کسی قسم کا کوئی فرق نہ تھا۔ یہ
لوگ کہلاتے تو رومی تھے لیکن ان مین رومیون کے خصایص قومی کہان! آزادی کا پتہ مولے اس
زادار فوج کے اور کہین نہ تھا جو رعایا مین امن قائم رکھتی تھی اور سرحد ملک کی حفاظت کرتی تھی۔ لیکن اس
ادی کا استعمال نہایت بُرے طریقہ پر ہوتا تھا۔ انہی لوگون کے بے اصول انتخابات سے روم کے تخت پر ایک
ریا کے رہنے والے، ایک گاتھ اور ایک عرب کو جگہ ملی تھی۔ اور ان لوگون کو مفتوحہ مقامات اور سیسی ہیں
بھی پورے اختیارات حاصل تھے۔

سلطنت روم بحیرۂ مغرب سے لیکر دریائے دجلہ تک اور اٹلس پہاڑ سے لیکر دریائے راہمس اور ڈینیوب تک پھیلی
ہوئی تھی۔ بظاہر مین ہنگامون کو عجب اور سلیقہ مین یا گنس مین کوئی فرق نہ نظر آتا تھا۔ اور دونون ایک ہی طاقت کے
جدا معلوم ہوتے تھے اور ظاہری حالت دونون کی ایک تھی لیکن اندرونی حالات مین زمین و آسمان کا فرق تھا
ناعرون کی کوئی ہمت افزائی نہ ہوتی تھی۔ صنعت و حرفت مین ترقی کرنے کا شوق عرصہ دراز سے کم ہو گیا تھا۔ اسکی
وجہ یہ تھی کہ دیگر قومون کی عدم موجودگی مین فرجون کا انتظام جسکی وجہ سے سلطنت کی رہی ہوئی شان باقی تھی، کم تر
ہو گیا تھا اور اسکی جگہ ذاتی اغراض و مقاصد نے لی تھی یا یون کہئے کہ تاجداران کی کمزوری کی وجہ سے نظم قائم نہ رہ سکا
سرحدی طاقت کا دار و مدار بجائے قلعجات وغیرہ کے سپاہ کی خوبی پر تھا۔ لیکن اس کی کسی کو پروا نہ تھی۔ خوشحال
بہ شان بڑے ہوتے تھے اور جب وحشیون کا دل چاہتا وہ یورش کرتے تھے۔ بجز کر اکو سلطنت کے اندرونی
حال معلوم ہو گیا تھا۔

احسانمندی کے طور پر فتح کا باعث اپنے خسر کو قرار دیا۔ دوران جنگ مین مسی تھیس برابر فوج کی حفاظت کرتا رہا۔ اس نے امن کا نظم قایم رکھا۔ اُس نے فوج کو بددل ہونے سے اس طرح روکے رکھا کہ ہمیشہ چھاؤنی مین ہر چیز بافراط موجود رہتی تھی اور سرحدی شہرون مین غلہ، شراب اور بھوسہ وغیرہ کا بہت کافی ذخیرہ رہتا تھا لیکن گورڈین کی خوش اقبالی کا زمانہ مسی تھیس کے ساتھ ہی جو سیلان کی بیماری مین مبتلا رہ کر مرا ختم ہو گیا۔ ساتھ ہی ایسے اسباب بھی ہین جنسے یقین ہوتا ہے کہ دراصل اسکو زہر دیا گیا تھا۔ فلپ جو اس کے بعد محافظ

فلپ کی کارروائیان

دستہ کی افسری پر مقرر ہوا، عربی نژاد شخص تھا۔ اور اسی سبب سے زمانہ شباب مین قزاق رہ چکا تھا۔ قزاقی کرتے کرتے سلطنت کے اتنے معزز رتبہ پر پہنچ جانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بہادر اور قابل راہنما تھا۔ لیکن اسی بہادری کی وجہ سے اُسے تاج شاہی کی ہوس ہوئی اور اس نے اپنی قابلیت نرم دل آقا کی خدمت انجام دینے کی بجائے اس کو زیر کرنے پر صرف کرنا شروع کی۔ اس نے ایک چال سے سپاہیون کو اس بات کا یقین دلا دیا کہ چھاؤنی مین اب غلہ وغیرہ نہیں رہا ہے اس مصیبت کا ذمہ دار انھون نے امبدار کی کم عمری اور نااہلی کو قرار دیا۔ قلم مین اتنی قدرت نہین ہے کہ ان تمام ظاہر و باطن سازشون اور فتنہ انگیزیون کا ذکر کر سکے جو آخر کار گورڈین کے لئے بہت مضر ثابت ہوئین۔ جس مقام پر وہ قتل ہوا

گارڈین کا قتل

وہان اُس کی یادگار مین ایک مینار بنا دیا گیا۔ اور یہ اس مقام کے قریب تھا جہان دریائے فرات ایک چھوٹے دریا ابوراس مین ملتا ہے۔ سپاہ کی مدد سے خوش قسمت فلپ تخت نشین ہو گیا اور مجلس ملکی اور صوبجات نے خاموشی سے اسکی حکومت تسلیم کر لی۔

جمہوریہ پر فوجی رنگ

ہم اس جگہ اُس قابل تعریف ایک حد تک خیالی نقشہ کو نقل کئے بغیر نہین رہ سکتے جو موجودہ زمانے کے ایک مصنف نے روم کی فوجی حکومت کا کھینچا ہے وہ لکھتا ہے کہ اس زمانے مین جس چیز کو لوگ رومی سلطنت کہتے تھے۔ وہ ایک غیر مربوط جمہوری حکومت تھی جس کی شکل الجیر کی حکومت اور ترک سے بہت ملتی جلتی تھی، جہان فوج کو حکام کو مقرر اور معطل کرنے کے شاہی اختیارات حاصل ہین اور جس کا نام انھون نے دے رکھا ہے۔ عام طور پر ہولاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ فوجی حکومت مین بہ نسبت شخصی حکومت کے جمہوریت کی جھلک زیادہ نظر آتی ہے۔ نہ یہی کہہ سکتے ہین کہ سپاہی سلطنت مین محض   اور بغاوت کی وجہ سے حصہ لیتے تھے جو تقریرین شہنشاہون نے انکے سامنے کی تھین وہ بالکل ویسی ہی تھین جیسی عوام کے روبرو کونسل اور حکام وغیرہ بہت پہلے کر چکے تھے۔ مگر فوج مین کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہان لوگ جمع ہو کر تبادلہ خیالات کر سکتے۔ نہ وہ انکے سامنے مختصر افعال اور انکے فیصلے سرسری ہوتے تھے پھر بھی کیا سلطنت کی باگ انکے ہاتھون مین نہ تھی؟ شاہنشا کی حیثیت جبارانہ حکومت کے ایک مدیر کی سی تھی جس کا انتخاب سپاہیون کے ارادہ کا اظہار ہوا کرتا تھا۔ کسی طرح

کی تھی اس لئے اگر اس کے واقعات زیادہ صحت سے معلوم ہوتے تو بھی اس سے زیادہ اور کچھ نہ معلوم ہوتا کہ اسکی تعلیم کیسی ہوئی تھی اور اُن وزراء کا طریق عمل کیا تھا جنھون نے ناسمجھی کی وجہ سے باری باری سے اسکو بہکا دیا یا اسکو صلاح بتائی تخت پر بیٹھتے ہی جس شخص کا اثر اُس پر غالب ہوا وہ اسکی ماں کا خواجہ سرا تھا۔ یہ ایشیا کا باشندہ اور بہت خراب آدمی تھا۔ الاگابلس کے زمانے سے محل شاہی مین بہت دخل رکھتا تھا ان بدمعاشون کی سازش سے بیگناہ شہزادہ کو مظلوم رعایا کی اصل حالت سے آگاہی نہ ہونے پائی تھی تاجدار اپنے صفات حمیدہ کی بدولت دہوکے مین رہتا تھا اور سلطنت کے بڑے بڑے مناصب بغیر بادشاہ کے علم کے کھلے خزانے نااہلون کے ہاتھ فروخت کردیئے جاتے تھے۔ اُن واقعات کا تاریخ سے کوئی پتہ نہین چلتا جنکی بنا پر تاجدار اُن بدمعاشون کے اثر سے آزاد ہوگیا۔ لیکن اب اس نے ایک ایسے وزیر کی صلاح پر عمل درآمد شروع کیا جس کا مقصد صرف بادشاہ کی عظمت کا سکہ بٹھانا اور رعایا کی فلاح تھا۔ معلوم ہوتا ہی کہ اسکی محبت اور اسکے علم کی وجہ سے گورڈین نے مسی تھیس پر اعتبار کیا۔ نوجوان شہزادے نے اپنے استاد کی جس نے اُسے فن خطابت کی تعلیم دی تھی

مسی تھیس کا طرز حکومت

لڑکی سے شادی کی اور اسکو سلطنت کا سب سے معزز عہدہ عنایت کیا۔ وہ دو خط جو اُن دونون نے ایک دوسرے کو لکھے تھے۔ آج تک موجود ہین۔ وزیر نے جو صفات حمیدہ کی قدر کرتا تھا۔ گورڈین کو اس بات پر مبارکباد دی ہی کہ آپ اب خواجہ سراؤن کے پنجہ سے آزاد ہوگئے ہین اور بڑی بات یہ ہی کہ آپ کو اس بات کا احساس بھی ہی شاہنشاہ نے اس خط کا جو جواب لکھا ہی اُس مین پسندیدہ اور سنجیدہ طور پر اپنی گذشتہ غلطیون کو تسلیم کیا ہی اور ایک خاص انداز مین شاہنشاہون کی بدقسمتی پر افسوس کا اظہار کیا ہی کہ اُنسے زر پرست درباریون کا پورا گروہ ہمیشہ اصل واقعات کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتا ہی۔

جنگ فارس

مسی تھیس کی عمر حصول علم مین صرف ہوئی تھی اور فوجی زندگی سے اُسے کوئی تعلق نہ تھا۔ لیکن اس مین کچھ ایسی خداداد قابلیت تھی کہ جب وہ محافظ دستہ کا افسر مقرر کیا گیا تو اس نے اپنے فرائض کو بہت محنت اور خوبی سے انجام دیا۔ فارس والون نے میسوپوٹامیہ پر حملہ کیا تھا اور مقام انطاکیہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔ اپنے خسر کی صلاح سے نوجوان شہزادے نے روم کے عیش وآرام کو خیرباد کہا، جانوس کے مندر کا دروازہ آخری دفعہ کھولا اور بہ نفس نفیس مشرق کو روانہ ہوا۔ تاریخ بتاتی ہی کہ اس کے بعد جانوس کے مندر کا دروازہ ہمیشہ بند ہی رہا۔ جب وہ ایک بڑی فوج کے ساتھ وہان پہونچا تو فارس والون نے ان شہرون سے جن پر اُنھون نے قبضہ کر لیا تھا۔ اپنی فوجین ہٹالین اور دریائے فرات سے ہٹ کر دجلہ تک آگئے۔ گورڈین نے نہایت خوشی سے اپنی پہلی جنگ مین کامیابی کا حال مجلس ملکی کے روبرو بیان کیا اور

اعلیٰ کے اختیارات کا استعمال، شخصی خودمختاری کی شان سے نہوسکے گا۔ گو یہ بات حاصل ہوگئی لیکن خود اُنکے اور اُنکے شاہنشاہوں کے لئے یہ انتظام مضر ثابت ہوا۔ مثل ہے کہ دو تلواریں ایک نیام میں نہیں رہ سکتیں اور نہ دو بادشاہ ایک ملک میں رہ سکتے ہیں۔ یہ دونوں تاجداروں کی طبیعتیں ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھیں اب انکو ایک دوسرے پر حسد ہونے لگا۔ میکسی مس، بالبنیس سے اس بنا پر متنفر تھا کہ وہ محض ایک عیش پسند رئیس ہے۔ بالبنیس میکسی مس سے اس وجہ سے نفرت کرتا تھا وہ ایک معمولی حیثیت کا سپاہی ہے جسکے حسب نسب تک کا پتہ نہیں۔ لوگوں کو یہ کشیدگی نظر تو نہ آتی تھی مگر سمجھتے سب تھے۔ اس کشیدگی کا احساس خود تاجداروں کو بھی تھا اور اسی وجہ سے اُن دونوں نے متحدہ طور پر کبھی اس بات کی کوشش نہ کی کہ وہ کسی طرح اپنے دشمنوں یعنی محافظ دستہ کے سپاہیوں کو زیر کریں۔ تمام شہر کیپٹولائن کھیلوں میں مصروف تھا۔ اور دونوں تاجدار محل میں تقریباً تنہا تھے۔ یکبارگی ایک مسلح سپاہیوں کے گروہ کی آمد سے وہ سراسیمہ ہوگئے دونوں تاجدار محل میں ایک دوسرے سے علیحدہ رہتے تھے اور اس وجہ سے انکو بالکل علم نہ تھا کہ دوسرے کی کیا حالت ہے یا یہ کہ دوسرا کیا طریقہ اختیار کرتا ہے۔ وہ دوسرے کی مدد کرنے، یا اس سے مدد لینے سے ڈرتے تھے، اسطرح انھوں نے بجائے اسکے کہ قیمتی وقت کو کسی مفید تجویز میں صرف کرتے ، فضول بحثوں اور ایک دوسرے کو الزام دینے میں ضائع کردیا۔ جب محافظ دستہ آپہونچا تو ان باتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ محافظ دستے کے سپاہی نفرت سے ان تاجداروں کو "مجلس ملکی کے بادشاہ" کہتے تھے۔ اُنھوں نے دونوں تاجداروں کو اسیر کرلیا۔ انکو برہنہ کرکے، روم کی سڑکوں پر تشہیر کیا تاکہ آہستہ آہستہ ظلم کرکے بدقسمت تاجداروں کو تخت حکومت سے اتار دیں۔ شاہی دستہ کے وفادار جرمنی سپاہیوں کی مداخلت کے خوف سے اُنکے مصائب کا جلد خاتمہ ہوگیا۔ انکے جسموں پر بہت سے زخم لگاکر، اور انکا خاتمہ کرکے لاشوں کو سپاہیوں نے چھوڑ دیا تاکہ عوام انکی تحقیر یا ہمدردی کریں

صرف تیسرا گورڈین شاہنشاہ باقی رہتا ہے

چند ماہ کے عرصہ میں چھ تاجدار قتل کئے جاچکے تھے۔ صرف گورڈین جس کو پہلے ہی سیزر کا خطاب مل چکا تھا، ایسا شخص تھا جو تخت پر بیٹھ سکتا تھا۔ سپاہی اسے چھاؤنی میں لے گئے اور آگسٹس لفظ سے خطاب کرکے اُسے شاہنشاہ تسلیم کرلیا۔ اسکو مجلس ملکی اور عوام سب پسند کرتے تھے اسکی کم عمری کی بنا پر یہ امید ہوتی تھی کہ وہ فوجی عیش پسندیوں سے مدت تک محفوظ رہیگا۔ محافظ دستہ کے انتخاب، روم کی فرمانبرداری اور صوبجات کی رضامندی نے حکومت جمہور کو اس نازک وقت میں بچا لیا۔ حالانکہ اس کے عوض میں آزادی اور عزت سے ہاتھ دھونا پڑا لیکن دارالسلطنت ایک بڑی خوفناک خانہ جنگی سے محفوظ رہا۔

گورڈین کی بے گناہی اور اسکی خوبیاں

چونکہ وفات کے وقت اُس کی عمر صرف اُنیس برس

حکومت کرنے کا مادہ نہ تھا اور یا طاقت نہ تھی۔

محافظ سپاہ کی بد دلی

میکسی من کی وفات پر اس زبردست فوج نے کسی انتخاب کی بنا پر نہیں بلکہ ضرورتاً میکسی مس کو بادشاہ تسلیم کر لیا اور میکسی مس فوراً شہر اکوئیلیا چھوڑکر ان کی چھاؤنی میں آگیا۔ جب تمام سپاہی وفاداری کی قسم کھا چکے تو اُس نے نہایت نرم الفاظ میں ایک تقریر کی۔ اُس نے بجائے زمانہ کی بد نظمی پر اظہار ناراضی کرنے کے اس پر افسوس کیا اور سپاہیوں کو یقین دلایا کہ تمھارے گذشتہ افعال سے مجلس ملکی آئندہ صرف یہ بات یاد رکھیگی کہ تم نے ظالم میکسی من کا ساتھ چھوڑا تھا۔ اور اپنا فرض ادا کیا تھا میکسی مس نے اپنی تحریک کو اور مضبوط کرنے کے لئے سپاہیوں کو بہت فیاضی سے تحائف دیئے اور چھاؤنی کا ایک قربانی کرکے صدقہ اتارا اس کے بعد اُس نے الگ الگ دستوں کو اپنے اپنے صوبجات میں واپس جانے کا حکم دیا۔ کیونکہ اُس کے خیال کے موافق وہ لوگ سب کے سب اُس کے احسان مند اور فرمانبردار تھے لیکن مغرور محافظ سپاہ کسی طرح راضی نہ ہو سکتی تھی۔ اُس قابل یادگار دن یہ فوج دونوں شاہنشاہوں کے ساتھ تھی جب یہ روم میں داخل ہوئے تھے۔ لیکن جب لوگ خوشی کے نعرے لگا رہے تھے۔ سپاہیوں کے چہروں پر ناامیدی کی علامات ظاہر تھیں اور اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنے تئیں فتح میں معین ہونے کے بجائے یہ سمجھتے تھے کہ شاہنشاہوں کو ہم پر فتح نصیب ہوئی ہے۔ جب تمام سپاہی جن میں سے کچھ روم میں رہے تھے اور کچھ میکسی من کے ساتھ رہ کر جنگ میں شریک ہوئے تھے ایک جگہ جمع ہوئے تو اُنھوں نے ایک دوسرے سے اپنی اپنی تکالیف اور آئندہ کے پیش آنے والے خطرات کا ذکر کیا۔ جن بادشاہوں کو سپاہ نے منتخب کیا تھا وہ ذلت کے ساتھ موت کے گھاٹ اُتر چکے تھے اور جنکو مجلس ملکی نے انتخاب کیا تھا، تخت سلطنت پر قابض تھے۔ ملکی اور فوجی محکموں کے درمیان جو نزاع چلی آتی تھی اُس کا ایک جنگ پر فیصلہ ہوگیا تھا اور جنگ میں فوجی محکمہ کو پوری شکست ہوئی تھی سپاہیوں کو یقین تھا کہ اب ہمیں مجلس ملکی کے احکام کی تعمیل کرنا پڑے گی اور ابھی گو ہم سے رحم کا برتاؤ ہو گا لیکن آہستہ آہستہ ہم سے انتقام ضرور لیا جائیگا۔ اس انتقام کا دوسرا نام انتظام رکھا جائیگا اور ممبران ملکی دعویٰ کرینگے کہ ہم یہ سب باتیں عوام کے فائدہ کی غرض سے کر رہے ہیں۔ لیکن ابھی ہمیں کافی موقع ہے اور اگر ہم میں آتنی ہمت ہے کہ ہم مجبور جمہور کے مظالم سے بچنا چاہتے ہیں تو دنیا کو اس بات کا یقین دلانا چاہیئے کہ وہی لوگ جنکے ہاتھ میں تلوار ہے، سلطنت کے اختیارات بھی رکھتے ہیں۔

میکسی مس اور بالبینس کا قتل

جب مجلس ملکی نے دو تاجداروں کا انتخاب کیا تو علاوہ اس خیال کے کہ یہ دونوں زمانہ صلح اور جنگ میں جتنے معاملات درپیش ہونگے اُنکو طے کر سکیں گے یہ خیال بھی یقیناً پیش نظر ہوگا کہ دو تاجداروں کے مقرر ہونے سے حاکم

لاغری سے علاج ہوجاتا تھا میکسی مس نے ایسے قوانین بنائے تھے کہ اگر کوئی شخص کسی جائداد کا مالک ہوجاتا تھا، تو اسے بہت بڑی رقم بطور محصول کے خزانۂ شاہی میں داخل کرنا پڑتی تھی۔ یہ تمام قوانین یا تو بالکل منسوخ کردیئے گئے اور یا کم از کم اُن میں بہت کچھ ترمیم کردی گئی۔ ازسرنو باقاعدہ انتظام شروع ہوا اور مجلس ملکی کے مشورہ سے اعتباروں نے جن کی حیثیت مجلس ملکی کی وزراء کی سی تھی کئی دانشمندانہ قوانین بنائے۔ اصل اصول یہ قرار دیا گیا کہ بجائے فوجی مظالم کے حکومت کی بنیاد ملکی انتظام پر ہو۔ ایک موقع پر آزادی سے میکسی مس نے سوال کیا تھا کہ ہم کو روم کو ظالم کے پنجہ سے چھڑانے کا کیا انعام ملے گا؟ اس کا جواب بالبینس نے دیا کہ اس کے عوض ہم کو ممبران مجلس ملکی، عوام، اور تمام دنیا کے لوگوں کی محبت و ہمدردی حاصل ہوجائے گی لیکن دوراندیش میکسی مس نے پھر کہا مگر ہمیں سپاہیوں کی نفرت اور اُن کے غصہ کے خوفناک نتائج سے بہت ڈر تا ہے اور واقعات نے بتادیا کہ اس کا خوف بالکل بجا نہ تھا۔

روم کی سازش

جب میکسی مس آئی کو دشمن کے حملہ سے بچانے کی تیاری کررہا تھا بلبینس جو روم میں تھا، لوگوں کو قتل کرنے اور اندرونی اختلافات میں مصروف رہا۔ خود ممبران مجلس ملکی کا اجلاس ہورہا تھا، محافظ سپاہ کے دو تجربہ کار سپاہی، محض تماشہ دیکھنے یا کسی خراب نیت سے زبردستی مندر میں گھس آئے۔ اور رفتہ رفتہ فتح کی قربانگاہ کے دوسری طرف پہونچ گئے۔ گیلیکانس جو ایک حاکم فوجداری تھا۔ اور میسی نس جو محافظ سپاہ کی طرف سے مجلس ملکی کا ممبر مقرر ہوا تھا اُن کے اس بیباکانہ داخلے سے بہت برہم ہوئے اور اپنے خنجر نکال کر دونوں سپاہیوں کو جنھیں وہ میکسی مِن کے مخبر سمجھتے تھے، قربانگاہ کے سامنے قتل کردیا۔ اس کے بعد دروازہ پر آکر انھوں نے عوام کو سخت الفاظ میں مخاطب کرکے، اُنکو ترغیب دی کہ محافظ سپاہ باطن میں ظالم میکسی مِن کی مددگار ہے۔ اس لئے اس سب کو قتل کردینا لازم ہے۔ عوام کے غیظ سے جو لوگ بچ سکے انھوں نے بھاگ کر چھاؤنی میں پناہ لی۔ یہاں کئی دفعہ ان پر حملہ کئے گئے لیکن ہر دفعہ انھوں نے حملہ رد کردیا۔ وجہ یہ تھی کہ انکا ہمنقدہ پہلوان بھی دیئے گئے جو امراکی تشکیت تھے یہ خانہ جنگی کئی دن جاری رہی دونوں گروہوں کا بے انتہا نقصان ہوا۔ اور بڑی بدنظمی رہی۔ جب وہ نل جنسے چھاؤنی میں پانی جاتا تھا، توڑ دیئے گئے، تو محافظ سپاہیوں کی بری حالت ہونے لگی اور نا امید ہوکر انھوں نے شہر پر حملہ کرنا شروع کئے۔ انھوں نے بہتیرون مکانات جلا دیئے اور شہر کے باشندوں کا خون، پانی کی طرح بہایا۔ شاہنشاہ بالبینس نے کئی دفعہ اشتہار نافذ کئے اور غیر مستقل صلحیں کیں کہ کسی طرح اس خانہ جنگی کا خاتمہ ہوجائے اور لوگوں کا غصہ تھوڑی دیر کے لئے کم ہوگیا۔ لیکن یکبارگی پھر گوسکا ظہور دوبارہ زور و شور سے ہوا سپاہیوں کو ممبران مجلس ملکی اور عوام سے نفرت تھی اور وہ اُس تاجدار کی کمزوری پر بھی برہم تھے جس میں یا تو عوام پر

اور قحط کی مصیبت کا سامنا تھا دیہات برباد تھے، دریا کُن مین لاشین پٹی تھین اور خون بھرا ہوا تھا - اب لوگون مین بے دلی اور نا امیدی کی ایک لہر پیدا ہوئی - انکو کسی قسم کی کوئی خبر وغیرہ نہ ملتی تھی اور آسانی سے انھون نے یقین کر لیا کہ مجلس ملکی کا تمام ملک ساتھ دے رہا ہے اور ہم لوگ میکسی مِن کے ساتھ اکیولیا کی ناقابل تسخیر شہر پناہ کے نیچے مرنے کے لئے چھوڑ دیئے گئے ہین نا امیدی سے میکسی مِن کا غصہ اور تیز ہو گیا - اپنی ناکامی کا سبب وہ سپاہ کی بزدلی کو قرار دیتا تھا - بے موقع مظالم سے بجائے اُس کے خوف غالب ہونے کے لوگ اُس سے نفرت کرنے لگے اور انتقام کی خواہش پیدا ہوئی - محافظ سپاہ کے ایک گروہ نے جو روم کے قریب البا کی چھاؤنی مین تھے، اپنے بیوی بچون کے خوف سے مجلس ملکی کے احکام کو قبول کیا جب محافظ دستہ نے میکسی مِن کا ساتھ چھوڑ دیا - تو کیا باقی رہا ہے اور شہنشاہ اپنے خیمہ مین مع اپنے بیٹے کے جس کو شاہنشاہی کے اختیارات حاصل تھے قتل کر دیا گیا ساتھ ہی انولینس جو حاکم فوجداری تھا اور میکسی مِن کے خاص وزراء جنکے ذریعہ وہ مظالم کرتا تھا موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے جب اہل شہر نے ان سب کے سرون کو نیزون پر بلند ہوتے دیکھا تو وہ سمجھ گئے کہ اب محاصرہ ختم ہو گیا ہے - شہر کے دروازے کھول دیئے گئے بھوکی سپاہ کے لیے غلہ وغیرہ کا کافی انتظام کیا گیا اور تمام فوج مجلس ملکی نیز باشندگان روم اور جائز تاجدارون یعنی میکسی مس اور بالبنیس کے احکام ماننے کا اقرار کیا - وحشی میکسی مِن کا نتیجہ یہ ہوا اور وہ اسی کا مستحق تھا بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے دل مین وہ جذبات ہی نہ تھے

اسکی تصویر جو ہر مہذب آدمی یا بالفاظ دیگر ہر انسان کے دل مین ہوتے ہین اُس کا جسم بھی روح کے مطابق تھا - اسکا قد آٹھ فیٹ سے زائد لمبا تھا - اور اسکی غیر معمولی طاقت اور غذا کا جو حال بیان کیا جاتا ہے اُس پر یقین نہین آتا - اگر وہ کسی کم مہذب زمانہ مین پیدا ہوتا تو شعراء اور راویون نے اس کو ایک ایسا دیو قرار دیا ہوتا جس کی مافوق الفطرت طاقت ہمیشہ نوع انسان کی تباہی مین صرف ہوتی تھی

رومی دنیا کی عام مسرت بہ نسبت بیان کرنے کے اس کا اندازہ کرنا زیادہ آسان ہے کہ رومی دنیا مین عام طور پر میکسی مِن کی موت پر کیسی خوشی منائی گئی ہوگی - یہ خوشخبری اکیولیا سے روم تک چار دن مین پہونچ گئی جب میکسی مس واپس آیا تو فاتح کی شان سے آیا اُس کا ساتھی اور نوجوان گورڈین اُس کے استقبال کو گئے اور تینون شہزادے ساتھ ساتھ روم مین داخل ہوئے - اسکے ساتھ ساتھ وہ تمام قاصد بھی تھے جو قریب قریب اٹلی کے ہر شہر سے آئے تھے، لوگ انکو اپنی ضعیف الاعتقادی اور احسان مندی کی بنا پر سلام کرتے تھے اور مجلس ملکی کے ممبر اور عوام سچے دل سے نعرہ ہائے شادمانی بلند کر رہے تھے - ان کو یقین تھا کہ ظلم و جور کا زمانہ ختم ہو گیا اور اب مسرت و شادمانی، اور رفاہ و خوشحالی کا عہد ہے اور جس طریقہ سے دونون شاہنشاہ برتاؤ کرتے تھے، اس سے یہ امید ہوتی تھی وہ خود انصاف کرتے تھے، اور ایک کے مزاج کی درشتی کا دوسرے

انگور کے چمن اُجاڑ دیئے۔ سواد شہر برباد کر دیا۔ اور عمارتون کی شہتیرون کو انجنون اور میناردن کے بنانے مین صرف کیا جنکے ذریعہ سے ہر طرف سے شہر پر حملے کرنا شروع کئے شہر پناہ کی جو عرصہ سے صلح و امن کی بدولت استعمال نہ ہوئی تھی اور اس وجہ سے قریب قریب منہدم ہو چکی تھی، اس فوری ضرورت کی وجہ سے مرمت کرائی گئی لیکن سب سے بڑا آلہ حفاظت خود باشندون کا استقلال تھا۔ ہر طبقہ مین بجائے خوف کی انتہائی خطرے کے سامنے ہونے اور میکسی مین کی سخت مزاجی سے ایک جوش و ولولہ پیدا ہو گیا تھا کہ سینیٹ اور مجلس جو مجلس ملکی کے دو نائب تھے، اس شہر کے باشندون کی ہمت و جرات بڑھاتے اور اسے مفید مواقع پر استعمال کرتے تھے ان دونون کے ساتھ صرف تھوڑے سے سپاہی تھے، لیکن اسی فوج کے برتے پر یہ محصور شہر کی مدد کو تیار ہو گئے۔ کئی مرتبہ میکسی مین کی فوج نے حملہ کیا لیکن وہ ہر مرتبہ پسپا ہوئی۔ اسکی مشینین مصنوعی آگ کے ذریعہ سے برباد کر دی گئین اور اکوئیلیا والون کے جوش و خروش سے اب فتح کی پوری اُمید ہوئی بیلنس کا خیال ہے کہ شہر کے محافظ دیوتا نے بذات خود لڑائی مین حصہ لیکر اپنے مصیبت زدہ پرستش کرنے والون کی حفاظت کا سامان کیا تھا۔

میکسی مین کا طرز عمل

شاہنشاہ میکسی مین دونا تک جو ایک نہایت ضروری مقام تھا، قبضہ کرنے کی نیت سے بڑھتا چلا آیا تاکہ وہ وہان سے فوجی انتظامات جلد از جلد مکمل کر سکے یہان عقل نے اسکو جنگ کی اصلی حالت دکھائی اور اسے معلوم ہوا کہ صورت حال کیا ہے۔ اسکو اچھی طرح معلوم تھا کہ ایک شہر بھی اتنی زبردست فوج کے مستقل حملون کا کبھی مقابلہ نہین کر سکتا۔ اب اسکو یہ خوف پیدا ہوا کہ کہین فوج اکوئیلیا والون کے سخت مقابلہ سے دل برداشتہ ہو کر یکبارگی محاصرہ کو چھوڑ کر روم کا راستہ نہ لے ایسی حالت مین سلطنت کی قسمت اور آزادی کی اُمید کا پورا ہونا صرف ایک جنگ پر موقوف رہے گا اور میکسی مین کے پاس رومیون اور ڈینیوب کے تجربہ کار سپاہیون سے مقابلہ کرنے کے لئے کوئی سامان نہ تھا۔ اُس نے اٹلی کے زرادل گمر اکثر زمیندارون مین سے کچھ اپنی فوج مین بھرتی کئے اور کچھ امدادی فوج جرمنون کی بھرتی کی لیکن امتحان کے موقع پر ان لوگون کی ہمت و جرات پر بھروسہ کرنا خالی از خطرہ نہ تھا۔ یہ تمام خطرے تو تھے ہی اب خود میکسی کے خاندان مین سازش شروع ہوئی اور میکسی مین کو اُس کے مظالم کی سزا ملی۔ ساتھ ہی روم اور مجلس ملکی کو ان خطرات سے آزادی ہو گئی جو دشمن شاہنشاہ کی فتح کے بعد یقینی طور سے انکو پیش آتے۔

اپریل سنہ ۲۳۸ء مین میکسی مین اور اسکے بیٹے کا قتل ہونا

اکوئیلیا کے باشندون کو محاصرہ کی معمولی مصیبتون کا بھی کبھی تجربہ نہین ہوا تھا انکے پاس کھانے کا کافی ذخیرہ تھا اور شہر پناہ کے اندر کئی چشمے تھے جن سے تر و تازہ پانی کی طرف سے انھین بالکل اطمینان تھا۔ اس کے خلاف میکسی مین کے سپاہیون کو موسم کی صعوبتین برداشت کرنا پڑتی تھین۔ بیماری پھیل رہی تھی

اب وحشی نوجوان بھرتی کر لئے جاتے تھے میکسی من کی تمام زندگی جنگ میں صرف ہوئی تھی۔ اور تاریخ کا فیصلہ کتنا ہی سخت کیوں نہ ہو یہ ماننا پڑیگا کہ اُس میں سپاہیانہ شجاعت اور تجربہ کار سپہ سالاروں کی سی قابلیت موجود تھی۔ یہ بالکل فطری بات تھی کہ اس کی طبیعت کا شہزادہ بجائے اس کے کہ بغاوت کو جاری رہنے دیتا اور اس کا منتظر رہتا کہ میں وقت کے گزرنے سے فائدہ اٹھاؤنگا اور اپنی حالت کو مضبوط بناؤنگا فوراً دریائے ڈینیوب کے کنارے سے ٹائبر کے ساحل پر واپس آیا۔ اُس کی ظفریاب فوج جس کے دل میں مجلس ملکی کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کئے گئے تھے اور جس کو اٹلی کے مال و زر کے لوٹنے کی تمنا تھی بے چینی سے اٹلی جیسے بے دست و پا ملک کو فتح کرنے کی منتظر تھی۔ لیکن جہاں تک اس زمانے کے غیر معروف واقعات سے پتہ چلتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی غیر ملکی لڑائی کی وجہ سے اٹلی کا حملہ موسم بہار کے آنے تک موقوف رہا۔ میکسی من نے اس موقع پر جس دانشمندی سے کام کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے مخالفین نے مبالغہ سے کام لیا ہے اور یہ کہ اُس کے جذبات پُرزور ہونے کے باوجود عقل و فہم کے ماتحت تھے۔ وحشی میکسی من میں سلا کی سی دانشمندی تھی جس نے اپنے ذاتی دشمنوں سے انتقام لینے سے قبل روم کے دشمنوں کو زیر کیا تھا۔

اٹلی کا حملہ

جب میکسی من کی افواج نہایت باقاعدگی کے ساتھ منازل طے کرتی ہوئی، اٹلی کی سرحد تک آ پہنچیں تو انھیں یہ دیکھکر سخت پریشانی ہوئی کہ نہ کوئی مد مقابل ہے اور نہ وہاں آبادی کی چہل پہل نظر آتی ہے باشندوں نے گاؤں اور غیر محفوظ شہر چھوڑ دیے تھے، مویشی اور غلہ وغیرہ بھی ہٹا دیا گیا تھا اور یا عمداً برباد کر دیا گیا تھا۔ پل منہدم تھے کوئی چیز ایسی موجود نہ تھی جس سے حملہ آور سپاہی پناہ لے سکتے یا جس پر اوقات بسر کر سکتے۔ یہ انتظام مجلس ملکی کے دانشمند سپاہ سالاروں کا تھا۔ مقصد اس سے یہ تھا کہ اس طرح جنگ طول کھینچے گی اور میکسی من کی سپاہ آہستہ آہستہ قحط کی بدولت تباہ ہو جائیگی۔ اور ہم اپنی طاقت کو اٹلی کے خاص خاص شہروں کے محاصرہ کے وقت صرف کریں گے جن میں کھانے پینے کا کافی ذخیرہ [illegible] کو ہم نے اُن سرحدی آدمیوں کے ذریعہ سے کافی مضبوط کر لیا ہے جو دیہات سے ہٹا دیئے گئے تھے۔ سب سے پیشتر

اکویلیا کا محاصرہ

مقام اکویلیا کا محاصرہ کیا گیا اور اسی کو پہلا حملہ روکنا پڑا۔ وہ چشمے جو [illegible] خلیج سے نکلتے ہیں اور جن میں جاڑے کی پڑی ہوئی برف کے گھلنے سے بہت پانی بڑھ گیا ہے میکسی من کی افواج کی راہ میں حائل ہوئے۔ آخر کار اُس سپاہ نے ایک عجیب و غریب پل کے ذریعہ جو بڑی ہی دقت اور مشقت سے شراب کے پیپوں سے تعمیر کیا گیا تھا دریا عبور کیا۔ اکویلیا کے قریباً [illegible]

سازش سے خلل پڑا یعنی پست عوام نہ تو سخت مزاج میکسی مس سے پوری طور پر خوش تھے۔ اور نہ وہ پوری طور پر نرم دل بالبینس سے ڈرتے تھے۔ ان لوگون کی تعداد مشتری کے مندر کے گرد بڑھتی گئی وہ سختی سے اس بات پر قائم رہے کہ بادشاہ کا انتخاب بزرگون کے وقت سے عوام کی رائے سے ہوتا رہا ہے وہی اب بھی ہونا چاہیے۔ انھون نے لفظاً بڑی ترقی سے یہ خواہش کی تو ان دو آدمیون کے علاوہ جنھین مجلس ملکی نے انتخاب کیا ہی، گورڈین خاندان کا ایک شخص بھی تاجدار مقرر ہو اور یہ بات اس قربانی کا صلہ ہوگی جو دونون گورڈین شاہزادون نے جمہور کے لئے کی ہی۔ شہر کی حفاظت کرنے والے دستہ فوج سپاہ کے افسر بالبینس اور میکسی مس نے کوشش کی کہ سازش کو بزور دبا دین لیکن عوام نے جو لاٹھیون اور پتھرون سے مسلح تھے انکو ڈھکیل کر پھر مندر کے اندر کر دیا۔ ایسے مواقع پر جہان کہ نتیجہ دونون جماعتون کے لئے خطرناک ہو، دانشمندی اسی مین ہی کہ انسان دب کر کام کرے۔ ایک لڑکا جس کی عمر صرف تیرہ برس کی تھی اور جو بڑے گورڈین کا پوتا اور چھوٹے گورڈین کا بھتیجا تھا، پیش کیا گیا۔ یہ لڑکا تمام زیورات پہنے ہوئے تھا اور سنیٹر کا خلعت اسکو پہنایا تھا۔ عوام اس طرح نرمی سے معاملات کے طے پانے سے مطمئن ہو گئے اور جب دونون شخص بغیر کسی فساد کے بادشاہ تسلیم کر لئے گئے تو وہ متحدہ دشمن کے مقابلے مین اٹلی کی حفاظت کے لئے تیار ہو گئے۔

میکسی مِن مجلس ملکی اور اُسکے شاہنشاہون پر حملہ کی تیاری کرتا ہے

جب روم اور افریقہ مین بہت جلد جلد انقلابات رونما ہو رہے تھے تو میکسی مِن کا دماغ اپنے خیالات وجذبات کی بنا پر سخت پریشان تھا۔ بیان کیا جاتا ہی کہ جب اس کو گورڈینس کی بغاوت اور اپنے خلاف مجلس ملکی کے فتوے کی خبر پہونچی تو اس کی حالت درندون کی سی ہو گئی۔ وہ دوری کی وجہ سے مجلس ملکی سے تو انتقام لے نہ سکتا تھا۔ اس لئے اپنا غصہ اتارنے کے لئے جو لوگ اس کے قریب تھے انہی کی جان کے درپے ہوا مثلاً اس کے ایک دوست خود اس کے بیٹے اور ان تمام لوگون کی جو اس کے قریب رہتے تھے، جانین خطرے مین تھین جب اسے گورڈینس کی وفات کی اطمینان بخش خبر ملی، تو فوراً ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ چونکہ مجلس ملکی کو معافی اور معاملات کے سلجھنے کی کوئی امید نہ تھی اس لئے اس نے دو شاہنشاہون کو اور انتخاب کر لیا ہے اور میکسی مِن ان دونون کی ہمت اور قابلیت سے پوری طور پر واقف تھا۔ اب صرف انتقام ہی ایک ایسی چیز تھا جس سے اس کا دل ٹھنڈا ہو سکتا تھا۔ اور صرف تلوار کے ذریعے ممکن تھا اگرچہ ذرا سے سلطنت کے تمام حصون سے فوجی دستون کو بلا کر ایک مرکز پر جمع کیا۔ بربرون اور جرمنیس کے [illegible] تین کامیاب معرکون کی بدولت رومی افواج کی شہرت بڑھ گئی تھی اور ان مین ایک حد تک نظم مہیا ہو گیا تھا علاوہ برین انکی تعداد مین بھی معقول اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ جو جگہین خالی ہوتی تھین انہین

خطرہ سر پر تھا اسوجہ سے ذاتی فوائد کا خیال پس پشت ڈال دیا گیا۔ دونون امیدوارون کی اہلیت کو سب نے تسلیم کیا، دونون کا انتخاب ہوگیا اور تمام مکان لوگون کی آوازون سے گونجنے لگا جو نئے تاجدارون کی صحت وسلامتی کی دعائین مانگ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آپ دونون مجلس ملکی کے فیصلہ پر خوش ہین۔ خدا کرے کہ جمہور آپ کے سایۂ عاطفت مین ترقی کر سکے۔

انکے عادات و اطوار

رومیون کو جو امیدین تھین وہ نئے تاجدارون کے عمدہ صفات اور انکی شہرت کی بنا پر پوری ہوتی نظر آتی تھین۔ اُن مین مختلف قسم کی قابلیتین تھین اور انکی بنا پر وہ اپنے اپنے سرشتون کے انتظام کے لئے نہایت موزون تھے۔ اس طرح وہ ایکدوسرے سے حسد بھی نہ کر سکتے تھے۔ بالبینس بہت اچھا خطیب، شاعر، اور دانشمند مجسٹریٹ تھا۔ اور سلطنت کا اندرونی حصون مین سے قریب قریب ہر جگہ حاکم رہ چکا تھا اور اسکے انتظام اور فیصلون سے سب خوش تھے۔ وہ خاندانی رئیس اور نہایت دولت مند تھا۔ اسکی عادات عمدہ اور فیاضانہ تھین۔ اسمین شک نہین کہ وہ عیش وعشرت کا دلدادہ تھا لیکن اسکی صلاح یون ہوگئی تھی کہ اسکو اپنی عزت کا بہت خیال رہتا تھا۔ عیش وعشرت کی عادات سے اسکی قوت عمل مین کوئی فرق نہ آیا تھا میکسی مس کے مزاج مین اتنی نفاست پسندی نہ تھی بیسکن باوجود اس کے کہ وہ نہایت ذلیل طبقہ سے تھا۔ اُس نے اپنی بہادری اور قابلیت کی بدولت فوج اور سلطنت کا اعلیٰ سے اعلیٰ عہدہ حاصل کر لیا تھا۔ سیمارٹین اور جرمنون پر فتوحات، سخت روکھی زندگی بسر کرنے اور حاکم شہر ہونے کی حالت مین انصاف کرنے کی بدولت عوام اسکی بہت توقیر کرتے تھے۔ حالانکہ یہی عوام بالبینس سے بہ نسبت اسکے زیادہ محبت کرتے تھے دونون آدمی حاکم رہ چکے تھے اور بالبینس کو تو یہ عزت دومرتبہ نصیب ہوئی تھی دونون کا شمار مجلس ملکی کے بس لفٹنٹون مین سے تھا۔ ایک کی عمر ساٹھ اور دوسرے کی چوہتر برس کی تھی اور اس وجہ سے دونون دنیا کا کافی تجربہ رکھتے تھے۔

روم کے فسادات ایک گورڈین لڑکے کا سیزر قرار پانا

جب مجلس ملکی نے میکسی مس اور بالبینس کو حکام اور عدالت کے بالکل اختیارات برابر برابر سپرد کر دیئے تھے اور انکو سرپرست وطن ہونے کا خطاب مل چکا تھا اور ساتھ ہی وہ متحدہ طور سے سردار با دری مقرر ہو چکے تھے تو ان دونون نے مشتری کے مندر مین جاکر ان دیوتاؤن کا شکریہ ادا کیا جو روم کے محافظ تھے لیکن ان سنجیدہ رسوم مین لوگون کی ایک

کا انتظار کر رہے تھے۔ لیکن خود گورڈین خاندان والے اب خاموش تھے۔ کارتھیج والے کیپالیانس کی تیزی
سے پیش قدمی کرنے سے سراسیمہ ہو گئے۔ کیپالیانس نومیڈیا کا صوبہ دار تھا اور اس کے ساتھ نہایت تجربہ کار
اور خوفناک وحشیوں کی ایک جماعت رہتی تھی۔ اس نے اپنی قلیل جماعت کو ساتھ لیکر اس وفادار اور
بے امن صوبہ پر چڑھائی کی۔ کم عمر گورڈین اپنے چند محافظ سپاہیوں، اور کچھ اور ناتجربہ کار لوگوں کو ساتھ لیکر جنھیں
فوجی تعلیم بہت معمولی ملی تھی اس کے مقابلہ کو نکلا۔ اس کی ذاتی بہادری بیکار ثابت ہوئی کیونکہ وہ میدانِ
جنگ میں عزت و نیکنامی کی موت مارا گیا۔ اسکے ضعیف باپ کو جسے سلطنت کرتے صرف ایک مہینہ ہوا تھا
جب شکست کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے خودکشی کر لی۔ کارتھیج میں حفاظت کا کوئی سامان نہیں رہا اور شہر
کے دروازے کھول دیے گئے۔ آخر نتیجہ اب ایک غلام کے مظالم کا شکار بن گیا جو اپنے آقا کو بہت بڑا خزانہ
پیش کر کے اور خون بہا بہا کر خوش کرنے پر مجبور تھا۔

میکسمس اور بلبینس کا انتخاب

گورڈینس کا جو انجام ہوا۔ اس کا کسی کو خیال بھی نہ تھا۔ لیکن اس
واقعہ کا جو خوفناک اثر روم پر ہونا چاہیئے تھا وہی ہوا۔ مجلس ملکی نے
کانکارڈ کے مندر میں جمع ہو کر روزانہ کے کام انجام دیئے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ممبر اپنے اور عوام کے خطرہ
سے بے انتہا پریشان ہیں۔ عرصہ تک لوگ خاموش بیٹھے اپنے خیالات میں غلطاں و پیچاں رہے۔ آخرکار
ایک ممبر جس کا نام ٹراجن تھا، اور جو ٹراجن کے خاندان سے بھی تھا، اٹھ کر اپنے ہمراہیوں کو عمل کی رغبت
دلائی۔ اس نے بیان کیا کہ ہم لوگ عرصہ سے دانشمندانہ طریقے سے اپنے کام کو وسعت نہیں دے سکے ہیں۔ اب میکسمن
جو فطرتاً نہایت سنگدل مزاج ہو اور جو اب نقصانات کی وجہ سے بالکل ناامید ہو گیا ہو، تیزی سے اٹلی کی جانب
بڑھ رہا ہو۔ اس کے ساتھ سلطنت کی تمام افواج ہیں۔ اب اس موقع پر صرف دو صورتیں ممکن ہیں۔ ایک
یہ کہ ہم مردانہ وار اس کا میدانِ جنگ میں مقابلہ کریں اور یا اس ذلت کی موت مریں جو ہمیشہ ناکام بغاوت
کا نتیجہ ہوتی ہو۔ اس نے اپنی تقریر کو جاری رکھا اور بولا "ہم دو بہترین شاہزادوں کو ہاتھ سے کھو چکے ہیں
لیکن جب تک کہ ہم خود اپنی مدد کرنا نہ چھوڑ دیں اس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کی قسمت گورڈینس
کے ساتھ وابستہ نہ تھی۔ اس مجلس کے اکثر ممبر ایسے ہیں جنکے عادات اتنے عمدہ ہیں کہ وہ تخت کے واقعی طور پر
اہل ہیں اور انکی قابلیت ایسی ہو کہ وہ شاہی شان و شوکت کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ ہم کو دو شہنشاہوں کا انتخاب
کرنا چاہیئے جن میں سے ایک عوام کے دشمن کا میدانِ جنگ میں مقابلہ کرے اور دوسرا روم میں رہ کر ملکی
انتظام کرے۔ میں اپنے تئیں خطرہ اور حسد کی جگہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔ لیکن خود اپنی رائے میکسمس اور
بلبینس کو دیتا ہوں۔ آپ لوگ یا میری تجویز کی تائید کیجئے اور یا انکی جگہ ان سے بہتر لوگ مقرر کیجئے" چونکہ

خوبیان بیان کین قابل احترام گورڈمینس کے ساتھ ساتھ اس کا بیٹا بھی جو باپ کے ہمراہ افریقہ ہی مین تھا شاہنشاہ قرار دیا گیا۔ اُس کے عادات واطوار اتنے پاکیزہ نہ تھے جتنے گورڈمینس کے، مگر ہردلعزیزی مین وہ اپنے باپ سے کسی طرح کم نہ تھا۔ اسکے حرم مین یقینی طور پر بائیس عورتین اور اُسکے کتب خانہ مین باسٹھ ہزار کتابین تھین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اس کا مذاق کیسا تھا۔ اس نے جو کچھ اپنے بعد چھوڑا اُس سے پتہ چلتا ہی کہ یہ دونون چیزین نمایش کے لئے نہین بلکہ ضرورت کے لئے تھین۔ رومی لوگ اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ ہم کو گورڈمینس کے بیٹے مین وہی صفات دکھائی دیتی ہین۔ جو سیپیو افریکانس مین تھین۔ لوگون کو یہ بات یاد تھی اور اس پر وہ خوش بھی تھے کہ اسکی مان انٹونینس پیس کی پوتی تھی۔ تمام رعایا کی اُمیدون کا ان عمدہ صفات پر انحصار تھا۔ جو پوشیدہ طور سے اسمین موجود تھین حالانکہ بظاہر وہ ایک سادہ نہایت عیش وآرام سے زندگی بسر کرتا رہا تھا۔

اپنے اختیارات کو مستحکم کرنے کی استدعا

جب گورڈین خاندان والون نے ہردلعزیزی کی بنا پر اپنے تاجدار کی انتخاب کرنے والون کا جوش کم کر دیا تو انھون نے اپنا دربار کارتیج کو منتقل کر لیا افریقہ کے لوگ بتہ دل سے انکی آمد پر خوشیان مناتے تھے اور انکی خوبیون کی عزت کرتے تھے۔ ان لوگون نے ہیڈرین کے سفر کے بعد کسی رومی شاہنشاہ کی شان وشوکت کا موقع نہین دیکھا تھا۔ لیکن اس ہردلعزیزی سے نہ تو گورڈین تاجدارون کی سلطنت کو استحکام حاصل ہوا۔ اور نہ استقلال۔ اصول اور اپنی ضرورت کی بنا پر ان تاجدارون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمین مجلس ملکی کی پسندیدگی حاصل کرنا چاہیئے۔ اس بنا پر صوبہ کے رؤسا کا ایک گروہ نیابت کرنے کی غرض سے روم روانہ کیا گیا۔ تاکہ وہان جا کر وہ لوگ تمام حالات بیان کرین اور لوگون کو سمجھائین کہ ہمارے ہم وطنون نے جو کیا ہی ٹھیک ہی اور ہم لوگ ایک عرصہ تک صبر کے ساتھ مظالم برداشت کرتے کرتے مجبوراً اپنی حفاظت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے ہین شاہزادون نے جو خطوط روم کو لکھے انکا لہجہ نرم تھا اور انھون نے نہایت عزت سے ان لوگون کو خطاب کیا تھا۔ ساتھ ساتھ اس ضرورت کا بھی ذکر تھا جس کی بنا پر انھون نے شاہنشاہی کا خطاب اختیار کر لیا تھا۔ انھون نے یہ بھی تحریر کیا کہ ہم اپنے انتخاب اور اپنی قسمت کا فیصلہ مجلس ملکی کی رائے پر چھوڑ دیتے ہین۔

مجلس ملکی بھی گورڈمینس کے منتخب ہونے کو پسند کرتی ہے

مجلس ملکی کے ممبران کو نہ کسی قسم کا شبہ تھا اور نہ ان کی رایون مین اختلاف تھا۔ گورڈین شہزادے اچھے خاندان سے تھے اور اون شادیون کی وجہ سے جو انھون نے کین وہ روم کے بڑے بڑے خاندانو

گورڈئینس کی عادات اور انکا عروج

روسی مجلس ملکی کے ممبرون مین، گورڈیانس کا خاندان سب سے ممتاز تھا۔ باپ کی طرف سے اس کا سلسلہ نسب گراکیائی تک اور ماں کی طرف سے شاہنشاہ ٹراجن تک پہونچتا تھا۔ ایک بہت بڑی جائداد اُس کے قبضہ مین تھی اور اس کی آمدنی سے وہ اپنی حیثیت کے مطابق شان و شوکت سے زندگی بسر کرسکتا تھا۔ اس کا مذاق ستھرا اور دل فیاض تھا۔ روم کا یہ محل جو کسی زمانہ مین پامپی اعظم کا دارالاقامہ رہ چکا تھا اب کئی پشتون سے گورڈینس خاندان کے قبضہ مین چلا آتا تھا۔ وہ فتح کے نشانات جو گذشتہ بحری لڑائیون مین حاصل ہوئے تھے، اسی خاندان کے قبضہ مین تھے اور ان پر فن مصوری کے اعتبار سے بہت عمدہ نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ پرنیسٹی جانے والی سڑک پر اس کا جو دیہات کا مکان تھا وہ اپنے خوبصورت اور وسیع غسلخانون تین نہایت شاندار کمرون جن کی لمبائی سو سو فیٹ تھی، اور اس قابل دید ایوان کے لئے مشہور تھا جس مین دو سو ستون تھے اور ہر ستون مین نہایت عجیب و غریب قیمتی چار چار رنگ کے سنگ مرمر کے لگے ہوئے تھے۔ لوگ عام طور پر اس کے اخراجات سے تماشے دیکھتے تھے۔ اور ان تماشون مین سیکڑون درندے اور اُن سے لڑنے والے پہلوان ہوتے تھے۔ اُس کے پاس اتنی دولت تھی کہ رعایا مین سے تو کسی پاس مشکل ہی سے ہوگی۔ یہ دوسرے مجسٹریٹ تو روم مین دو ایک دفعہ دعوت کرنے پر ہی اکتفا کرتے تھے لیکن گورڈین ایڈل کے زمانہ مین ہر مہینہ دعوت کرتا اور حاکم اعلیٰ ہونے کے زمانے مین اٹلی کے دیگر شہرون مین بھی اس کا فیض جاری ہوتا تھا۔ اسکو دو مرتبہ حاکم اعلیٰ کے اختیارات ملے یعنی ایک مرتبہ کیراکالا کے زمانے مین اور دوسری دفعہ الگزنڈر کے زمانے مین اُس مین ایک خاص ملکہ اس بات کا تھا کہ وہ تاجدارون کے حسد کے جذبات کو بھڑکائے بغیر ایسے مراتب وغیرہ حاصل کر لیتا تھا۔ اُس نے اپنی زندگی نہایت پاکیزگی سے ادب کے مطالعہ اور روم کے صلح کل مناصب حاصل کرنے مین صرف کی تھی۔ اور اس وقت تک جبتک کہ اُسے مجلس ملکی کے انتخاب اور الگزنڈر کی پسندیدگی سے افریقہ کے حاکم اعلیٰ کے اختیارات نہیں دیے گئے وہ نہایت دانشمندی سے فوجی مناصب اور صوبجات کی حکومت سے انکار کرتا رہا۔ جب تک یہ اجمارزندر رہا افریقہ مین اسکے دانشمند نائب کی وجہ سے خوشحالی کا دور دورہ رہا۔ جب وحشی میکسی مین نے تخت سلطنت پر قبضہ کیا، تو گورڈینس اُن مصیبتون سے رعایا کو حتی الامکان بچاتا رہا جنسے وہ کسی طرح رعایا کو بالکل محفوظ نہ رکھ سکتا تھا جب اُس نے لباس شاہی قبول کیا تو اُسکی عمر اسّی سے کچھ اوپر تھی۔ اسکی ذات انیٹونینس کے عہد حکومت کی ایک عمدہ اور آخری یادگار تھی۔ گورڈینس نے خود اس تاجدار کے صفات اختیار کیے اور ایک نظم میں جو تیس حصون پر مشتمل تھی، اسکی

کے طعن سننے کی طاقت امنین نہ تھی۔ رومی دنیا کے ہر حصے مین لوگون مین نفرت کے جذبات پیدا ہو گئے اور
وہ علانیہ اس کا اظہار کرنے لگے اور بنی نوع انسان کے دشمن یعنی تاجدار وقت سے انتقام لینے کی صدائین
بلند ہونے لگین۔ آخر کار خفیہ مظالم کی بنا پر ایک صلح پسند صوبے کے غیر مسلح لوگون نے مجبورًا علم
بغاوت بلند کر دیا۔

افریقہ کی بغاوت

ایسے تاجدار کے لئے جو جرمانہ اور ضبط کی ہوئی رقوم کو اپنے محاصل کا
ایک عمدہ ذریعہ سمجھتا تھا، افریقہ کا حاکم بالکل موزون تھا۔ افریقہ کے
بعض دولتمند نوجوانون کے خلاف ایک غیر منصفانہ حکم صادر ہوا جسکے نفاذ ہونے پر ان لوگون
کی جائداد کا بڑا حصہ ان کے ہاتھ سے نکل جاتا۔ حالت ناامیدی مین ان سب نے ایک مستقل ارادہ کیا
کہ یا تو ہم اس مصیبت سے بچ ہی جائینگے اور یا پورے پر تباہ ہو جائینگے۔ ظالم خزانچی سے بمشکل تمام تین
دن کی مہلت حاصل کی گئی۔ اور ان لوگون نے اس عرصہ مین اپنے اپنے علاقہ پر سے غلامون اور کسانون
کو بلایا یہ لوگ بلا چون و چرا کئے ہوئے اپنے اپنے آقاؤن کا حکم ماننے کے عادی تھے انکے پاس دیہاتی
ہتھیار مثل لکڑیون اور کلہاڑیون کے تھے۔ بغاوت کے سرغنہ اپنے کپڑون مین خنجر چھپائے ہوئے تھے
اور جب وہ صوبہ دار کے حضور مین باریاب ہوئے تو انھون نے یکبارگی اسکا کام تمام کر دیا۔ اور
اپنے جنگجو ساتھیون کی مدد سے شہر تھسڈرس پر قبضہ کر کے رومی سلطنت کے تاجدار کے خلاف بھی علم
بغاوت بلند کر دیا، انکو اپنی کامیابی کی امید اس نفرت پر تھی جو لوگون کو میکسی مین سے تھی۔ اسکے
مقابلے انھون نے نہایت دانشمندی سے ایک ایسے شخص کو تخت پر بٹھانا چاہا جس سے اسکی عمدہ عادات
کی وجہ سے عوام بہت محبت کرتے تھے اور جسکی ہر شخص عزت کرتا تھا۔ اسی شخص کے تخت سلطنت پر
بٹھانے سے یہ بھی ایک فائدہ مد نظر تھا کہ اس طرح بغاوت ایک مستقل اور قابل وقعت شکل اختیار کر لیگی
گورڈنیس نے جو مدار المہام کی حیثیت سے کام کر رہا تھا اور جسے باغیون نے تاجدار انتخاب کیا تھا،
اس عہدہ کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور روتے ہوئے اسنے درخواست کی کہ مجھے اس خوفناک
عزت و مرتبہ سے علیحدہ رکھو اور اپنی عمر کو امن اور بے گناہی سے گزارنے دو۔ مین اس ضعیف العمری
مین اپنے ہاتھ لوگون کے خون سے رنگنا نہین چاہتا۔ لیکن جب باغیون نے اسکو دھمکانا شروع
کیا تو اس نے مجبورًا شاہی لباس زیب تن کرنا منظور کیا۔ اور یہی ایک ذریعہ تھا جس سے وہ میکسی مین کے
مظالم سے جنکی بنا حسد پر ہوتی تھی، محفوظ رہ سکتا تھا۔ کیونکہ خونخوار تاجدارون کا قول تھا کہ وہ لوگ
جو تخت سلطنت کے اہل سمجھے گئے ہون مستحق قتل ہین اور جنھون نے اس کی کوشش کی وہ تو پیشتر ہی باغی ہو چکے

بنایا گیا، نہ گواہ طلب کئے گئے اور نہ اُسے اتنا موقع دیا گیا کہ وہ اپنی بے گناہی کے متعلق کچھ کہہ سکتا۔ بلکہ
تنہا ہی وہ مع چار ہزار آدمیوں کے جن کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ اسکے شریک ہین قتل کر دیا گیا۔ اُس کی
بلکہ تمام سلطنت مین جاسوس اور مخبر پھیلے ہوئے تھے جاسوسون کی اطلاع پر بڑے بڑے امرا جو صوبجات پر حکومت
اور فوجون کی سپہ سالاری کر چکے تھے جنکو حاکم اعلیٰ کے اختیارات حاصل تھے اور جنکو خدمات کے صلے مین انعامات
مل چکے تھے، پا بہ زنجیر معمولی قیدیون کی گاڑیون مین بند کر کے شہنشاہ کے حضور پیش کئے جاتے تھے۔ اگر وہ
ان کی جائداد اور مال و اسباب ضبط کر لیتا، یا انکو شہر بدر کر دیتا تھا یا انکو معمولی طور پر قتل کرا دیتا تو لوگ سمجھتے کہ
شہنشاہ نے بہت رحم و کرم سے کام لیا ہے۔ بعض بدقسمت مظلومون کو اُسنے جانورون کی کھالون مین سلوا دیا،
بعض کو درندون کے سامنے چھوڑ دیا اور بعض کے متعلق یہ حکم دیا کہ ان پر اتنی لاٹھیان برسائی جائین کہ اسی سے
وہ جانبر نہ ہو سکین۔ اپنے تین برس کے زمانہ حکومت مین وہ نہ کبھی روم گیا نہ اٹلی وہ کبھی کبھی دریائے رائن
کے ساحل سے ہنگری، دریائے ڈینوب کے ساحل پر خیمہ زن ہوتا تھا۔ وہ اپنے متعلقین کے ساتھ نہایت سختی سے
برتاؤ کرتا تھا۔ نہ وہ کسی اصول کا پابند تھا نہ کسی قانون کا بلکہ تلوار کے بل پر حکومت کرتا تھا۔ کسی علم کسی کمال
اور کسی ماہر سیاست کو اسکے پاس آنے کی اجازت نہ تھی۔ اس رومی تاجدار کے دربار کی حالت پھر وہی ہو گئی۔ جو
کسی زمانہ مین غلامون کے سردارون اور پہلوانون کی تھی، جنکی وحشت آمیز طاقت کے نشانات برسون باقی
رہے اور خوف اور نفرت کے جذبات برانگیختہ کرتے رہے۔

صوبجات مین اُس کے مظالم

جب تک میکسی مین کے مظالم کا دائرہ مجلس ملکی کے ممبرون اور فوج کے اُن بہادرون
تک محدود رہا جو قسمت کے بندے ہو رہتے ہین، اس وقت تک عوام بالکل
بے پروا رہے بلکہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ عوام، شہنشاہ کے مظالم دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ لیکن سپاہ کی لالچ و حرص
کی بنا پر اب جبار نے حکومت کے محاصل پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ ہر شہر کے محاصل جدا جدا تھے
جس رقم سے عوام کے لئے غلہ خریدا جاتا تھا۔ اور اسی مد سے کھیل تماشون اور دعوتون پر روپیہ خرچ کیا
جاتا تھا۔ ایک حکم کی رو سے تمام محاصل ضبط کر لئے گئے تاکہ وہ شاہی خزانہ مین استعمال کئے جا سکین
معبدون مین سے سونے چاندی کے تمام چڑھاوے لے لئے گئے اور دیوتاؤن، شہنشاہون اور سورماؤن کے
بت گلا دیئے گئے تاکہ انکے سکے بنائے جائین۔ لیکن ان احکام کا نفاذ بغیر فتنہ و فساد و قتل و غارت کے
نہ ہو سکتا تھا۔ رعایا نے شہرون کو امن کی حالت مین زمانہ جنگ کے سے فتنہ و فساد کا مرکز دیکھنے کے بجائے
ویران رہنا زیادہ بہتر خیال کرتے تھے۔ خود ان سپاہیون کو بھی جنھین مالی فائدہ پہنچتا تھا یہ رقم لیتے
ہوئے شرم آتی تھی۔ اور گو مظالم کرتے کرتے انکے دل سخت ہو گئے تھے پھر بھی اپنے دوستون اور عزیزون

اُس کی بزدلی سے سب متنفر ہو گئے اُس نے اپنی ماں تیتیا کو اسکی حرص و طمع کی بناء پر ملزم قرار دیا اور ماں بیٹے دونوں کو سپاہیوں سے قتل کر ڈالا۔ اُس کے وفادار دوستوں کو بھی سپاہیوں نے قتل کیا۔ اور جو لوگ الگزنڈر کے بھی خواہ تھے وہ غاصب کے انتقام کا مزہ چکھنے کے لئے زندہ رہے ان لوگوں میں سے جن کو بہت معمولی سزائیں دی گئیں وہ بھی اپنی ملازمتوں سے برطرف کر دیئے گئے اور ذلت کے ساتھ دربار اور فوج سے نکالدیئے گئے۔

میکسی مِن کے مظالم

پرانے تاجداروں کیلیگولا، نیرو، کموڈس، اور کیرکالا جنہوں نے ظلم و جبر کو اپنا شیوہ بنا رکھا تھا سب کے سب عیش پرست ناتجربہ کار نوجوان تھے۔ ان سب نے سلطنت کے گہوارہ میں پرورش پائی تھی اور حکومت کے غرور، روم کی بدکاریوں اور مصاحبین کی چاپلوسیوں کی بدولت، انکے اخلاق خراب ہو گئے تھے۔ میکسی مِن کے مظالم کا سبب دوسرا تھا یعنی اُسے ڈر تھا کہ کہیں لوگ مجھسے متنفر نہ ہو جائیں۔ اسکی حکومت کی بنیاد سپاہیوں کی وفاداری پر تھی جو اُسے محض اس وجہ سے پسند کرتے تھے کہ دونوں کے عادات و اطوار ایک ہی سے تھے پھر بھی اسکو اس بات کا احساس تھا کہ میں شریف النسل نہیں ہوں۔ نہ میری ظاہری شکل و صورت ہی اچھی ہے۔ علاوہ اس کے میں ملکی زندگی کے نشیب و فراز کو مطلق نہیں سمجھتا حالانکہ یہ سب خوبیاں الگزنڈر میں موجود تھیں۔ اسکو یاد تھا کہ مفلسی کے زمانے میں مجھے اکثر مغرور روساء روم کے دروازوں پر منتظر رہنا پڑتا تھا اور انکے غلام مجھے اندر جانے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اسکو اس محدود جماعت کی مہربانی بھی یاد تھی جس نے اسکے افلاس کو دور کیا تھا، اور اسکی توقعات میں اسکے معین ہوئے تھے۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے میکسی مین کی مدد کی تھی اور وہ جنہوں نے اس سے نفرت کا اظہار کیا تھا، دونوں برابر کے ملزم تھے۔ کیونکہ یہ دونوں گروہ اُسکی ابتداء سے واقف تھے بس اس بناء پر بہت لوگ قتل کئے گئے۔ اور میکسی مِن نے اپنے محسنوں کو قتل کر کے تاریخ کے غیر فانی صفحات پر اپنی محسن کشی اور کمینہ پن کا حال خون کے حروف میں لکھدیا جو کبھی مٹائے نہیں مٹ سکتا۔

رعایا میں سے جو لوگ، باعتبار حسب و نسب کے یا باعتبار کمالات ذاتی کے کوئی ممتاز حیثیت رکھتے تھے انکو میکسی مِن ہمیشہ شک و شبہ کی نظر سے دیکھتا تھا اور اسکی وجہ یہ تھی کہ خود اس کا دل بے ایمان تھا۔ جب کبھی اُسے سازش کا خطرہ معلوم ہوتا، اُسکے مظالم کی کوئی حد و انتہا نہ رہتی۔ ایک دفعہ اسکی جان لینے کے لئے لوگوں نے سازش کی یا کم از کم اس کا شک ہوا کہ کچھ لوگ اسکی جان لینا چاہتے تھے اس سازش کا بانی میگنس جو حاکم اعلیٰ بھی تھا اور مجلس ملکی کا ممبر بھی تھا، قرار دیا گیا۔ میگنس پر نہ مقدمہ

تعلیم ملی ہوگی اور جو جنگ کا پورا تجربہ رکھتا ہوگا۔ جو فتح کا نقارہ بجائے گا اور اپنے ساتھیوں پر ملکی خزانہ کو فراخدلی سے تقسیم کرے گا۔ اس موقع پر دریائے رائین کے کنارے خود شاہنشاہ کے زیر حکم ایک فوج ٹھہری ہوئی تھی۔ کیونکہ جنگ فارس کے بعد ہی جرمنی کے وحشیوں نے سر اٹھایا اور شہنشاہ کے لئے ان کا مقابلہ کرنا ضروری تھا۔ سپاہ کو تعلیم دینے اور اُن کا معاینہ کرنے کا کام میکسی مین کے سپرد ہوا۔ ایک دن جب میکسی مین میدان میں داخل ہوا تو کل سپاہیوں نے فوری جذبات سے متاثر ہو کر یا سازش کی بنا پر اسکو شہنشاہ تسلیم کر کے سلام کیا تو اول اول تو اس نے انکار کیا لیکن سپاہیوں کے شور و شغب میں اسکی آواز دب گئی۔ اور اب وہ اس بغاوت کی آگ کو پوری طور پر بھڑکانے کی کوشش کرنے لگا کہ الگزنڈر سویرس کو قتل کر کے خود تخت سلطنت پر قابض ہو جاؤں۔

الگزنڈر سویرس کا قتل

الگزنڈر سویرس کی موت کے حالات کو مورخین نے مختلف پیرایوں میں لکھا جو لوگ اس کے مدعی ہیں کہ اسکو میکسی مین کی احسان فراموشی اور خود غرضی کا علم نہ ہونے پایا تھا یہ کہتے ہیں کہ الگزنڈر نے فوج کے سامنے تھوڑا سا کھانا کھایا اور سونے چلا گیا۔ سہ پہر کے قریب محافظ سپاہیوں کا ایک گروہ شاہی خیمہ میں داخل ہوا۔ اور وہاں اس نیک شہزادہ کو جسے سپاہیوں پر بیسا اعتماد تھا، زخمی کر کے قتل کر ڈالا۔ لیکن اگر ہم دوسرے گروہ کے بیان کو جو زیادہ قرین قیاس ہے صحیح تسلیم کر لیں تو یہ ماننا پڑیگا کہ میکسی مین کو ارغوانی رنگ کا شاہی نشان ان سپاہیوں نے چھاؤنی سے کئی میل کے فاصلہ پر دیا تھا جو فوج سے الگ تھے وہ خوب جانتا تھا کہ بجائے فوج کے اعلانات کے انکے دلی ارادوں پر میری کامیابی کا انحصار ہے۔ الگزنڈر کو اپنی فوج کے وفاداری کے جذبات کو بیدار کرنے کا کافی موقع ملا۔ اور بعض سپاہیوں نے کسی نہ کسی طرح وفاداری کا اقرار بھی کیا۔ لیکن میکسی مین نے آتے ہی اعلان کر دیا کہ میں فوج کے نظام اور ترتیب کا محافظ ہوں اور اسکے حقوق کی نگہبانی کرتا ہوں اس اعلان کے ہوتے ہی تمام سپاہی برگشتہ ہو گئے اور میکسی مین کی تعریفیں کرنے لگے اور آخرکار انھوں نے بغیر کسی اختلاف رائے کے اُسے رومیوں کا تاجدار تسلیم کر لیا۔ میا کے بیٹے کا سب نے ساتھ چھوڑ کر اُس کا پردہ فاش کر دیا اور وہ اپنے خیمہ میں واپس آیا۔ وہ اس بات کی کوشش کرنے لگا کہ کم از کم عوام کی ذلت سے بچنے کے لئے ہمیں اس بات کو پوشیدہ رکھوں جو پیش آنے والی ہے اس کے خیمہ میں داخل ہونے کے بعد ہی ایک حاکم فوجداری مع چند صوبہ داروں کے موت کا فرشتہ بن کر خیمہ میں داخل ہوا۔ لیکن بجائے اس کے کہ الگزنڈر مردانہ وار جان دیتا، اُس نے ان لوگوں کی خوشامد کرنا شروع کی اور اسطرح مرتے وقت اس نے خود اپنی ذلت کی لوگوں کو اس کی بے گناہی اور بدقسمتی پر یقینی افسوس ہوتا۔ لیکن

وہ ہر موقع پر ایسی بہادری کا اظہار کرتا تھا۔ جو اسکی طاقت کے شایان شان تھی۔ جیسے جیسے اُس کی معلومات
مین اضافہ ہوتا گیا، ویسے ویسے اس کی وحشت کم ہوتی گئی سویرس اور اسکے بیٹے کے عہد حکومت مین
دونون تاجدارون کی عنایت سے وہ صوبہ داری کے عہدہ پر مقرر رہا۔ سویرس فطری طور پر باکمال لوگون
کی قدر دانی کرتا تھا اور اسکی دوربین نگاہ ہمیشہ باکمال لوگون کا انتخاب کر لیتی تھی۔ میکسی مین کیرآکالا کے
قاتل کی ملازمت کرنا کفران نعمت خیال کرتا تھا۔ اسکو اپنی عزت کا خود خیال تھا اور اس لئے اُس نے
الاگابلس کی ملازمت کرکے ذلت برداشت کرنا گوارا نہ کیا۔ لیکن جب الگزنڈر سریر آرائے تخت سلطنت
ہوا تو میکسی مین پھر دربار مین آیا اور تاجدار نے اُس کا تقرر ایک ایسی جگہہ کیا جہان اُسکی خدمات مفید
ثابت ہوئین اور جو جگہ درحقیقت اسکے لائق تھی وہ فوج کے چوتھے دستے کا افسر مقرر ہوا اور بہت جلد
اُس نے اس دستہ کی حالت ایسی درست کردی کہ وہ تمام فوج مین بہترین شمار کیا جانے لگا۔ سپاہی عام طور
پر اُس سے بہت خوش تھے۔ اور اسکو اجاکس اور ہرکیولز کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اُسکا عہدہ برابر
بڑھتا جاتا تھا یہان تک کہ اسے انتہائی اور سب سے بڑا عہدہ عنایت کیا گیا۔ اور اگر اُس مین وحشت کے
آثار باقی نہ ہوتے تو شاہنشاہ اپنی سگی بہن کی شادی میکسی مین کے بیٹے کے ساتھ کر دیتا۔

میکسی مین کی سازش

بجائے اس کے کہ میکسی مین اس بلند رتبہ پر پہونچ کر جادۂ وفا سے نہ ہٹتا
اُس کے دل مین حرص وطمع جاگزین ہوئی۔ وہ سمجھنے لگا کہ میرا موجودہ عزو وقار
میرے کمال کے برابر نہین ہے اور یہ حالت اس وقت تک رہیگی جب تک کسی شخص کے آگے بھی مجھے سر تسلیم خم
کرنا پڑے گا۔ اس مین اصلی عقل و دانش کا کہین پتہ نہ تھا۔ لیکن خود غرضی اور مکاری کی صفتین موجود
تھین۔ اُس کو یہ خیال پیدا ہوا کہ تاجدار کو فوج اور سپاہیون سے اب کوئی دلچسپی نہین رہی ہے اور وہ
اس خیال کی اشاعت کرکے سپاہ کو بددل کرنے لگا۔ تاکہ اس بددلی سے خود فائدہ اُٹھا سکے۔ مفسدین اور
تہمت لگانے والون کے لئے یہ بہت آسان ہے کہ وہ بہترین تاجدار کے نظام حکومت کو بدنام کر دین۔ اور تاجدار
کی عمدہ صفات کو نظر انداز کرکے اُس کو ان بُرائیون کا ملزم قرار دین جو تاجدار سے زیادہ خود بدنام کرنیوالون
مین موجود ہوتی ہین۔ سپاہی اُسکے سفر کی باتین خوشی سے سنتے تھے اور اتنے عرصہ تک خاموش رہنے پر انکو
شرم آتی تھی کہ ہم خوش تیرہ برس تک کیون اُن تمام قواعد و دستور کی پابندی کرتے رہے جو ایک زنانہ شاہی
تاجدار نے عاید کی تھین اور کیون ہم تاجدار کی ماں اور مجلس ملکی کی غلامانہ اطاعت کرتے رہے سپاہ علانیہ
اس بات کا اعلان کرنے لگی کہ ملکی طاقت کے اس خیالی ڈھانچہ کی کوئی ضرورت نہین ہے اور اب ہم
جگہ ایک ایسے شاہزادے اور سپہ سالار کا انتخاب کرینگے جو سچا سپاہی ہوگا۔ جسے جہاد مین ہی

کر چکے تھے اور روم کے پرانے خاندان سیورس کے مظالم کا شکار ہو گئے تھے۔ جمہور کی قیدون اور سختیون سے شاہزادون پر سختیون کی زیادتی ہوتی جاتی تھی اور انکو اپنی خوشحالی کی طرف سے بالکل نا اُمیدی ہوتی جاتی تھی۔ اِن حالات مین ناممکن تھا کہ حق وراثت کا خیال بھی انکے ذہن مین آسکتا۔ وراثت کی بنا پر کوئی شخص تخت کا حقدار نہو سکتا تھا، اس لیئے وہ سب لوگ جن مین اہلیت ہوتی تھی۔ اُسے اپنا حق سمجھتے تھے۔ طامع لوگون کی خواہشات مفید قوانین کے تحت سے آزاد ہو چکی تھین۔ ذلیل سے ذلیل شخص بھی یہ امید کر سکتا تھا کہ اپنی بہادری اور خوش قسمتی سے فوج مین عہدہ حاصل کرکے اور ایک جرم کا مرتکب ہوکر اپنے آقا اور تمام دنیا کے تاجدار کے کمزور ہاتھون سے عصائے شاہی لے سکتا ہون۔ اگر مذکورہ سو برس کے قتل اور میکسی مین کی تخت نشینی کے بعد کسی شاہنشاہ کو اطمینان نصیب نہین ہوا کیونکہ سرحدی مقامات کا ہر کسان جسکی تخت شاہی پر جو در اصل ایک نہایت خوفناک مقام تھا۔ بیٹھنے کی بجا طور پر امید کر سکتا تھا۔

میکسی مین کی پیدائش اور قسمت کے کھیل

اس واقعہ کے تئیس برس قبل شاہنشاہ سویرس نے مشرق کی ایک مہم سے واپسی کے وقت تھریس مین قیام کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ یہان ٹھہر کر مین فوجی کھیل تماشون کے ساتھ اپنے چھوٹے بیٹے گیٹا کی سالگرہ کا جشن منائے۔ ملک کے آس پاس کے لوگ اپنے تاجدار کو دیکھنے کی غرض سے اُمنڈ آئے اور ایک دیو پیکر وحشی نے اپنی زبان مین اس بات کی درخواست کی کہ مجھے بھی کشتی لڑنے کی اجازت ملنا چاہیئے۔ اس خیال سے کہ رومی سپاہیون کو تھریس کا ایک دہقان بیجا نہ دکھا دے، اس کے مقابلہ کے لیے نہایت طاقتور لوگ منتخب کیے گئے لیکن اس وحشی دہقان نے سولہ سپاہیون کو زیر کیا۔ انعام فتح کا اسے کچھ تھوڑا سا انعام دیا گیا اور اجازت ملی کہ وہ رومی فوج مین داخل ہو سکتا ہے۔ دوسرے دن خوش قسمت دہقان کے ساتھ بہ نسبت دیگر امیدوارون کے زیادہ رعایتین کی گئین۔ اور وہ اپنے ملک کی رسم کے مطابق ناچنے کودنے لگا۔ جب اس نے دیکھا کہ بادشاہ میری طرف متوجہ ہو رہا ہے تو وہ گھوڑے کے قریب آیا اور نہایت آسانی سے گھوڑے کے ہمراہ چلنے لگا۔ دہقان پیدل چل رہا تھا اور شاہ گھوڑے پر۔ لیکن دہقان بالکل نہ تھکا اور برابر گھوڑے کے برابر تیزی سے چلتا رہا۔ سویرس نے اس سے سوال کیا کہ کیا "تو میرے ہمراہ دوڑنے کے بعد بھی کشتی لڑ سکتا ہے؟" اُسنے جواب دیا کہ مین بالکل تیار ہون۔ نوجوان دہقان پر تھکاوٹ کا کوئی اثر نہ تھا اور اس نے بات کی بات مین سات نہایت تنومند سپاہیون کو چت کر دیا۔ اسکی بہادری اور تیزی کے صلہ مین اُسے سونے کا ایک قیمتی زیور دیا گیا اور اسی وقت حکم ملا کہ وہ اُن سوارون کے دستہ مین شامل ہو جائے جو ہمیشہ شاہنشاہ کی ہمرکاب رہتے ہین۔

فوجی خدمات اور بلند مرتبون پر فائض ہونا

میکسی مین گو سلطنت کی سرحد پر پیدا ہوا تھا لیکن در اصل وہ وحشیون کی ایک مخلوط نسل سے تھا۔ اُس کا باپ قوم گاتھ سے تھا اور ماں الانی قوم سے تھی

تاج وتخت کا مالک نہین منتخب ہوتا ہی۔ اور نہ اُسے بڑی تعداد مین عوام کی رائین ہی حاصل ہوتی ہین۔ تمام جماعات مین صرف فوج ہی ایک ایسی جماعت ہوتی ہی۔ جسکے افراد کے جذبات ایک سے ہوتے ہین اور جسکے ہاتھون مین اتنی طاقت بھی ہوتی ہی کہ وہ دوسرون کو لپنے اشارون پر چلا سکتی ہی۔ لیکن چونکہ فوج کے سپاہیون مین ایک قسم کی وحشت ہوتی ہی اور وہ غلامی کے عادی ہوتے ہین اس لیے وہ قوانین اور ملکی نظم ونسق کو قائم رکھنے کے لیے بالکل ناموزون ہوتے ہین۔ چونکہ وہ خود انصاف پسندی، انسانیت اور سیاسی تدبر کی صفات سے معرا ہوتے ہین اس لیے جن لوگون مین یہ صفات موجود ہوتے ہین، ان کو بھی وہ پسندیدہ نظر سے نہین دیکھتے۔ اگر کسی شخص مین بہادری کا جوہر موجود ہی، تو وہ اُنکی عزت وتوقیر کا مستحق ٹھہرتا ہے اور اگر کسی مین سخاوت کی صفت ہی تو وہ اُنکی رائین خرید سکتا ہی۔ لیکن مصیبت یہ ہی کہ بہادری کی صفت عام طور اُن لوگون مین پائی جاتی ہی جو خود نہایت درجہ وحشی ہوتے ہین۔ اور سخاوت کرنے والے قوم کو نقصان پہونچا کر سخاوت کرسکتے ہین۔ اور ان ہر دو ذرائع کو اختیار کرتے ممکن ہی کہ بعض طماع اور باہمت لوگ تاجدار وقت کا مقابلہ کر بیٹھین۔

چونکہ روسیون کے یہان اس بات کا لحاظ تھا اسلیے بہت نقصانات ہوئے

جب ایک دفعہ کسی تاجدار کا بیٹا تخت حکومت کا مستحق قرار دے دیا جاتا ہی اور اوسے حکومت کرنے عرصہ ہو لیتا ہے تو یہ ایک ایسی عزت بزرگی ہوتی ہے جو نہایت مستحکم ہوتی ہی اور جسکے خلاف سر اُٹھانے کی کسی کو ذرا مشکل سے جرأت ہوتی ہی ایک شخص کا مسلمہ حق، باغیون کی تمام امیدون پر پانی پھیر دیتا ہی۔ اور تحفظ کا خیال تاجدار کو مظالم کرنے سے باز رکھتا ہی۔ اس خیال کی بنا پر یورپ کی شخصی حکومتون مین بغیر کسی جھگڑے فساد کے یکے بعد دیگرے۔ بادشاہ تخت سلطنت پر قابض ہوتے ہین اور انتظام ملک مین کسی طرح کا خلل نہین واقع ہوتا۔ لیکن اس خرابی کی بدولت خانہ جنگیان ہوتی ہین اور انہی خانہ جنگیون کے اختتام پر ایشیائی ممالک مین خود مختار تاجدار موروثی تخت پر قابض ہوجاتے ہین۔ لیکن مشرق مین بھی جھگڑے فساد کے وجوہات بہت محدود ہوتے ہین یعنی اکثر یہ ہوتا ہی کہ صرف خاندان شاہی کے شاہزادون ہی مین تلوار چلتی ہی۔ اور جب ایک خوش قسمت امیدوار دوسرون کو تلوار کے گھاٹ اُتار دیتا ہی تو اسے اپنی ماتحت رعایا سے پرخاش کا کوئی سبب نہین باقی رہتا۔ لیکن روم کی عظیم الشان سلطنت کی حالت، مجلس ملکی کے اختیارات ختم ہونے پر یہ تھی کہ کسی بات کا انتظام ٹھیک نہ تھا اور ہر جگہ بدنظمی کا دور دورہ تھا۔ عرصہ ہوچکا تھا کہ صوبجات کے رئیسون اور تاجدارون کے خاندان، جمہوری حکومت کے آگے سر تسلیم خم

باب ہفتم

میکسی مین کی تخت نشینی، اور اس کے مظالم۔ مجلس ملکی کے اشارہ سے افریقہ اور اٹلی مین بغاوت ہونا۔ خانہ جنگیان اور سازشین میکسی مین اور اسکے بیٹے میکسی مس، بالبینس اور تین گورڈینس شہزادون کی موتین۔ فلپ کا سلطنت کو غصب کرنا اور اسکے کھیل تماشے

استہزا دنیا مین جتنی طرح کی بھی حکومتین قائم ہوئین ان سب مین وہ طرز حکومت جو نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتی رہی ہے، بظاہر سب سے زیادہ مضحکہ انگیز معلوم ہوتی ہے کیا اظہار نفرت کے بغیر یہ بیان کرنا ممکن ہو کہ باپ کے بعد اس کا شیر خوار بچہ تمام قوم کی جان اور کا اسی طرح مالک ہوجاتا ہے جس طرح وہ مویشیون کے کسی گلہ پر قابض ہوتا ہے۔ حالانکہ دنیا کو نہین معلوم ہوتا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہوگا اور خود اُسے بھی اپنی طبیعت کا اندازہ نہین ہوتا۔ بڑے سے بڑے کارآزمودہ سورما، اور بڑے سے بڑے مدبرین جو اقلیم سلطنت کا حق رکھتے ہین۔ اپنے حق کو پس پشت ڈالکر عاجزی اور مسکینی کی شان سے شاہی گہوارہ کے قریب آکر وفاداری کی قسمین کھاتے ہین۔ ممکن ہو کہ ہیجا پیر منکرون اور خیال آرائیون مین یہ باتین بہترین رنگ مین نظر آئینگی۔ لیکن جب ان پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے گا۔ تو ایک ایسی کمزوری جس کی بنا پر حکومت نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اور جسکی بنیاد عوام کے جذبات اور خیالات سے زیادہ مستحکم ہوتی ہے، مفید نظر آئے گی اور ہم خوشی سے اس طرز حکومت کو قبول کرینگے جس مین عوام سے اپنے لئے ایک افسر اور تاجدار انتخاب کرنے کا حق چھین لیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ حق نہایت خوفناک ہوتا ہے اور عوام کا مقصد اس کا حصول ہوتا ہے۔

اسکے فوائد جب ہم اطمینان سے کسی تنہا مقام پر بیٹھے ہون اس وقت نہایت آسانی سے ایسی حکومتون کے خیالی ڈھانچے تیار ہو سکتے ہین، جس مین شاہی کا مستحق ہمیشہ وہ شخص قرار پائیگا جو اس کا سب سے زیادہ اہل ہو اور جسکو عوام اپنی رائے سے انتخاب کرین۔ تجربہ، ان خیالی باتون

شخصی حکومتین کی تردید کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ بڑی بڑی جماعتون مین کبھی سب سے زیادہ عقلمند شخص

خراج کے ادا کرنے سے جو اب تک بحیثیت باجگذار ہونے کے ادا کرتے تھے آزاد ہو گئے۔ کیرا کالا اور اُسکے فرزند
بیٹے نے حکومت کے اُن اصولون کو تسلیم نہیں کیا۔ اور صوبجات مین پرانے اور نئے تمام محصول جاری رکھے
الگزنڈر نے جب تخت حکومت پر قدم رکھا تو رعایا کی اس ناقابل برداشت تکلیف کو بڑی حد تک دور کر دیا اور خراج
کی رقم کو گھٹا کر اتنا کم کر دیا کہ وہ اُس کی تخت نشینی کے وقت سے ۱/۳ رہ گئی۔ یہ طے کرنا غیر ممکن ہے کہ اُس نے
اس ظلم کو اس حد تک کیون قائم رکھا یہی نازک پود آگے چل کر برگ و بار لایا اور اسکے جانشینون کے زمانے مین
سلطنت روم پر بلائے ناگہانی کی طرح چھا گیا۔ تاریخی واقعات کے ضمن مین ہم اکثر زمینداری کے محصول
انفرادی محصول اور غلہ، شراب، تیل اور گوشت کا ذکر کرینگے جو صوبون سے دربار، فوج اور
شہر کے استعمال کے لئے لایا جاتا تھا۔

روم کی عام آزادی کے نتائج

جب تک روم اور اٹلی سلطنت کے مرکز تسلیم کئے جاتے تھے، اسوقت تک اصلی شہریون مین قومیت کی روح باقی تھی اور جو لوگ شہری
بنائے جاتے تھے وہ بھی بلا ارادہ اس رنگ مین رنگ جاتے تھے۔ فوج کے خاص خاص عہدون پر تعلیم یافتہ
لوگ مقرر ہوتے تھے اور یہ لوگ علم و ہنر کے قدردان ہوتے تھے وہ رفتہ رفتہ ترقی کر کے بڑے مرتبون پر
پہونچتے تھے ایک حد تک یہ انھی لوگون کے اثر اور انھی کی مثال کا نتیجہ تھا کہ فوج کے دستے شہنشاہی
قائم ہونے کی ابتدائی صدیون مین نہایت درجہ ادب و قاعدہ کی پابندی کرتے رہے۔

لیکن جب کیرا کالا نے حکومت کے نظام کے آخری پردے کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، تو صاف معلوم
ہونے لگا کہ مختلف پیشون کے علیحدہ کر دینے سے رفتہ رفتہ مختلف مراتب مین از خود فرق ہو جائیگا۔
صوبجات کے اندرونی حصون کے لوگون ہی کو جو زیادہ تربیت یافتہ ہوتے تھے وکالت کرنے کی اجازت
تھی اور یہی لوگ عدالتون مین حاکم ہوا کرتے تھے۔ فوج کی ملازمت صرف کسانون اور سرحدی مقامات
کے رہنے والے وحشیون کے لئے مخصوص ہو گئی تھی اور انکو سوائے اپنے ڈیرے کے نہ کسی ملک کی اطلاع
تھی اور نہ سوائے جنگ کے کسی اور فن سے واقفیت۔ وہ ملکی قوانین سے ناآشنائے محض تھے اور بالکل ناواقف
تھے کہ فوجی پابندی قوانین کس چیز کا نام ہے۔ اپنے خون آلود ہاتھون، وحشیانہ اطوار اور مضبوط ارادون
سے وہ کبھی کبھی تو تاج و تخت کی حفاظت بھی کرتے تھے لیکن اکثر ایسا ہوتا تھا کہ وہ سلطنت کا پانسہ پلٹ
دیتے تھے۔

کے لئے بنی نوع انسان کی شکرگذاری کے مستحق ہو جاتے۔ بہرحال اِن لوگون نے اس بوجھ کو کچھ ہلکا کر دیا لیکن اس محصول کو موقوف کر دینا اُن کے بس مین نہ تھا۔ انکے بنائے ہوئے قوانین مین اعتدال کی جھلک اور مصلحت کا رنگ تھا اور اس وجہ سے یہ معلوم تھا کہ محصول کتنا اور کس حد تک لینا چاہیئے۔ اور اسی وجہ سے ہر مرتبے کے لوگون کی حفاظت ہوتی تھی لوگ فضول اور پرانے طریقے پر جائداد کے وارث ہونے کا دعویٰ نہ کرتے تھے اور محصول لینے والون سے بھی انکی حفاظت ہوتی تھی۔ یہ بات ذرا عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ رومیون کے بڑے بڑے عقلمند صوبہ دار بھی پرانے طریقہ پر چنگی اور محصول وصول کرتے رہے۔

کیرا کالا کا حکم کیرا کالا کے خیالات، جذبات اور حالات انیٹونینس کے خیالات جذبات اور حالات سے بالکل مختلف تھے وہ رعایا کی بہبودی کی طرف سے بالکل بے پروا بلکہ اسکے خلاف تھا یعنی وہ نہین چاہتا تھا کہ رعایا خوشحال و سرسبز ہو سکے۔ اسکو صرف ایک فکر تھی اور وہ یہ کہ فوج کو لالچ کی عادت ہوگئی ہے۔ اسکی فرمایشات کو مین پورا کرتا رہون۔ آگسٹس نے جو مختلف محصول مقرر کئے تھے۔ ان مین سب سے زیادہ آمدنی محصول وراثت سے ہوتی تھی۔ اور یہی ایک ایسا محصول تھا جو بالکل عام تھا۔ چونکہ یہ قانون صرف روم اور اٹلی تک محدود نہ تھا اسوجہ سے جیسے رومی شہر کو وسعت ہوتی تھی، اُسی طرح اس محصول کی آمدنی بھی زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ جو لوگ نئے نئے شہری ہوتے انکو وہ سب محصول ادا کرنا پڑتے تھے جنسے وہ محض سیدھی رعایا ہونے کی حالت مین بری تھے۔ لیکن اس کے عوض انکو وہ حقوق حاصل ہو جاتے تھے جو انکو عام رعایا سے بہت ممتاز بنا دیتے تھے۔ اور یہ ایک بہتر نعم البدل ہوتا تھا شہری ہونے کے بعد انکو حق حاصل ہوتا تھا کہ وہ بعد رتبہ دولت و عزت حاصل کر سکین۔

سلطنت کے تمام صوبجات کے رہنے والے اسی بنا پر شہری قرار دیئے گئے کہ ان سے محصول وصول ہوسکے لیکن وہ عزت جو انھین شہری ہونے پر نصیب ہوتی کیرا کالا کی فضول خرچیون کی وجہ سے بالکل بیکار ثابت ہوئی کیرا کالا نے تمام صوبجات کے رہنے والون کو زبردستی شہری ہونے کا بیکار خطاب عنایت کیا گیا۔ یہ خطاب عوام کے لئے بالکل بیکار تھا لیکن حکومت کا فائدہ اس مین یہ تھا کہ تمام رعایا پر یہ محصول واکرنا واجب ہوگیا۔ سویرس کے ظالم بیٹے نے اتنے کثیر محصول پر قناعت نہین کی۔ حالانکہ اس سے پیشتر کے تاجدار اسے بالکل کافی خیال کرتے تھے۔ اس نے محصول وراثت کا یہ قاعدہ بنایا کہ نئے وارث سے بجائے بیسوین حصہ کے دسوان حصہ حکومت کو وہ کرے۔ اس کے عہد حکومت مین سلطنت کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جسکو اسکے ظلم سے نقصان نہ پہونچا ہو۔ یہ ظالمانہ قانون اسکے بعد پھر توڑ دیا گیا۔

محصول کا عارضی طور پر کم ہوجانا جب صوبجات کی تمام رعایا شہری قرار پاگئی تو معلوم ہوا کہ وہ ہم

سے فروخت ہوتی تھین - یہ مکانون اور گھوڑون کی خرید و فروخت سے لیکر معمولی چیزون تک پر پڑتا تھا -
ان کا محصول صرف اس وجہ سے معتبہ بہ جاتا تھا کہ یہ معمولی چیزین بڑی مقدار مین اور ہر روز استعمال کی جاتی تھین
اس قسم کے محصول پر جس کا عام طور سے ہر شخص پر اثر ہوتا ہی ہمیشہ لوگ چین بہ جبین ہوتے رہے ہین - تاجدار نے
جو خود سلطنت کے ذرائع آمدنی اور اسکی ضروریات سے واقف تھا ایک حکم کے ذریعہ سے مجبوراً اعلان کر دیا کہ
فوج کے اخراجات زیادہ تر اسی محصول سے پورے ہو سکتے ہین -

محصول وراثت

(۳) جب آگسٹس نے سلطنت کو باہری اور اندرونی دشمنون سے محفوظ رکھنے کے لئے
ایک مستقل فوج کا محکمہ قائم کرنا چاہا تو اُس نے ایک خزانہ سپاہیون کو تنخواہین دینے اور
کو انعامات دینے اور جنگ کے غیر معمولی اخراجات کی وجہ سے الگ قائم کیا - جو محصول وصول ہوتا تھا وہ بہت
زیادہ تھا اور گو اسکا مصرف صرف یہی تھا لیکن پھر بھی یہ رقم کافی نہ تھی - اس کمی کو پورا کرنے کے لئے شاہنشاہ
نے پانچ فیصدی کا ایک نیا محصول جائدادون اور ریاستون پر مقرر کیا - یعنی جب باپ کے بعد بیٹا جائداد
کا وارث ہوتا تھا تو اسے پانچ فیصدی کے حساب سے رقم خزانہ شاہی مین داخل کرنا ہوتی تھی - لیکن رومن قوم کے
رئیسا کو اپنے حقوق کی اتنی پروا نہ تھی جتنی روپیہ کی ان لوگون نے اپنی برہمی کا اظہار شروع کیا - لیکن
آگسٹس نے بات ہوتی جاتی پر ٹال دیا - اُس نے معاملہ مجلس ملکی کے روبرو پیش کیا اور انسے کہا کہ آپ لوگ اس
سے بہتر کوئی طریقہ بتائیے کہ جس سے محصول وصول کیا جائے - اب مجلس ملکی مین اختلاف پیدا ہوا اور کوئی دوسرا
طریقہ انکی سمجھ مین نہ آیا - اُس نے اشارۃً کہا کہ اگر آپ لوگ مجھے اس طریقہ پر محصول لگانے سے باز رکھین گے
تو مین مجبوراً ہر فرد پر اور اُس کے کھیتون پر محصول لگاؤن گا - آخر کار مجبور ہوکر انھون نے کہنا مان لیا - لیکن
یہ نیا محصول جو جائداد اور ریاست پر لگایا گیا چند شرائط کے ساتھ تھا - لوگ اس وقت تک محصول دینے پر
مجبور نہ ہوتے جب تک کہ جائداد کی قیمت پچاس یا سو اشرفیون سے زائد نہ ہوتی - اور نہ ان وارثون کو محصول
دینا پڑتا تھا - جو باپ کی طرف سے بہت قریب کے رشتہ دار ہوتے تھے - جب ان نظری اور مفلسی کے حقوق
کو تحفظ ہوگیا تو لوگون نے دیکھا کہ ایک ایسے وارث کے لئے جو متوفی کا رشتہ دار نہ ہو یا بہت دور کا رشتہ دار
ہو اپنی غیر متوقع جائداد مین سے حکومت کو بیسوان حصہ دینا ہر طرح مطابق عقل ہے

یہ محصول قوانین اور عادات کے مطابق تھا

اس قسم کا محصول جسکی مقدار ایک خوشحال ملک مین بہت زیادہ ہوتی ہے رومیون
کی حالت کے بالکل موزون تھا - رومیون کو پورا اختیار تھا کہ وہ اپنے کسی جذبہ سے
متاثر ہو کر یا کسی سے خوش ہو جانے پر اپنی تمام جائداد دوسرون کو دے سکتے تھے
لہٰذا ان پر موجودہ زمانے کی سی شرائط وغیرہ کچھ عائد ہو سکتی تھین - مختلف قسم کے وجوہات سے آگسٹس کی پاسداری

سونا چاندی کثرت سے ملتا ہے۔ تاریخون سے کارتھیجنا کے قریب ایک کان کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے جس سے
روزانہ پچیس ہزار درہم کی یا سالانہ ۳ لاکھ پونڈ چاندی نکلتی تھی۔ آسٹریا، گیلیشیا اور لوسیتانیا کے صوبون سے
تقریباً بیس ہزار پونڈ سونا ہر سال وصول کیا جاتا تھا۔

جزیرہ گیارس کا محصول

اگر ان تمام ممالک کے محاصل کا ہم اندازہ لگانا چاہین جو سلطنت روم مین شامل کر لیے گئے
تھے تو اس کے لئے زیادہ وقت اور زیادہ تاریخی مواد کے فراہم کرنے کی ضرورت
ہے۔ بہرحال ان صوبجات کے محاصل کا کچھ اندازہ تو کیا ہی جا سکتا ہے جو یا قدرتی طور پر بہت زرخیز تھے اور یا
جہان حضرت انسان نے کوشش کرکے اپنی حالت درست کرلی تھی۔ اس کا اندازہ اس وقت ہو سکتا ہے جب
ہم یہ تذکرہ کرین کہ وہ کون سے اجاڑ اور غیر آباد مقام تھے جہان جا جا کر لوگ آباد ہوئے تھے اور انسے زرخیز
بنالیا تھا جزیرہ گیارس کے رہنے والون نے نہایت عاجزی سے آگسٹس کے حضور ایک درخواست دی
تھی کہ ہم سے جو محصول لیا جاتا ہے اس کا ایک تہائی معاف کر دیا جائے۔ اور اس محصول کی تعداد جو ان سے
وصول کیا جاتا تھا۔ ۱۵۰ درہم یا ۵ پونڈ تھی۔ لیکن گیارس ایک بہت چھوٹا سا جزیرہ تھا یا یون کہنا چاہیے
کہ چھوٹی سی ایک چٹان تھی! یہان نہ تازہ پانی ملتا تھا اور نہ زندگی کی دوسری ضروریات وہان کی کل
آبادی چند ماہی گیرون پر مشتمل تھی۔

تمام محاصل کی میزان

اس قسم کے تاریخی مواد سے جس پر نہ اعتبار کیا جا سکتا ہے اور نہ جو کسی ایک جگہ
موجود ہو۔ چند نتیجے نکلتے ہین۔ اول یہ کہ زمانہ گذشتہ و موجودہ مین جو فرق
اور حالات مین جو تبدیلی ہو چکی ہے۔ اس کا لحاظ رکھتے ہوئے بھی، سلطنت روم کی مستقل آمدنی کبھی ۵ کرور
پونڈ سے کم نہ ہوتی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اتنی زیادہ آمدنی اس عظیم الشان سلطنت کے معمولی اخراجات کے لئے
بالکل کافی ہوتی تھی جسے آگسٹس نے قائم کیا تھا۔ آگسٹس کے دربار کی حیثیت مجلس ملکی کے ایک معمولی ممبر
کے خاندان سے کسی طرح بہتر نہ تھی اسکی افواج سرحد سلطنت کی حفاظت کے لئے تعین تھیں نہ اسے جدید فتوحات
کی تمنا تھی نہ کسی دشمن کا خطرہ تھا۔

آگسٹس کا رومیون پر محصول مقرر کرنا

اگر اس بات کو نظر انداز بھی کر دیا جائے کہ ہم نے جو نتائج نکالے ہین وہ قرین قیاس
ہین تو بھی آگسٹس کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کم از کم دوسرے نتیجے کو تسلیم
نہ کرتا تھا اس بات کا فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ اس موقع پر آگسٹس کا رویہ ویسا ہی تھا
جیسا رعایا کی بہبودی چاہنے والے بادشاہ کا ہونا چاہیے تھا یا یہ کہ اس کے طرز حکومت مین وہ شان موجود تھی
کہ وہ رومیون کے جو حقوق پر ضرب کرنا چاہتا تھا۔ یہ بھی تو ہین معلوم کردہ صوبجات پر سے محاصل کا بوجھ ہلکا کرنا

جمع کر دیا جاتا تھا تاکہ اگر حکومت کو ضرورت ہو تو وہان سے نکال لیا جائے۔

صوبون کے محاصل

شاید تاریخ کو سب سے بڑا اور ناقابل تلافی نقصان جو پہونچا ہی وہ اس رجسٹر کے ضائع ہونے سے پہونچا ہی جو آگسٹس نے مجلس ملکی کے لئے چھوڑا تھا اور جس مین تجربہ کار تاجدار نے رومن حکومت کی آمدنی خرچ کا ٹھیک ٹھیک حساب لکھا تھا اس رجسٹر کی عدم موجودگی مین ہمین صرف ان اشارون پر بھروسہ کرنا پڑے گا۔ جو بعض بعض مورخین نے تاریخی واقعات کے دلچسپ سلسلہ کو چھوڑ کر کہین کہین کئے ہین اور اس طرح اپنی تاریخون کو زیادہ دلچسپ بنانے کے بجائے زیادہ مفید بنا دیا ہی۔ تاریخین بتاتی ہین کہ پامپی کی فتح کے بعد ایشیا سے جو رقم آتی تھی وہ پچاس کروڑ سے بڑھکر ایک رب ۳۵ کروڑ درہم[1] تک پہونچ گئی تھی سب سے آخری اور سب سے کاہل بادشاہ کے زمانہ مین مصر کے محصول کی تعداد ساڑھے بیس ہزار کے قریب

ایشیا کا محصول

بتائی جاتی ہے اور اسکی قیمت موجودہ سکون کے اعتبار سے ساڑھے بیس لاکھ سے زائد ہوتی ہی۔ بعد مین رومیون نے خورسی کرکے اور اسیھیپیا۔ اور

مصر کا محصول

ہندوستان کی تجارت کی ترقی دیکھکر اسے اور بڑھا دیا تھا۔ گال کے لوگ لوٹ مار کرکے ویسے ہی مالدار ہو گئے جیسے مصر کے لوگ تجارت سے اور ان دونون صوبون سے جو آمدنی ہوتی تھی۔ وہ تقریباً برابر تھی۔ بربادشدہ کارتھیج کو مجبور کیا گیا تھا کہ وہ دس ہزار سیلنٹس[2] جسکی قیمت قریب قریب چالیس لاکھ پونڈ کے برابر ہوتی ہی، پچاس برس کے عرصہ مین داخل کرے۔ اور یہ بھی یہ رقم ایک معمولی رقم تھی۔ جو روم کی برتری قائم کرنے کے لئے لی گئی تھی اور اس رقم کو اس محصول سے کوئی نسبت نہین جو زرخیز ساحل افریقہ مین ایک صوبہ قرار پانے کے وقت رعایا اور اسکی جائداد پر لگایا گیا۔

افریقہ کا محصول

اسپین کا محصول

بدقسمتی سے اسپین کی حالت زمانہ قدیم مین وہی تھی، جو آجکل پیرو اور میکسیکو کی ہی۔ براعظم کا مغربی زرخیز حصہ حال ہی مین دریافت ہوا تھا۔ اور اسے فونیشنیس نے دریافت کیا تھا وہان کے جو اصل باشندے تھے اُنھین فاتحین کے فائدے کے لئے کانون مین رہکر سخت محنت کرنا پڑتی تھی اسکی مثال ویسی ہی ہی جیسی امریکہ کے باشندون کو اسپین والون کے لئے زبردستی محنت کرنا پڑتی تھی۔ فونیشیا والے صرف اسپین کے سواحل سے واقف تھے۔ لالچ اور نام وری کے خیال سے کارتھیج اور روم کے سپاہی اسپین کے وسطی مقامات تک جا پہونچے اور دیکھا کہ ملک مین ہر جگہ غلہ افراط سے ہوتا ہی، اور

---

[1] یہ ایک سکہ رومیون کے زمانہ کا تھا جسکا وزن پونے دو ماشے کے برابر ہوتا تھا۔

[2] یہ بھی ایک قسم کا پرانا سکہ تھا۔

ان نئے نئے اصولوں کو جنکو سویرس کے خاندان کے بادشاہوں نے رواج دیا تھا، سپاہ کی اختیارات بہت
بڑھ گئے اور انہی باتوں سے رومیوں کے دلوں میں جو آزادی کا خیال اور قوانین کی وقعت تھی جاتی رہی۔ ان
اندرونی تغیرات کو جنسے سلطنت کی بنا کمزور ہوتی جاتی تھی، ہم نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بادشاہوں
کے ذاتی اخلاق و عادات، انکی فتوحات، انکے بنائے ہوئے قوانین، انکی غلطیاں اور انکا انجام وغیرہ یہ سب
چیزیں ایسی ہیں جنکو ہم صرف اسی حد تک بیان کرینگے جتنا اُن کا تعلق حکومت کے زوال اور اسکی بربادی سے ہے
یہ مقصد ہر وقت ہمارے پیش نظر رہیگا اور اسی وجہ سے ہم انٹونینس کیراکالا کے اُس حکم کو نظر انداز نہ کرینگے جسکی رو
سلطنت کے ہر آزاد شخص کو شہری ہونے کا شرف بخشا گیا۔ اس دریا دلی کی وجہ یہ تھی کہ اُسکا دل بہا یا تھا بلکہ اس
کی وجہ حرص تھی اور اس کی خیال زمانۂ فتوحات سے لیکر الگزانڈر سویرس کے عہد حکومت تک کی سلطنت کے
آمد و خرچ کے انداز سے مل سکتی ہے۔

بنیاد

ٹسکنی میں وائی کا محاصرہ وہ پہلا واقعہ تھا جس میں دس برس صرف ہوگئے اور جس میں رومی لشکر
کو برابر لڑائی کا موقع ملا۔ اس طویل مدت کی وجہ یہ تھی کہ وہ مقام بذات خود بہت محفوظ تھا
لیکن اصل وجہ یہ تھی کہ رومیوں کو تجربہ نہ تھا۔ یہ مقام وطن سے تقریباً ۲۰ میل دور تھا۔ وہاں پر گرما کی غیر معمولی صعوبات
کو برداشت کرنے کے لئے جو موسم سرما میں محاصرہ کے وقت پیش آتی تھیں، ضروری تھا کہ غیر معمولی حد سے انکی
ہمت افزائی بھی کیجائے۔ مجلس کمی نے اس موقع پر لوگوں کی ناراضی کو اس طرح دور کیا کہ سپاہیوں کی تنخواہ مقرر
کردی۔ اس کے لئے ایک عام محصول مقرر کیا گیا جو ہر شہری کو اپنی جائداد کی نسبت سے دینا پڑتا تھا۔ وائی کی فتح کے
بعد تقریباً دو سو برس سے زائد کے عرصہ میں جمہور کی دولت میں کچھ اضافہ نہیں ہوا مگر اسکی فوجی طاقت بہت
بڑھ گئی۔ جو ریاستیں اٹلی میں تھیں وہ محصول کے بجائے فوجی خدمات پیش کرتی تھیں اور بحری و بری فوجیں
جو پیونک واروں میں استعمال کی گئیں، انکا خرچ رومیوں نے خود برداشت کیا۔ اس بلند ہمت قوم نے اپنے
جذبۂ حریت کی بنا پر نہایت زبردست محصول ادا کر کے خوشی منظور کیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ خوشی سے اپنی ذاتی تکلیف
برداشت کر کے اپنی طرف سے بڑی بڑی رقوم پیش کیں۔ انکو پورا بھروسہ تھا کہ یہ حالت تھوڑے ہی دن قائم
رہیگی اور اسکے بعد میں اس کا معاوضہ مل جائیگا۔ انکی امیدیں پوری ہوئیں۔ چند ہی سال کے عرصہ میں سائیراکیوز
اور [illegible] کے خزانے لدکر روم میں آنے لگے۔ صرف ایک جگہ یعنی پرسیس کے خزانے کی تعداد
[illegible] تھی اور رومی قوم کے افراد جو بہت سی اقوام کے آقا تھے، ہمیشہ کے لئے محصول ادا کرنے سے آزاد ہوگئے

رومیوں کو محاصل سے آزادی

صوبوں سے جو رقمیں آتی تھیں، وہ حکومت اور افواج کے اخراجات کے لئے
کافی ہوتی تھیں اور جو سونا چاندی بچ رہتا تھا وہ زحل کے مندر میں۔

اد سختی سے اپنی مسند پر قائم تھے۔ الگزنڈر کے تمام عہد حکومت میں اسکے زمانہ مین جو برائیان تھین انکی استیصال کی فضول کوشش ہوتی رہی۔ البیریم، مارمینیا، آرمینیا، میسوپوٹامیا اور جرمنی مین اب مستقل طور سے بغاوتین ہونا شروع ہوئین۔ اسکے افسر قتل کیے جانے لگے۔ اور اسکے احکام کی لوگ بے وقعتی کرنے لگے۔ آخر کار فوج کی بددلی سے نتیجہ یہ ہوا کہ الگزنڈر کی زندگی حکومت کی نذر ہوگئی۔ ایک خاص بات کا جس سے سپاہ کی حالت کا اندازہ ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ کم از کم ایک مرتبہ اپنے فرائض کو سمجھکر ادا اور احکام کو بجا لاتے تھے اظہار ضروری ہے: فارس کے حملہ کے موقع پر جب شاہنشاہ کے ڈیرہ خیمہ مقام

شاہنشاہ کا استقلال

اینٹیک پر پڑا ہوا تھا، تو کچھ سپاہیون پر یہ الزام لگایا گیا کہ یہ لوگ عورتون کے غسلخانون مین پائے گئے ہین۔ شاہنشاہ نے انھین سزا دینا چاہی اسپر اس دستہ مین جسکے وہ سپاہی تھے سازش شروع ہوئی ہم اسکا حال آگے بھی بیان کرینگے الگزنڈر نے جب یہ دیکھا تو مسند عدالت پر بیٹھکر مسلح سپاہیون کو خطاب کرکے کہنے لگا کہ یہ نہایت ضروری ہے کہ مین ان تمام خرابیون کی اصلاح کرون جو بدطینت الاگابالس کے زمانہ مین پیدا ہوگئی ہین۔ اور مین نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ مین اصلاح ضرور کرونگا۔ اگر مین تم لوگون کو ان قواعد کی پابندی سے آزاد کردون۔ جو تم بحیثیت سپاہی ہونے کے عاید ہوتی ہین تو نہ صرف سلطنت، بلکہ روم کا نام بھی دنیا سے مٹ جائے گا۔

لوگون نے اپنے غصہ کا اظہار شروع کیا۔ اور اسکو اپنی گفتگو جاری رکھنے سے مانع ہوئے۔ شہنشاہ نے جواب مین کہا کہ تم لوگ اس وقت تک یونہین چلاتے رہو جب تک فارسیون جرمنون اور سرمٹیس سے تمہارا مقابلہ نہو۔ مین تمھین حکم دیتا ہون کہ تم اپنے شہنشاہ کے سامنے جو تمھین لباس غلہ اور روپیہ دیتا ہے جسے وہ صوبجات سے وصول کرتا ہے، خاموش رہو۔ خاموش رہو ورنہ مین تمھین بجائے سپاہی کہنے کے شہری کہونگا حالانکہ شاید وہ لوگ جو روم کے قوانین کے آگے سر تسلیم خم نہین کرتے۔ بدترین مخلوق ہونے کے بھی قابل نہین۔ ان دھمکیون سے سپاہیون کا غصہ بڑھ گیا۔ اور وہ اپنے اسلحہ کو حرکت دینے اور اسپر حملے کرنے کا ارادہ کرنے لگے دلیر الگزنڈر نے کہا کہ تمہاری بہادری کا امتحان تو میدان جنگ مین ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ تم میرا خاتمہ کردو۔ لیکن مین ڈر نہین سکتا۔ اسکے بعد نتیجہ یہ ہوگا کہ جمہور انصاف کی بنا پر تم سے سخت انتقام لیگی اور تمھین اسکی سزا دے گی۔ سپاہی اب بھی غصہ کا اظہار کررہے تھے کہ الگزنڈر نے بلند آواز سے کہا "شہریو" اپنے ہتھیار ڈالدو اور اپنے اپنے مقامون کو خاموش چلے جاؤ، طوفان فوراً رک گیا سپاہیون پر شرم و افسردگی کی حالت طاری ہوئی۔ انھون نے اس سزا کے منصفانہ ہونے کا اعتراف کیا۔ فوجی قواعد کی پابندی کی ضرورت تسلیم کی۔ جو ہتھیار اور فوجی نشان رکھ دیے اور بے ترتیبی کی حالت

بہت پہلے ناراض ہو گئے۔ جتنے کہ وہ الاکابالس کی برائیون کی وجہ سے ہوئے تھے اور مکاسٹرا الپین تھا
جو قانون اور رعایا دونون کو دوست رکھتا تھا۔ اُسے سپاہی اپنا دشمن خیال کرنے لگے اور تمام اصلاحون
کو جو عمل مین آتی تھین وہ اُسی کی جانب منسوب کرتے تھے کسی معمولی بات سے وہ خفا ہو کر بغاوت پر آمادہ
ہو گئے اور روم مین تین دن تک سخت خانہ جنگی ہوتی رہی۔ عوام چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح عقلمند وزیر
کی جان بچ جائے۔ اور اسی لئے وہ اسکا ساتھ دے رہے تھے لیکن جب اُنھون نے چند گھرون کو
جلتے دیکھا اور سپاہیون نے دھمکی دی کہ ہم تمام شہر مین آگ لگا دینگے تو لوگون نے افسوس کے ساتھ
انکی بات مان لی اور عقلمند مگر بدقسمت الپین کو اُسکی قسمت پر چھوڑ دیا۔ سپاہیون نے شاہی محل مین
اسکا تعاقب کیا اور جب وہ اپنے آقا کے قدمون پر سر جھکائے ہوئے تھا۔ اُسے قتل کر دیا۔ تاجدار نے
کوشش کی کہ اُس پر ارغوانی رنگ کا کپڑا ڈال کر اُسے سپاہیون سے معافی دلوا دے لیکن سب بیکار
ثابت ہوا۔ حکومت کی بنیاد ایسی کمزور تھی کہ وہ اپنے مقتول دوست اور اپنی بے حرمتی کا اس وقت تک انتقام
تک نہ لے سکا جب تک اُسے موقع نہ ملا۔ ایک شخص جو کہ سازش کا سرغنہ تھا روم سے مصر کا سردار بنا کر
بھیج دیا گیا۔ وہ پھر اس بلند مرتبے سے وہ کریٹ کی حکومت پر بھیجا گیا۔ اور جب مدت گذرنے اور روم سے
عدم موجودگی کی وجہ سے اُسکی ہر دلعزیزی جاتی رہی تو الگزنڈر نے اسے اسکے جرائم کی سزا دینے کی
ہمت کی۔ اُس منصف بادشاہ کے عہد حکومت مین فوج کی یہ حالت تھی کہ وہ اسکے وفادار وزرار کو
جنپر ذرا بھی شک ہوتا کہ وہ فوج کی اصلاح کا ارادہ رکھتے ہین دھمکاتے تھے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو ہم تمھین
فوراً موت کے گھاٹ اُتار دینگے۔ ڈاین کسیس نے جو مورخ بھی تھا پرانے قواعد کی پابندی
کے ساتھ پنیونیا کی فوج کی سپہ سالاری کی تھی۔ روم کے سپاہیون نے فوجی قواعد کی پابندی سے آزادی

ڈاین کسیس کا خطرہ

حاصل کرنے کے لئے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن الگزنڈر نے بجائے
اس کے کہ ان لوگون کی خواہش پر عمل کرتا اسکی خدمات اور اسکی قابلیت کا اندازہ
کر کے اُسے کونسل مقرر کیا۔ اور اسکے خزانے سے خود اسکے اخراجات ادا کئے۔ لیکن چونکہ خیال یہ تھا کہ اگر
سپاہی اسکو اس مرتبے پر دیکھین گے تو اسے اپنی ذلت سمجھ کر اُس کے خون کے پیاسے ہو جائینگے۔ اسلئے
سلطنت کے حاکم اعلیٰ یعنی شاہنشاہ کی صلاح سے وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گیا اور روم سے باہر چلا گیا۔ اسنے
اپنے عہدہ کا زیادہ وقت کمپینیا کے باغات مین جو اُسکی ملکیت تھے صرف کیا۔

فوج کا بگڑنا

شاہنشاہ کی رعایت سے سپاہی اور بھی گستاخ ہو گئے اور انھون نے محافظ دستہ
کی نقل کرنا شروع کی۔ معمولی سپاہی بھی فوجی پابندیون سے آزاد ہوتے جاتے تھے

اور جب گفتگو کے درمیان کچھ وقفہ ملجاتا تو کوئی نظم وغیرہ پڑھی جاتی۔ اور یہ چیزین، بھانڈون، نقالون اور پہلوانون کی جگہ تھین کیونکہ اِن کا شوقین مزاج اور مالدار رومیون مین بہت رواج تھا۔ الگزنڈر کا لباس بھی سادہ اور معمولی ہوتا تھا۔ اور وہ ہر شخص سے بہت نرمی و محبت سے ملتا تھا۔ کچھ خاص اوقات مقرر تھے جن مین ہر شخص کو اسکے محل مین داخل ہونے کی اجازت تھی اور ان مواقع پر ایک نقیب پکارتا جاتا تھا کہ کوئی شخص جسکے دل مین شرارت اور بدمعاشی کا خیال ہو۔ اس متبرک مکان کے اندر داخل نہو۔ اس قسم کی زندگی جس مین بدمعاشی و بدکاری کے لئے کوئی وقت نہ تھا، اسکی عقلمندی اور انصاف پسندی کا بہ نسبت

رومی دنیا کی خوشحالی

لیمپریڈیس کی تحریرون کے کہین بہتر ثبوت ہے۔ لموڈس کے زمانے سے لیکر چالیس برس تک رومی دنیا کو چار مختلف ظالمون اور انکے مظالم کا تجربہ ہوا تھا۔ لیکن الاگابالس کی وفات کے بعد تیرہ برس نہایت امن و امان رہا۔ صوبجات کو ان بھاری بھاری محصولون سے نجات ملگئی جو کیراکالا اور اسکے فرضی لڑکے نے جاری کئے تھے اب ہر طرف امن اور خوشحالی کے آثار نمایان تھے ہر جگہ مجسٹریٹ موجود تھے اور انصاف کا ڈنکا بجتا تھا۔ حکام کو تجربہ سے معلوم ہوگیا تھا کہ ہردلعزیزی ہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے بادشاہ کچھ رعایت کرسکتا ہے۔ رومیون کی عیش و عشرت کی چیزون پر ایک معمولی محصول لگایا گیا ساتھ ہی خوراک اور غلہ کی قیمت مین الگزنڈر کی وجہ سے بہت کمی ہوگئی۔ اس کے علاوہ الگزنڈر نے اس عقلمندی سے سخاوت کی کہ محنتی لوگون کو کسی قسم کی تکلیف دئیے بغیر عوام کی ضروریات پوری ہوتی تھین مجلس ملکی کو پھر عزت، آزادی اور اختیارات حاصل ہوگئے اور اس جماعت کا ہر فرد بغیر کسی خوف کے شہنشاہ کے قریب آجاسکتا تھا۔

الگزنڈر، انٹونیو کا نام نہین اختیار کرتا

انٹونیو کے نام کو جسے پیس اور مارکس کی عمدہ اطوار کی بدولت چار چاند لگ گئے تھے۔ بد اطوار ویرس اور ظالم کموڈس نے اپنے اپنے نام کے ساتھ استعمال کیا تھا یہی نام سویرس کے بیٹون کے نام کا جزو بنا۔ پھر نوجوان ڈایاڈومینیانس نے اسے اختیار کیا اور آخر کار ایسا کے پادری نے اسے نہایت خبیث کیا۔ مجلس ملکی کے ممبرون نے خاص طور سے اصرار کیا اور شاید سچے دل سے اصرار کیا کہ آپ بھی اس نام کو استعمال کیجئے۔ لیکن اسنے نہایت فراخ حوصلگی سے انکار کردیا۔ حالانکہ وہ تمام عمر اس بات کی کوشش کرتا رہا کہ سلطنت کو وہی عروج حاصل ہوجائے جو اصلی انٹونینس کے زمانہ مین حاصل تھا۔

فوج کی اصلاح کے بارے مین اسکی کوششین

اپنے ملکی انتظام مین الگزنڈر نے زبردستی عمدہ عمدہ باتون کو رواج دیا

دوسری دنیا کی مسرت اور تکلیف کا دارومدار تھا۔ خوش قسمتی سے اس تربیت کا تخم ایسی سرزمین میں بویا گیا جس میں خود بھی صلاحیت تھی۔ اسکی عقل نے اگر تدبر کرتا یا کہ عمدہ عادات و اطوار سے کیا فوائد ہوتے ہیں، علم سے کیا خوشی حاصل ہوتی ہے اور محنت کتنی ضروری چیز ہے۔ فطری نرمی اور اعتدال کی بنا پر وہ جذبات سے کبھی مغلوب نہ ہوتا تھا نہ برائی کی طرف اُسے رغبت ہوتی تھی۔ ان کی محبت اور آئین کی وقعت کی وجہ سے ناتجربہ کار نوجوان تاجدار چاپلوسی کے زہر سے ہمیشہ محفوظ رہا۔

اسکی روزانہ زندگی کا روزنامچہ

اس روزنامچہ سے جس میں اسکے تمام معمولی واقعات درج ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک نہایت عمدہ تاجدار تھا۔ اور بعض باتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ وہ بالکل موجودہ زمانے کے شہزادوں کی مثل تھا۔ وہ صبح سویرے بیدار ہوتا اور دن کے ابتدائی حصہ میں مذہبی فرائض بجا لاتا۔ اس کے گھر میں جو گرجا تھا اس میں ان تمام اشخاص کی تصاویر لگی ہوئی تھیں جنہوں نے بنی نوع انسان کی کسی نہ کسی طرح اصلاح کی تھی یا اُسے ترقی دی تھی اور اس سے بعد میں آنے والی نسلوں نے انکو شہرت کا تاج پہنا کر اپنی احسانمندی کا ثبوت دیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ خدمت خلق کو خدمت خالق سمجھتا تھا۔ اسلئے صبح کا اکثر حصہ کونسل میں صرف ہوتا تھا اور وہاں وہ سلطنت کے مسائل پر بحث کرتا تھا۔ مقدمات کے فیصلے کرتا تھا اور یہ سب کام اس خوبی سے انجام دیتا تھا جسکی ناتجربہ کاری و خردسالی کو دیکھتے ہوئے کبھی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ جب ان کاموں سے وہ پریشان ہوتا تو طبیعت کو ادب اور ادبی کتابوں سے بہلاتا۔ اسکے وقت کا ایک حصہ محض ادبی تاریخی، اور فلسفہ کی کتابیں پڑھنے کے لئے وقف تھا، وہ خاص طور سے ورجل اور ہوریس کی کتابیں پڑھتا اور فلاطون اور سسرو کی جو اُسے دل سے پسند تھیں۔ ان کتابوں سے اس کا مذاق پاکیزہ ہو گیا، عقل و فراست بڑھ گئی۔ اور وہ سمجھنے لگا کہ عمدہ آدمی کیسے ہوتے ہیں اور بہترین حکومت کون سی ہو سکتی ہے۔ دماغی محنت کے بعد وہ جسمانی ریاضت کرتا اور چونکہ وہ لمبے قد کا پھرتیلا اور طاقتور تھا اس وجہ سے وہ جسمانی ورزشوں میں اکثر اپنے برابر والوں سے سبقت لیتا تھا۔ اس کے بعد وہ غسل کرتا اور تھوڑا سا ناشتہ کرتا۔ اور پھر اپنے کام میں مشغول ہو جاتا۔ اور پھر شام کو کھانے کے وقت تک جو رومیوں کا خاص کھانا تھا اس کے پرائیویٹ سکریٹری لوگ گھیرے رہتے۔ ان لوگوں کی موجودگی میں وہ ان ہزاروں خطوط، عرضیوں اور درخواستوں کو پڑھتا اور اسکے جواب دیتا جو دنیا کے تاجدار کے پاس فطرتاً آیا ہی کرتے تھے۔ اسکی میز پر نہایت سادہ غذا ہوتی تھی۔ اور جب وہ اپنی حسب مرضی آرام کرنا چاہتا تو اسکے ساتھ صرف چند منتخب دوست ہوتے۔ یہ سب نہایت عمدہ اخلاق اور قابلیت کے لوگ ہوتے تھے اور ان میں آئین ہمیشہ اور ضرور مانا جاتا تھا۔ اسکی گفتگو ہمیشہ بے تکلفانہ اور عاقلانہ ہوتی تھی۔

اُس نے اس فضول و بیکار اختیار کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ایک قانون بنایا گیا جسکی رو سے عورتون کے لئے مجلس ملکی مین شریک ہونا ممنوع قرار پاگیا۔ اور یہ طے ہوا کہ جو شخص اس قانون کے خلاف عمل کریگا اس پر دیوتاؤن کا قہر نازل ہو۔ میمیا کی مردون کی سی خواہش یہ تھی کہ اصل مین اختیارات میرے ہاتھ مین رہین خواہ اُس کا اظہار ہو یا نہو اسے اپنے بیٹے کے دماغ پر مستقل قبضہ حاصل تھا۔ بیٹے کو ماں سے بہت محبت تھی۔ لیکن وہ کسی طرح اُسے گوارا نہین کر سکتی تھی کہ الگزینڈر کی محبت کا کوئی دوسرا شخص بھی حصہ دار ہو۔ اس کی اجازت سے الگزنڈر نے ایک امیر کی لڑکی سے شادی کی لیکن اپنے خسر کی وہ جتنی عزت کرتا تھا اور اپنی بیوی سے جتنی محبت کرتا تھا وہ اُس محبت کے مقابلہ مین بہت کم تھی جو اُسے میمیا کے ساتھ تھی۔ انتہا یہ کہ شاہنشاہ کے خسر پر بغاوت کا الزام لگایا گیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔ اور اُسکی بیوی حقارت کے ساتھ محل سے نکال دی گئی اور شہر بدر کرکے افریقہ بھیجدی گئی۔

عمدہ اور بہتر انتظام

اس ظلم جسکی بنا حسد پر تھی و راسی قسم کی بعض دوسری حرکتون کے علاوہ جسکا الزام میمیا کو دیا جاتا ہی، اس کا انتظام ایسا تھا جو اسکے بیٹے اور سلطنت دونون کے لئے مفید تھا مجلس ملکی کی اجازت سے اُس نے ممبرون مین سے سولہ شخص ایسے انتخاب کئے جو سب سے زیادہ عقلمند تھے اور جنکے عادات و اطوار عمدہ تھے یہ لوگ ہمیشہ کے لئے امور سلطنت مین رائے دینے والے قرار دیئے گئے ان لوگون کے سامنے امور سلطنت بیان ہوتے اُن پر مباحثہ ہوتا اور فیصلہ کیا جاتا۔ مشہور الپین جو رُوم کی قوانین کو خوب جانتا تھا اور انکی قدر کرتا تھا۔ ان سب کا سرغنہ قرار دیا گیا۔ خواص کی اس مجلس کی فہم و فراست اور استقلال سے سلطنت کا سب انتظام درست ہوگیا جب شہر سے غیر ملکی ضعیف الاعتقادین اور عیش پرستون کا وجود اور الاگابالس کے مظالم کا نشان مٹ گیا تب ان لوگون نے سلطنت کے تمام صیغون سے ان نااہل لوگون کو ہٹانا شروع کیا۔ جنکو الاگابالس نے مقرر کیا تھا اور انکی جگہ ایسے لوگون کو مقرر کیا جنکے عادات بھی اچھے تھے اور جو لیاقت بھی رکھتے تھے، قابلیت اور انصاف پسندی صرف یہ دو شرطین ایسی تھین جنکی بنا پر ملکی عہدے لوگون کو ملسکتے تھے۔ جو لوگ فوجی صیغہ مین جانا چاہتے تھے۔ انکے لئے بہادری و قواعد کی پابندی ضروری شرائط قرار دیئے گئے

الگزنڈر کی تعلیم اور اسکی عمدہ تربیت

لیکن میمیا اور صلاح کارون کا سب سے اہم کام یہ تھا کہ وہ نوجوان شاہنشاہ کی عمدہ طور پر تربیت کرین کیونکہ اسکی ذاتی خوبیون ہی پر

مقصد کی حصول کے جو طریقے اختیار کئے گئے وہ بیکار ثابت ہوئے اور خود اسکی حماقت کی بدولت یہ طریقے ظاہر ہو جایا کرتے تھے اُن ایماندار اور وفادار نوکرون کی بدولت الاگا بالس کا مقصد نہ حاصل ہونے پایا تھا جنکو میسا نے دور اندیشی سے اپنے بیٹے کے لئے مقرر کیا تھا۔ ایکدن اپنے جذبہ سے متاثر ہو کر الاگا بالس نے تہیہ کر لیا کہ اب مین اپنی طاقت سے وہ مقصد حاصل کرونگا جو عیاری سے نہین حاصل ہو سکا ہی۔ خود مختاری کی شان سے اُس نے اپنے چچازاد بھائی کو ذلیل کیا اور اُس سے سیزر کا خطاب واپس لے لیا۔ مجلس ملکی نے اس خبر کو خاموشی سے سنا لیکن جب یہی خبر فوج مین پہونچی تو سپاہیون کی آتش غضب بھڑک اُٹھی۔ محافظ دستہ کی سپاہ نے قسم کھائی کہ ہم الگزنڈر کی حفاظت کرینگے اور الاگا بالس نے جو تخت کو ذلیل کیا ہی اسکا انتقام لین گے۔ جب شہنشاہ نے یہ رنگ دیکھا تو اُس نے دعدے وعید کرنا شروع کئے اور خوف کے مارے گریہ وزاری کرنے لگا۔ اب اُس نے یہ درخواست کی کہ تم میری جان بخشی کرو اور مجھے میرے پیارے ہیرالکیز کے ساتھ زندگی بسر کرنے دو اس پر محافظ سپاہ کو اُس سے بالکل نفرت ہو گئی اور اُنھون نے فی الحال اس پر قناعت کی کہ اپنے سردار کو الگزنڈر کی حفاظت، اور شاہنشاہ کے افعال کے نگرانی کا پورا اختیار دیدیا۔

محافظ سپاہ کی بغاوت اور الاگا بالس کا ۱۰ مارچ ۲۲۲ء مین قتل ہونا

اس قسم کی صلح کا قائم رہنا ناممکن تھا۔ یا یون کہنا چاہیے کہ الاگا بالس کا سا پست ہمت اور کمینہ شخص بھی اِن ذلت آمیز شرائط پر سلطنت قبول نہ کر سکتا تھا۔ اسنے ایک خوفناک تجربہ سے سپاہیون کے جذبات کا امتحان کرنا چاہا۔ الگزنڈر کی موت کی جھوٹی خبر مشہور کی گئی۔ اور چونکہ شک یہ تھا کہ وہ قتل کیا گیا ہی اس لئے سپاہ کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ یہ آگ اُسوقت تک نہ بجھ سکتی تھی جب تک نوجوان ہر دلعزیز شاہزادہ اُنکی آنکھون کے سامنے موجود نہ ہوتا۔ اپنے چچازاد بھائی سے سپاہیون کی اس محبت کو دیکھکر اور اس سے خفا ہو کر اُس نے بغاوت کے بعض رہنماؤن کو سزا دینا چاہی اسکی یہ بے موقع سختی اسکے ملازمون اسکی ماں اور خود اسکے لئے بہت خطرناک ثابت ہوئی۔ محافظ سپاہ نے جوش مین آکر اُسے قتل کر ڈالا۔ اسکی مجروح لاش کو شہر کی گلیون مین گھسیٹتے پھرے اور آخر مین دریائے ٹائیبر مین پھینک دیا۔ مجلس ملکی نے اس کی یاد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باعث ننگ قرار دیا اور آنے والی نسلون نے اسکے اس فعل پر پسندیدگی کی مہر کر دی۔

الگزنڈر سویرس کی تخت نشینی

قدرت کا کھیل دیکھو کہ خاص الاگا بالس کے کمرہ مین اُس کے چچازاد بھائی کو سر پر محافظ سپاہ نے تاج شاہی رکھا۔ سویرس کی خاندان

متفرق پیش نظر رکھتے ہوئے جو روم میں عوام الناس کو دکھائے جاتے تھے اور جنکی شہادت اس زمانہ کے سنجیدہ مورخین
نے دی ہے یہی بہتر ہے کہ ان کا ذکر نہ کیا جائے مختصر یہ کہ اپنے ان افعال کی بنا پر روم بدکاری و بدنامی
میں ہر زمانہ کے عیاشوں سے گوئے سبقت لے گیا ہے۔ مشرقی تاجدار اپنی عیش پرستیوں کی وجہ سے
بدنام ہیں لیکن اگر کوئی شخص الاگاہ بالس کے ناقابل گذر حرم کو دیکھ سکتا تو مشرقی بادشاہوں کی عیش
پرستیوں کی اسکے سامنے کوئی وقعت نہ رہتی یورپ کے درباروں میں جو لوگ عیش پرستی کرتے بھی ہیں
وہ کبھی تہذیب اور سلیقہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اور عوام کے خیالات کا پاس کرتے ہیں لیکن
روم کے بدکار اور دولت مند امرا نہایت آزادی سے وہ سب بری باتیں اختیار کرتے تھے۔ جو غیر
اقوام کے ایک دوسرے سے ملنے جلنے سے معلوم ہوتی تھیں۔ الگزینڈر کا خوف تھا نہ عوام کے خیالات
کی پرواہ تھی اور اس لئے نہایت آزادی سے وہ اپنے غلاموں اور چاپلوسوں کے درمیان زندگی بسر
کرتے تھے شہنشاہ اپنی رعایا کے ہر طبقہ کو نفرت انگیز بے پروائی سے دیکھتا تھا اور چونکہ تاجدار تھا اسلئے
کھلم کھلا عیش پرستی اور بدکاری کرتا تھا۔

فوج کی بے اطمینانی کی حالت

وہ لوگ جو خود کسی قابل نہیں ہوتے، دوسروں کی ان کمزوریوں پر نفرت کا
اظہار کرتے ہیں جو خود انمیں موجود ہوتی ہیں۔ اور سپاہی فرق کے لئے وہ عمر
عادات و اخلاق، اور مرتبے وغیرہ کا فرق ڈھونڈھ لیتے ہیں۔ وہ یہ بھی سپاہی تھا
جنھوں نے کیرکالا کے بدکار بیٹے کو تخت سلطنت پر بٹھایا تھا۔ اسکی حالت دیکھ کر اپنے انتخاب پر
سخت پشیمان ہوئے اور اس ظالم سے خلاف ہو کر اسکے چچازاد بھائی الگزینڈر کی جو میسا کا لڑکا تھا
اور نہایت عمدہ اخلاق کا آدمی تھا تعریفیں کرنے لگے۔ مکار میسا کو اس بات کا احساس تھا کہ میرا نواسا
اپنی بدکاری کی وجہ سے تباہ ہو جائے گا اور اس لئے اس نے ایک زیادہ یقینی طریقہ اختیار کیا جس سے
سلطنت اسی کے خاندان میں رہے۔ ایک موقع پر جب نوجوان شہنشاہ اپنی محبت اور خلوص کا اظہار کر رہا
تھا۔ تو میسا نے اس سے کہا کہ اب تم الگزینڈر کو اپنا متبنیٰ کر لو اور اسکو سیزر کا خطاب

الگزینڈر سویرس کو ۲۲۱ء میں سیزر کا خطاب ملتا ہے

دو تاکہ تمھارے مذہبی کاموں میں دنیوی معاملات کی
وجہ سے خلل نہ پڑ سکے۔ جب الگزینڈر کو سیزر کا خطاب مل چکا اور وہ سلطنت
کا حقدار قرار دیدیا گیا تو وہ بہت جلد ہر دلعزیز ہو گیا لیکن اب وقت
پہونچ گیا کہ شہنشاہ کے دل میں اسکی طرف سے میل آیا! اور اس نے اس مقابل کا خاتمہ کر دینے کا پختہ ارادہ
کر لیا۔ اس کے دو ہی طریقے تھے یا یہ کہ الگزینڈر کے بھی اطوار خراب ہو جائیں اور یا اسکا خاتمہ کر دیا جائے پہلے

گیا مین ہوتی تھی اور یہ مورت سورج دیوتا کی مانی جاتی تھی ۔ عام اعتقاد یہ تھا کہ یہ مورت اس پاک مقام پر
آسمان سے نازل ہوئی ہے ۔ اینٹونینس اپنی فتح کا باعث اسی دیوتا کو قرار دیتا تھا اور اسکا یہ اعتقاد ایک صحیح
زرین عقل معلوم ہوتا تھا ۔ اسکے عہد حکومت مین صرف ایک خاص بات ہوئی اور وہ یہ تھی کہ وہ اپنی احسانمندی کا
جسکی بنیاد ضعیف الاعتقادی پر تھی بہت زور و شور سے اعلان کرتا تھا ۔ ایمیسا کے دیوتا نے دنیا کے تمام حصون
پہ فتح پائی تھی اور یہ اسکے فخر و مباہات کا باعث تھا ۔ اسکو ایلاگابالس کا نام بہ نسبت تمام شاہنشاہی خطابات کے
زیادہ پسند تھا ۔ وہ اپنے کو دیوتا کا منظور نظر اور اسکا پادری خیال کرتا تھا اور اسی وجہ سے اُس نے یہ نام اختیار
کیا تھا ۔ روم کی تمام گلیون مین ایک سنجیدہ جلوس نکلتے وقت سنہری راکھ بچھائی گئی ۔ اور دیوتا کی مورت جواہرات سے
مرصع کر کے ایک گاڑی پر رکھی گئی جسے چھ بالکل سفید گھوڑے کھینچتے تھے ۔ اور ان پر نہایت عمدہ جھولین پڑی ہوئی
تھین مقدس شاہنشاہ گھوڑون کی باگ اپنے ہاتھ مین لئے ہوئے تھا ۔ اُسے اسکے وزرا سنبھالے ہوئے تھے اور
وہ اکثر پیچھے کی طرف ہٹ آتا تھا کہ مورت کا پاس سے نظارہ کر سکے ۔ ایلاگابالس دیوتا پر جو چڑھاوے چڑھتے انکے لئے
پالاٹائن پہاڑ پر ایک شاندار مندر بنایا گیا ۔ اور وہان نہایت سنجیدگی سے اور بہت کچھ دولت خرچ کر کے قربانی
چڑھانے کی رسم ادا کی جاتی تھی ۔ عمدہ سے عمدہ شرابین، نہایت غیر معمولی صدقات کی چیزین، اور اعلی سے
اعلی خوشبوئین اسکے قربانگاہ کے سامنے جلائی جاتین ۔ اور ارد گرد سیرین لڑکیون کا ایک گروہ وحشیون کی
موسیقی کی آواز پر مستانہ وار رقص کرتا تھا ان مواقع پر بڑے سے بڑے اکابر سلطنت لمبے چوغے اور فونیشیا والون
کے سے جوتے پہنے ذلیل سے ذلیل کام اپنے ہاتھون سے بظاہر نہایت شوق سے انجام دیتے تھے لیکن
دل مین اسکے انھین بالکل نفرت تھی۔

یہ مندر چونکہ عام عبادتخانہ تھا اس لئے متعصب شاہنشاہ نے چاہا کہ اینسیلیا[1] پیلیڈیم[2] روم اور آتا کے
مذہب کے تمام مقدس تبرکات وغیرہ کو اسی مقام پر منتقل کر دے ایمیسا کے دیوتا کے ارد گرد معمولی دیوتاؤن کے
بت اسطرح جمع کئے گئے گویا وہ بڑے دیوتا کی مختلف خدمات انجام دیتے ہین لیکن یہ دربار اس وقت تک کمل
نہ خیال کیا جاتا جب تک کوئی معزز دیوی اسکے بستر پر موجود نہ ہوتی ۔ سب سے پہلے اس صحبت کے لئے پیلاس
منتخب کی گئی ۔ لیکن خوف یہ تھا کہ اس کے جنگجویانہ مظالم سے سیرین دیوتا ڈر نہ جائے اسلئے چاند جسکی افریقہ کے
لوگ استارٹے کے نام سے پرستش کرتے ہین ۔ سورج کے لئے ایک مناسب ساتھی[3] خیال کیا گیا ۔ اسکی مورت نہایت
اہتمام سے کارتھیج سے منتقل کر کے روم لائی گئی اور ساتھ ہی ساتھ وہ تمام بیش قیمت چڑھاوے بطور جہیز کے آئے

ملہ اینسیلیا [illegible] پیلاس کا بت جسپر شہر کی حفاظت تھی ۔ یہی نام مینروا عقل کی دیوی کا بھی تھا سلہ [illegible]

[illegible]

مشرق کے صوبون مین لوگون کے دلون مین امید اور خوف کے جذبات سے ہیجان ہو رہا تھا - ان مقامات پر فسادات ہوتے تھے اور بیگناہون کا خون فضول بہایا جاتا تھا - اس وجہ سے سخت پریشانی اور سراسیمگی کی حالت تھی - اسکی وجہ یہ تھی کہ لوگ جانتے تھے کہ سیریا مین جو امیدوار بھی کامیاب ہوگا وہی پوری سلطنت کا مالک ہوگا - فرمانبردار مجلس ملکی کو اس نوجوان فاتح نے جو نگر آمیز خطوط لکھے امین اُس نے اپنی فتح کا حال تحریر کیا اور وعدہ کیا کہ مین نہایت اعتدال سے کام کرونگا اور اپنے افعال کو درست رکھونگا - مین اپنے طرز حکومت کی بنیاد مارکس اور آگسٹس کی شاندار مثالون پر رکھونگا اور بہت فخر کے ساتھ یہ تحریر کیا کہ دیکھو میری عمر اور میرے حالات بھی ویسے ہی ہین جیسے آگسٹس کے تھے اور آگسٹس نے بھی میری طرح ایک کامیاب جنگ سے اپنے باپ کے قتل کا انتقام لیا تھا - اینٹو منیس کے بیٹے اور سویرس کے پوتے نے مارکس آریلیس انٹونینو کا طریقہ اختیار کیا اور اعلان کر دیا کہ سلطنت تو میرا موروثی حق ہے لیکن اس سے پیشتر کہ مجلس ملکی حاکم فوجداری اور حاکم اعلٰی کے اختیارات اُس کو عطا کرے، اُس نے ان اختیارات کو برتنا شروع کر دیا اور اس طرح عوام کے جذبات کی کوئی پروا نہ کی، یہ بات مصلحت اور رومن نظام حکومت کے بالکل خلاف تھی - اور اسکا سبب یا تو اسکے سیریا والے درباریون کی لاعلمی تھی اور یا اسکے فوجی سورماؤن کی وحشت آمیز لاپرواہی -

ایلاگاباس کی تصویر نئے شاہنشاہ کو اپنی ذرا ذرا سی دلچسپیون کا بہت خیال رہتا تھا اور عیش پرستیون کے انہماک کی بدولت اُسے سیریا سے اٹلی تک آتے آتے کئی مہینے لگ گئے - اسنے فتح کے بعد پہلا موسم سرما مقام نکومیڈیا پر گذارا - اور جبتک موسم گرما کا آغاز نہ ہولیا، اسنے دارالسلطنت مین داخلہ ملتوی رکھا - اُس کے حکم سے اُس کی ایک تصویر جو بالکل اس کی صورت سے مشابہ تھی دارالسلطنت مین بھیجی گئی تاکہ وہ مجلس ملکی کے ایوان مین فتح کی قربانگاہ پر رکھی جائے - اور اس طرح رومیون کو معلوم ہوا کہ ہمارا آیندہ شہنشاہ کی صورت کیسی ہے اور اس کے عادات و اطوار کیسے ہونگے - حالانکہ یہ تصویر نہایت پست درجہ کی تھی تصویر مین وہ اپنا ریشمی اور سنہرا پارچون والا لباس پہنے ہوئے تھا - میڈیا اور فونیشیا والون کی طرح یہ لباس ڈھیلا ڈھالا تھا - اس کے سر پر ایک بلند ٹوپی تھی - اُس کے گلوبندون اور کنگنون پر نہایت قیمتی جواہرات جڑے ہوئے تھے - اسکی بھوین کالی رنگی ہوئی تھین اور اُسکے گالون پر سرخ و سفید غازہ ملا ہوا تھا - تصویر کو دیکھکر مجلس ملکی کے سنجیدہ ارکان نے ایک ٹھنڈی سانس بھری کہ روم کو ایک عرصہ تک اپنے ملک کے تاجدارون کے مظالم سہنے کے بعد اب ایک ایسے مشرقی مطلق العنان تاجدار کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا ہے، جو عورتون کی طرح عیش و عشرت کا دلدادہ ہے -

اسکی ضعیف الاعتقادی ایلاگاباس کے نام سے ایک مخروطی شکل کی پتھر کی صورت کی پرستش

دیگر فرائض کے ادا ہونے کا ذمہ دار میکرینس کی کمزوری کو قرار دیا۔ آخرکار میکرینس اس نئے دعویدار سلطنت سے
مقابلہ کرنے کی نیت سے جسکی افواج مین روز افزون ترقی ہوتی جاتی تھی انطاکیہ سے باہر نکلا اور اسنے محسوس
کیا کہ میرے سپاہی بددلی اور بے اعتنائی سے میدان جنگ مین داخل ہو رہے ہین لیکن جب مقابلہ ہوا تو محافظ
دستہ کے سپاہیون نے بلا ارادہ اس جوش سے مقابلہ کیا جس سے ثابت ہو گیا کہ انکی بہادری اور سامان انتظام دشمنون
سے کہین بہتر ہے۔ باغیون کی صفین الٹ گئین لیکن عین اس موقع پر سیرین شاہزادہ کی ماں اور دادی جو مشرقی
رسم کے موافق بند گاڑی مین میدان جنگ مین آئی ہوئی تھین گاڑی سے نکل کر اپنے سپاہیون کی دلدہی کے لئے آ
گے بڑھکر انکی ہمت افزائی کرنے لگین۔ خود ایلاگابلس نے جسنے اپنی تمام عمر کبھی داد شجاعت نہ دی تھی اپنی زندگی
کے اس نازک موقع پر بہادر سورماؤن کا سا کام کیا۔ اسنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے سپاہیون کو جو ایک جگہ جمع
ہو گئے تھے ساتھ لیا اور ہاتھ مین تلوار لیکر دشمنون کی ان صفون پر ٹوٹ پڑا جہان زور زیادہ تھا۔ قاعدہ ہے کہ جب
قسمت ساتھ دیتی ہے تو خود بخود اس کے سامان بھی مہیا ہو جاتے ہین گینیس جو اب تک ایشیائی عیش پرستون
کا سامان اور عورتون کی خبرگیری کرتا تھا۔ وہ جوہر دکھائے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس مین ایک تجربہ کار سپہ سالار
کے صفات موجود ہین۔ ابھی لڑائی جاری تھی، اور فتح شکست کا کوئی فیصلہ نہ ہوا تھا۔ اور ممکن تھا کہ میدان میکرینس کے
ہاتھ رہتا لیکن اس نے اپنے پیرون پر آپ کلہاڑی ماری اور میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس بزدلی کی بدولت
وہ صرف چند ہی روز اور دنیا کی ہوا کھا سکا۔ لیکن اس کی بدقسمتی پر بدنامی کی مہر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لگ گئی۔ یہ کہنا
ضروری نہین ہے کہ اسکے بیٹے دیادومینیانس کی قسمت باپ کے ساتھ وابستہ تھی جیسے ہی کہ فاتح دستہ کو یہ معلوم ہوا کہ
ہر ایک ایسے امیدوار کے نام لینے والے باقی ہین جس نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے تو انھون نے فوراً فاتح کی اطاعت
قبول کر لی مدتون سپاہ کی عدم موافقت جاری تھی خوشی اور مسرت کے آنسو بہاتے ہوئے۔ پھر دونون فریق پچھلے
جھگڑے بھلا کے ایک دوسرے سے بغل گیر ہو گئین اور مشرقی ممالک نے نہایت خوشی سے ایک ایسے شاہزادہ کی
اطاعت قبول کی جسکی رگون مین ایشیائی خون موجود تھا۔

ایلاگابلس کا مجلس ملکی کو ایک خط لکھنا

میکرینس کے خطوط سے مجلس ملکی کو پتہ چلا کہ ایک چھوٹے دعویدار کی وجہ سے مشرق
مین کچھ فتنہ و فساد کے آثار نمایان ہو گئے ہین۔ اور یہ کہ اسکی نسبت یہ حکم صادر ہو چکا
ہے کہ وہ اور اسکے اہل خاندان سلطنت کے دشمن ہین۔ انھی خطوط سے یہ بھی معلوم
ہو کہ جو فوجی ان پیرون سے جنھون نے غفلت سے اس کا ساتھ دیا ہے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ فوراً اس کا
ساتھ چھوڑ دین تو انکے قصور معاف کر دیئے جائینگے لیکن بیس دن کے قلیل عرصہ مین رومی دنیا کی قسمت کا
فیصلہ ہو گیا۔ اور یہی زمانہ لندن جنگ اور فتح کے درمیان گذرا تھا دارالسلطنت اور دیگر صوبجات مین پہنچکر

علیحدہ ہوجاؤ اور مقام اینٹک سے باہر چلی جاؤ۔ وہ مقام امیسا پر اپنی تمام دولت جو بیس برس میں تاجداران
گئے عطیات سے جمع ہوئی تھی، لے کر چلی گئی اور اپنے ساتھ اپنی دونوں بیٹیوں سومیاس اور میمیا کو
بھی لے گئی۔ یہ دونوں بیٹیاں بیوہ تھیں اور انکے ایک ایک اکلوتا لڑکا تھا بیسینانس کی بابت جو
سومیاس کا بیٹا تھا ابتدا سے یہ منت مانی گئی تھی کہ وہ سورج دیوتا کا سب سے بڑا پجاری بنایا جائے گا
اس جگہ کو خواہ اُس نے عقلمندی سے قبول کیا یا اپنی ضعیف الاعتقادی سے بہر حال یہی وہ چیز تھی جسکی
بدولت سیریا کا ایک نوجوان رومیوں کی وسیع حکومت کا مالک بن بیٹھا۔ امسا میں ایک کثیر التعداد
فوج پڑی ہوئی تھی۔ اور چونکہ میکرینس نے نظام کو قائم رکھنے کی غرض سے یہ احکام صادر کردیے تھے کہ
تمام فوج سردی کا زمانہ کیمپ میں بسر کرے اس لئے وہ اپنی اس مصیبت کا اُس سے انتقام لینا چاہتے تھے
وہ سپاہی جو سورج دیوتا کے مندر میں بغرض عبادت آتے تھے، نوجوان پوجاری کی صاف پوشاک اور اسکی
شکل کو عزت و مسرت کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ انکو اُسے دیکھکر کیرا کالا یاد آتا تھا یا کم از کم وہ کہتے تھے کہ ہمارے
دلوں میں اسکی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ چالاک میسا سپاہیوں کی اس طرفداری کو غور سے دیکھتی اور اُس کے
دل میں امیدوں کا ایک طوفان برپا ہوجاتا۔ اُس نے بغیر کسی غور و فکر کے پوتے کو حکومت کی کرسی پر بٹھانے
کی اُمید میں اپنی بیٹی کی پاکدامنی کی شہرت کو قربان کردیا اور اشارۃً یہ کہنا شروع کیا کہ ریسیانس، در اصل کیرا کالا
کا بیٹا ہے اُس کے قاصدوں نے خوب دل کھول کے فیاضی کی اور جن لوگوں کو کسی قسم کا اعتراض وغیرہ تھا انکی
زبانوں پر سونے کی مہریں لگادیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے اگر اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ ریسیانس
کیرا کالا کا بیٹا ہے تو اتنا تو مان ہی لیا کہ وہ بالکل اُس کے مشابہ ہے۔ امسا میں جو فوجیں تھیں انھوں نے نوجوان
ریسیانس کی حکومت کا اعلان کردیا۔ اور ریسیانس نے اپنا نام انٹونینو رکھکر، اُس کی تحریک پر اس کی طرفدار افواج
نے دعویٰ کیا کہ موروثی حکومت جائز وارث کو ملی اور ساتھ ہی دوسری افواج سے درخواست کہ تم لوگ بھی ہمارے
نوجوان اور فیاض شہزادہ کے علم کے نیچے آکر ہمارا ساتھ دو ہمارا شہزادہ اپنے باپ کا انتقام لینے کے لئے بالکل
آمادہ اور فوجی مظالم کو نیست و نابود کرنے کے لئے تیار ہے۔

میکرینس کی شکست اور موت

ادھر تو عورتوں اور خواجہ سراؤں نے ایک عقلمندانہ سازش کی اور اُدھر
میکرینس بجائے اس کے کہ ایک زبردست فوج لے کر کمزور دشمن کو کچل
دیتا، بدحواس ہوگیا۔ وہ کبھی انتہائی خوفزدہ ہوجاتا تھا اور کبھی حفاظت کی تدابیر کرنے لگتا تھا۔ اس وجہ سے
وہ انٹیک سے باہر نکل سکا۔ سیریا کی تمام چھاؤنیوں میں بغاوت کی ایک عام ہوا چل گئی۔ یکے بعد دیگرے
سپاہیوں کے دستے اپنے اپنے افسروں کو قتل کرکے، باغیوں سے جاملے اور انھوں نے اپنی پچھلی تنخواہ اور

اور نیز فوری تبدیلیوں کے رومی سپاہ کے دلوں میں پھر اگلی سی شجاعت و بہادری کا دریا موجزن ہو جاتا اسنے مجبوراً اُن سپاہیوں کے ساتھ جو پیشتر سے ملازم تھے تمام رعایتوں کو قائم رکھا جسکی ابتدا کیرا کالا کے زمانے میں ہوئی تھی اور انکی تنخواہیں بھی لمبی لمبی رہنے دیں۔ لیکن اب جو سپاہی بھرتی کیے جاتے تھے انکو تنخواہ کم لیکن سویرس کے وقت کی تنخواہ دی جاتی تھی جو بہت کافی تھی۔ اس طرح یہ سپاہی رفتہ رفتہ فرمانبردار ہوتے گئے۔ لیکن اس معیاری عقلمندانہ اصلاح کی تجویز میں اس سے ایک بڑی فاش غلطی ہوئی۔ وہ غلطی یہ تھی کہ اس بڑی فوج کو جسے کیرا کالا نے شرق میں جمع کیا تھا، میکرینس نے فوراً مختلف صوبجات میں منقسم نہیں کر دیا بلکہ تاجپوشی کے بعد فوج نے پورا موسم سرما ملک شام ہی میں گذارا۔ سپاہی بیکار رہتے تھے اور عیش و عشرت کے مزے لیتے تھے انھوں نے اپنی تعداد کا اندازہ کیا، اپنی تکالیف کو پیش کیا اور اُن فوائد کا لحاظ کر کے جو انھیں حاصل ہو سکتے تھے، ایک نئے انقلاب کا خواب دیکھنے لگے۔ یہ تجربہ کار سپاہی بجائے اسکے کہ شہنشاہ کی ابتدائی کارروائی سے اور اپنا مقابلہ نئے سپاہیوں سے کر کے اور اپنی حالت کو انسے بہتر پا کر خوش ہوتے، بہت خوفزدہ ہوئے اور سمجھ گئے کہ آئندہ کیا پیش آنے والا ہے۔ نئے بھرتی ہونے والے سپاہی بھی ملازمت سے خوش نہ تھے، کیونکہ انکو محنت زیادہ کرنا پڑتی تھی اور تنخواہ کم ملتی تھی اور اسکی وجہ وہ یہ قرار دیتے تھے کہ آجکل امن و امان ہے اور خود جنگجو نہیں ہیں۔ ابتدا میں تو فوج صرف بددل ہوگئی تھی لیکن اب سپاہیوں کی باتوں میں گستاخی کی شان پیدا ہوئی اور رفتہ رفتہ انقلاب کی آوازیں سنائی دینے لگیں مختلف مقامات پر جلسے ہوئے، جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ لوگ حکومت سے نہ مطمئن ہیں اور نہ اُسے پسند کرتے ہیں اور یہ بھی پتہ چلتا تھا کہ وہ صرف موقعہ کے منتظر ہیں اور جب یہ موقع مل جائیگا تو ہر طرف سے بغاوت کے شعلے بھڑک اٹھیں گے معلوم ہوتا تھا ہی، ایسا موقع بھی جلد آگیا۔

شہنشاہ بیگم جولیا کی موت۔ الاگابلس جسکا پہلا نام بسیانس اور اینٹونینو تھا، اسکی تعلیم، اسکی بغاوت، اور آخری نجات

شہنشاہ بیگم جولیا دنیا کا نشیب و فراز دیکھ چکی تھی پہلے وہ ایک معمولی درجہ کی عورت تھی، پھر قسمت نے اُسے عزت کی مسند پر بٹھایا لیکن یہاں بھی اُسے سوائے تکلیف کے اور کچھ حاصل نہ ہوا، فرق دونوں حالتوں میں یہ تھا کہ خوش حالی کے زمانے میں اسکو زیادہ مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کی قسمت میں لکھا تھا کہ وہ اپنے ایک بیٹے کی موت اور دوسرے کی زندگی کا نمونہ اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ وہ [illegible] سے بہت پیشتر ہی معلوم ہو گیا ہوگا کہ نتیجہ کیا ہونے والا ہے۔ لیکن جب کیرا کالا کی قسمت نے پلٹا کھایا تو اس کے اصلی جذبات بیدار ہوگئے اور اس کو احساس ہونے لگا کہ میں کس درجہ کی عورت ہوں اور گو میکرینس نے اسکے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا لیکن پھر بھی اب وہ [illegible] اسکی [illegible] تھی۔ [illegible] اس کو [illegible] زیادہ ہوا کہ اُس نے [illegible] کر کے میکرینس کی دست گیری سے آزاد ہوگئی۔ اس واقعہ کے بعد اُس کی بہن جولیا میزا کو حکم دیا گیا کہ [illegible]

جوش ذرا کم ہوا تو انھون نے میکرینس کے عادات کا سختی سے اندازہ لگانا اور سپاہ کی عجلت پر اظہار ناپسندیدگی شروع کیا۔ اب تک نظام سلطنت کا کلیہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ شہنشاہ کا انتخاب مجلس ملکی کیا کرے اور چونکہ شہنشاہ کی طاقت کل مجلس کو حاصل نہین ہوا اسلیئے ایک شخص اس فرض کو انجام دے لیکن دقت یہ تھی کہ میکرینس مجلس ملکی کا کارکن نہ تھا۔ محافظ فوج کے سردار رنگی کیبارگی اتنی ترقی ہو جانے سے لوگون کو صاف نظر آنے لگا کہ ابتدا مین ان کا کیا مرتبہ تھا۔ ایک دوسری دقت یہ تھی کہ اب تک شہسوارون کو وہی مرتبہ حاصل تھا

اور لینن مجلس ملکی کے افراد کی جان و مال پر پورا اختیار تھا۔ اب ایک عام ناراضگی کی لہر پیدا ہوئی کہ ایک ایسا شخص تخت و تاج پر قابض ہو گیا ہو جو نہ عالیخاندان ہو اور نہ جس نے کوئی کارنمایان کیا ہو۔ حالانکہ مجلس ملکی کے کسی خاص شخص کو تخت ملنا چاہیئے تھا جو ذاتی اور خاندانی دونون حیثیون سے اس کا اہل بھی ہو۔ جب برہمی کی ہوا چلی اور لوگون نے میکرینس کے اخلاق کی جانچ شروع کی تو اُسمین بہت کمزوریان اور خرابیان نظر آئین۔ یہی خرابیان اسکے انتخاب وزرا مین بھی پائی گئین۔ لوگون کو چونکہ اطمینان نہ تھا اس وجہ سے اسکی نرمی و سختی دونون پر اعتراضات کی بوچھار ہونے لگی۔

فوج کی حالت

اپنی بے انتہا طمع کی بدولت میکرینس اس بلندی پر پہونچ گیا جہان اُس کے قدم مشکل سے جم سکتے تھے اور جہان سے سوائے بربادی کے کسی دوسری طرح ہٹنا ناممکن تھا۔ وہ دربار کے طریقے خوب جانتا تھا اور ملکی معاملات مین اُسے کافی دخل تھا۔ لیکن جب غیر مہذب اور غیر منتظم عوام سے جن پر اب وہ حاکم ہو گیا تھا۔ اُسے سابقہ پڑا تو اُسے بہت خوف معلوم ہوا کہ لوگ میری فوجی قابلیت سے نفرت کرتے ہین اور میری بہادری مین انھین شک ہے۔ ایک موقع پر کیمپ مین بہت دھیرے دھیرے لوگ ایک دوسرے سے باتین کر رہے تھے۔ اُس سے سب کو معلوم ہو گیا کہ متوفی شہنشاہ کیونکر قتل کیا گیا تھا۔ اور جس بنا پر کیراکالا قتل ہوا تھا اُس سے جرم اور زیادہ سنگین سمجھا گیا۔ اور لوگون مین منافرت کے جذبات بھڑک اٹھے۔ سپاہ کو مخالف بنانے اور اپنی تباہی بلانے مین صرف اتنی کسر تھی کہ میکرینس اصلاحات کا سلسلہ شروع کر دے۔ قسمت کی خوبی کہ مجبورًا میکرینس کو اصلاحات کی طرف توجہ کرنی پڑی۔ کیراکالا کی فضول خرچیون سے تمام انتظام درہم برہم ہو رہا تھا۔ اور اگر اُس مین سمجھنے کی ذرا بھی صلاحیت ہوتی تو فورًا اُسے اپنے طرز عمل کی وجہ سے جو نتائج ہونیوالے تھے انکا اور اُن دقتون اور مصیبتون کا علم ہو جاتا جو اسکے جانشینون کو پیش آنے والی تھین۔ اور وہ اس خیال سے خوش ہو سکتا تھا۔

میکرینس فوج کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے

میکرینس نے ضروری اصلاحون کی طرف نہایت عقلمندی سے قدم بڑھایا اور یقینًا اس طریقہ سے بہت آسانی سے

اختیار کیا۔ عقد ونیہ کے سپاہیون کا ایک دستہ بنایا۔ اور ٹسکو کے ملنے والون کو خوب ستایا۔ اس نے [illegible]
کے ساتھ اپنی اس دلچسپی کا اظہار کیا جو اُسے فتح سے باقی تھی۔ ہم دیکھتے ہین کہ ناروا کی لڑائی اور پولینڈ کی فتح
کے بعد چارلس دوازدہم اس بات کا فخر کرسکتا تھا کہ مین سکندر اعظم کی طرح بہادر ہون اور شان و شوکت
مین کسی طرح اس سے کم نہین ہون حالانکہ چارلس دوازدہم مین وہ عمدہ باتین نہ تھین۔ جو فلپ کے بیٹے مین تھین
یہ سب تھا لیکن کیرا کالا نے اپنی تمام زندگی مین کوئی کام بھی ایسا نہین کیا جس مین اور اسکندر اعظم کے
ذہن مین ذرا بھی مناسبت ہوتی۔ ہان اگر کوئی بات دونون کے یہان برابر کی نظر آتی ہو تو یہ کہ اس نے
بھی سکندر کی طرح اپنے اور اپنے باپ کے سیکڑون دوستون اور بہی خواہون کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

میکرینس کا انتخاب اور اسکے عادات و اطوار

جب سویرس کے خاندان کا کوئی والی وارث باقی نہ رہا۔ تو تین روز تک روم کا تخت خالی رہا۔ مجلس ملکی موقع پر موجود نہ تھی اور کمزوری کی وجہ سے کوئی اسکی پروا نہ کرتا تھا۔ اب سارا دارومدار سپاہ کے فیصلہ پر تھا اور تین دن تک سپاہ نے کشمکش کی حالت مین کوئی فیصلہ نہین کیا۔ وجہ یہ تھی کہ کوئی شریف النسل شخص موجود نہ تھا جو اپنی خاندانی عزت اور ذاتی قابلیت سے انکی محبت کو حاصل کرسکتا اور اُنکے معاملات کو سلجھا سکتا۔ سب سے زیادہ محافظ دستہ کی رائے کی وقعت تھی اور اس وجہ سے انکے سردارون ہی کو کچھ امید ہوتی۔ اور انکے وزرا اب اپنا قانونی حق تخت و تاج کے جتانے لگے۔ سب سے معزز سردار۔ ایڈونٹیش کو اپنی ضعیفی اور کمزوری کا احساس تھا۔ وہ کہتا تھا کہ مین نہ زیادہ مشہور ہون اور نہ مجھ مین کوئی خاص قابلیت ہے۔ اس نے اس عہدہ کو قبول کرنا منظور نہ کیا۔ اب اس کے ساتھی میکرینس کی بن آئی۔ میکرینس نے بظاہر کیرا کالا کے مرنے کا ایسا رنج کیا کہ کسی کو اسکا شبہ تک نہ ہوا کہ وہی اپنے آقا کی موت کا باعث ہے۔ سپاہ نہ اسکی عزت کرتی تھی نہ اس سے محبت اُنھون نے چارون طرف نظر دوڑائی کہ کوئی دوسرا امیدوار اُس کے مقابلہ مین پیش کرین لیکن جب کوئی شخص اس قابل نہ نظر آیا۔ اور میکرینس نے بڑی بڑی رقمون اور رعایتون کا وعدہ کیا تو سپاہ بھی راضی ہوگئی۔ میکرینس کو تخت پر بیٹھے ابھی زیادہ عرصہ نہین ہوا تھا کہ اس نے اپنے بیٹے ڈایاڈومینانس کو جسکی عمر صرف دس برس کی تھی شہنشاہ کا خطاب عنایت کیا۔ میکرینس نے یہ خیال کیا کہ لڑکے کے حسن اور اس جشن کی خوشی مین میری نیافتی کی وجہ سے نرمی، تحمل، راضی ہوجائے گی اور میرے خاندان کے لیے سلطنت بالکل محفوظ ہوجائیگی۔

مجلس ملکی کی ناراضی

جب تک موت اور مجلس ملکی نے خوشی خوشی نئے اجبار کا خیر مقدم کیا تو اس کی حالت بالکل مستحکم ہوگئی۔ لوگون کو کیرا کالا سے نجات پانے سے بڑی خوشی تھی اور انھون نے اس خوشی مین اس کے جانشین کی ذات کا اندازہ کرنا فضول خیال کیا۔ لیکن جب خوشی و حیرت کا

خفیہ سازش جس کی بنا خود اُسکے حسد پر تھی، اسکے لئے خطرناک ثابت ہوئی۔ محافظ دستہ کی سرداری دو وزیرون
مین منقسم تھی۔ فوجی صیغہ کا تعلق ایڈونٹس سے تھا اس شخص کو بہ نسبت قابلیت کے جنگ کا تجربہ زیادہ تھا۔
محکمہ ملکی کے تمام کامون کو اپیلیس میکرینس انجام دیتا تھا۔ اس شخص نے اپنی محنت اور اپنے عمدہ اخلاق کی بدولت
اس مرتبہ تک ترقی کی تھی لیکن وہ جدھر شہنشاہ کا رخ دیکھتا ویسا ہی کام کرتا۔ کیونکہ ذرا سے شبہ پر یا نہایت معمولی
واقعہ پر اسکی جان جاسکتی تھی۔ افریقہ کے ایک شخص نے جو علم نجوم مین بہت مہارت رکھتا تھا۔ بدخواہی یا اپنے عقیدہ
کی سختی کی وجہ سے یہ پیشین گوئی کی میکرینس اور اس کا بیٹا، روم کے تاج وتخت کے مالک ہونگے۔ یہ خبر اس صوبہ
مین پھیلی اور جب یہ شخص پا بزنجیر روم مین لایا گیا تو وہ سردار شہر کے سامنے بھی اپنی پیشینگوئی پر سختی سے قائم رہا۔ ایسا
مجسٹریٹ نے جس کو حکم ملا تھا کہ تم جلد سے جلد شہنشاہ کے جانشین کے متعلق حالات دریافت کرکے اطلاع دو، افریقہ
کے منجم سے سب باتین معلوم کین اور تب دربار کو پوری کیفیت سے اطلاع دی اس موقعہ پر شہنشاہ مع اپنے تمام درباریون
کے شام مین مقیم تھا۔ حکومت کے قاصدون نے سخت کوشش کی کہ یہ خبر سب سے پہلے شہنشاہ کو پہونچے لیکن میکرینس کے
ایک دوست نے کسی نہ کسی طرح اُسے اس خطرہ کی اطلاع پیشتر ہی سے کردی۔ شہنشاہ کو روم سے آیا ہوا خط اس وقت
ملا جب وہ گاڑیون کی ایک دوڑ مین مصروف تھا۔ اس نے وہ خط بغیر کھولے ہوئے محافظ دستہ کے افسر کے حوالہ
کیا۔ اور حکم دیا کہ معمولی باتون کو تم خود انجام دینا اور اگر اس مین کوئی خاص بات ہو تو اُس کی اطلاع مجھے دینا۔ میکرینس
نے اس خط مین اپنا نوشتہ تقدیر پڑھا اور تہیہ کرلیا کہ مین کسی نہ کسی طرح اس مصیبت سے بچون گا۔ اکثر سردار شہنشاہ
سے بددل تھے۔ ان کو میکرینس نے ابھارا اور مارشیالس کو جسے متصدی کا منصب نہ ملا تھا اور جو ایک خوفناک
سپاہی تھا، اس پر آمادہ کیا کہ وہ شاہنشاہ کا خاتمہ کردے کیراکالا اپنے جوش عقیدت مین اس بات پر تیار ہوا کہ ایڈیسا
سے مین چاند کے مشہور مندر واقع کرہی کی زیارت کی غرض سے روانہ ہون شہنشاہ کے ساتھ چند سوار تھے لیکن
یہ لوگ سڑک پر کسی وجہ سے رُک گئے اور شہنشاہ کے ہمراہ اسکی عزت کے خیال سے دور دور چلتے رہے عین اسی موقع پر
مارشیالس اس کے قریب گیا۔ اور اس طرح گیا۔ گویا کہ وہ کسی خدمت کو انجام دینا چاہتا تھا۔ قریب پہونچکر اس نے خنجر
سے شہنشاہ کا کام تمام کردیا۔ لیکن فوراً ہی شاہی دستہ کے ایک سیتھین تیرانداز نے اس بہادر قاتل کو شہنشاہ کے برابر
بستر مرگ پر لٹا دیا۔ کیراکالا جس کی زندگی انسانی فطرت کے لئے باعث شرم تھی، اس طرح خاتمہ ہوگیا۔ اس کے عہد
حکومت مین رومیون کا پیمانہ صبر لبریز ہوچکا تھا۔ وفادار سپاہی، اپنے شاہنشاہ کی برائیون کو بھول گئے۔ لیکن
اُنکو اسکی فیاضی یاد رہی۔ انھون نے مجلس ملکی کو مجبور کیا کہ وہ اپنی عزت وحرمت کا خون کرکے اسکو دیوتاؤن کی صف
مین جگہ دے اپنی زندگی مین کیراکالا سکندر اعظم ہی کو ایسا بہادر سمجھتا تھا جو قابل وقعت تھا

سکندر اعظم کی پیروی | کیراکالا نے اسکندر اعظم کا نام اور اُس کا نشان

کے ممبرون نے اسکی تلون مزاجی سے بچنے کی یہ تدبیر کی کہ بہت کچھ اخراجات کر کے وہ اسکی خوشنودی مزاج کیلئے نذر کیا کرتے
اسکے لئے مکان مہیا کرتے لیکن کیرکولا حقارت سے اسے اپنے معتمد سپاہیون کے لئے چھوڑ دیتا۔ صرف اسی کیلئے ہر شہر
مین شاندار محل اور بارونق تفریح گاہین تیار کیے گئے لیکن یا تو اس نے وہان قدم نہ رکھا اور یا حکم دے دیا کہ وہ فوراً مسمار
کر دیئے جائین۔ نہایت دولتمند خاندانون پر جرمانے ہوتے اور انکی جائدادین ضبط ہو جاتین۔ اس طرح اکثر خاندان
تباہ ہو گئے۔ رعایا کی یہ حالت تھی کہ وہ محصولون کی زیادتی کی بدولت پسی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ان
دنون کے زمانہ مین کسی ذرا سی بات پر بگڑ کر اس نے اسکندریہ مین قتل عام کا حکم نافذ کر دیا۔ سراپس کے محفوظ مندر مین
بیٹھ کر وہ کئی ہزار باشندون کے قتل کا تماشہ دیکھتا اور وہین سے احکام نافذ کرتا رہا۔ ان مصیبت زدون مین اکثر غیر مقامات
کے بھی باشندے تھے۔ لیکن ان بدقسمتون کی تعداد اور جرمون مین کوئی امتیاز نہین کیا گیا۔ اور شہنشاہ نے مجلس ملکی مین
اگر نہایت اطمینان سے کہا کہ اسکندریہ کے تمام لوگ جو قتل کر دیئے گئے ہین اور جو بھاگ گئے ہین وہ سب کے سب مجرم تھے

انتظام مین خلل واقع ہونا

سویرس نے جو عقلمندانہ تعلیم دی تھی اس کا اثر مطلق کیرکولا پر نہ پڑا۔ بیٹے مین
تخیل اور فصاحت تھی لیکن قوت فیصلہ اور رحم اسے چھو بھی نہ گیا تھا۔ صرف
ایک خوفناک مقولہ جو ایک ظالم کے شایان شان بھی تھا کیرکولا کو یاد تھا اور اس کا اسنے بہت برا استعمال کیا تھا۔
وہ مقولہ یہ تھا کہ سپاہ کی ہر دلعزیزی حاصل ہے اور باقی تمام سلطنت کی کوئی حقیقت نہین۔ سویرس جو فیاضی کرتا
تھا وہ عقلمندی سے اور ہاتھ روک کر۔ اور وہ سپاہ کے ساتھ جو رعایت کرتا تھا وہ اپنا اختیارات اور مرتبہ کو قائم
رکھتے ہوئے۔ بیٹے نے نہایت بے پروائی سے سخاوت شروع کی اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت اور فوج دونون
کی تباہی و بربادی کا سلسلہ ہو گیا۔ سپاہیون کی بہادری جسکو کیمپ کے فوجی انتظام کی وجہ سے قائم رہنا چاہیے تھا شہرون
کی عیش پرستیون کی نذر ہو گئی۔ انکی تنخواہون مین بڑے بڑے اضافون اور تحفہ تحائف کی وجہ سے سلطنت کا خزانہ
خالی ہو گیا اور فوج کے افسر اور سپاہی امیر کبیر بن گئے۔ حالانکہ قابل رفعت افلاس ہی وہ چیز ہے جس سے صلح کے
زمانہ مین فوجی لوگ سلیم الطبع رہ سکتے اور جنگ کے زمانہ مین کارآمد ثابت ہو سکتے ہین۔ کیرکولا کا انداز متکبرانہ
تھا لیکن وہ جب سپاہیون کے ساتھ ہوتا تو اپنی عزت و مرتبہ کو بھی بھول جاتا۔ انکو ہمت دلاتا کہ وہ غیر مہذب
طریقہ سے میل جول بڑھائین۔ وہ ایک سپہ سالار کے ضروری فرائض کو بھول کر خود لباس اور طریق نشست و
برخاست مین معمولی سپاہیون کی نقل کرتا۔

کیرکولا کا قتل
۸ مارچ سنہ ۲۱۷ء

کیرکولا کی سی طبیعت رکھنے والے اور اس کے سے افعال والے آدمی کی نوکری قدر
و منزلت کر سکتا ہے اور نہ اس سے کسی کو محبت ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن جبتک اس کی مدام
عادت سے سپاہ کو خوش کئے ہوئے رہا اسکو بغاوت کا خطرہ نہ پیش آیا۔ لیکن

سمجھا جاتا تھا۔ اس اصول پر کریکولا کو پورا یقین تھا اور اسی بنا پر اکثر آدمی تہ تیغ کیے جاتے تھے۔

پے پینین کی وفات

بیگناہ بڑی تعداد مین قتل کیے جاتے تھے اور اُنکے عزیز و دوست چپکے چپکے اُنکی موت پر آنسو بہاتے تھے۔ جب پے پینین جو محافظ دستہ کا افسر تھا قتل کیا گیا تو عام طور پر اس کی صف ماتم بچھائی گئی۔ سویرس کے عہد حکومت کے آخری سات برسون مین یہ شخص سلطنت کے سب سے زیادہ اہم عہدہ پر قابض رہ چکا تھا۔ اور اپنے مفید اثر سے شہنشاہ کو ہمیشہ انصاف اور اعتدال کے رستہ پر چلنے کی ترغیب دیتا تھا۔ چونکہ سویرس کو اس شخص کے اخلاق حسنہ اور اسکی دماغی قابلیت کا پورا یقین تھا اسوجہ سے اُس نے مرتے دم پے پینین کو ہدایت کی تھی کہ دیکھو شاہی خاندان کو نا اتفاقی اور زوال کے صدمات سے بچائے رکھنا۔ کیرکولا اپنے باپ کے وزیر سے ابتدا ہی سے نفرت کرتا تھا، اور اسکی محنت و کوشش کے عوض خوش ہونا تو درکنار، اور اسکی طرف سے برابر بدظن ہوتا گیا۔ گیٹا کے قتل کے بعد پے پینین کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی تمام عقل و قوت گویائی کو خرچ کرکے ایک معذرت نامہ پیش کرے۔ حکیم سینکا نے بھی اسی قسم کی ایک تحریر اگریپینا کے قاتل کے بیٹے کے لئے تیار کرنا منظور کیا تھا۔ لیکن پے پینین نے اسکا جواب یہ دیا کہ عزیزون کو موت کے گھاٹ اتار دینا، اس فعل کو قرین انصاف ثابت کر دینے سے زیادہ آسان ہی۔ اس موقع پر پے پینین نے اپنی عزت کے مقابلہ مین اپنی جان کی پرواہ نہین کی۔ دربار کی سازشون مین رہنے مختلف کامون کے تجربون اور اپنے پیشہ کی کاٹ بھانس مین رہنے کے بعد بھی اُس کے اخلاق مین کوئی فرق نہ آیا۔ پے پینین کی تصنیفات اور بحیثیت ایک وکیل کے اسکی شہرت جو رومیون کے زمانہ مین برابر قائم رہی اور دیگر کام جو اُس نے انجام دیئے، سب سے اسکی شہرت کو کوئی خاص ترقی نہین ہوئی بلکہ اُس کے اخلاق ایسے تھے جنھون نے پے پینین کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے ہین۔

اسکے مظالم کے دایرہ کا تمام سلطنت پر محیط ہونا

رومیون کے یہان یہ خیال ایک عرصہ سے چلا آتا تھا کہ بُرے سے بُرے وقت مین بھی کم از کم ایک یہ بات اطمینان بخش ہوتی ہو کہ شاہنشاہ بھلائیان زیادہ اور برائیان کم کرتا ہو۔ آگسٹس، ٹراجن، ہیڈرین، اور مارکس سب لوگون نے اپنے اپنے زمانے مین وسیع سلطنت کا خود معاینہ کیا تھا اور جہان جہان وہ جاتے تھے وہان کوئی نہ کوئی ایسا کام ضرور کر جاتے۔ جس سے اُنکی فہم و فراست کا پتہ چلتا اور عوام کو فائدہ پہونچتا جو تاجدار مثل ٹائبیریس، نیرو، اور ڈامیشین کے ظالم تھے اور روم یا اُس پاس کے دیہات مین رہتے تھے۔ اُنکے مظالم کے شکار صرف وہی لوگ ہوتے تھے جو مجلس ملکی مین شریک ہوتے تھے یا جن کا تعلق اسپ خانہ سے ہوتا تھا۔ لیکن کیرکولا تو بنی نوع انسان کا دشمن تھا۔ گیٹا کے قتل کے ایک سال بعد وہ دارالحکومت سے روانہ ہوا اور اپنی زندگی مین پھر واپس نہ آیا۔ اس کا بقیہ عہد حکومت مختلف صوبجات خاصکر مشرقی ممالک مین بسر ہوا اور باری باری سے وہ جس صوبہ مین گیا۔ وہ صوبہ مظالم کا شکار ہوتا گیا مجلس ملکی

میں کیراکولا طرفداری کی اور اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ موجودہ تاجدار کی وفادار ہے۔ یہ مجلس ہمیشہ سے اُس شخص کی خوشنودی
کرتی رہی تھی، جسکا زمانہ عروج ہوتا تھا۔ لیکن چونکہ کیراکولا اپنی طرف سے عوام کے دلوں میں نفرت کے جذبات نہیں
برانگیختہ کرنا چاہتا تھا اس نے شروع میں گیٹا کا نام عزت سے لیا جاتا تھا۔ اور اسکی تجہیز و تکفین کا اہتمام اُسی طرح کیا گیا۔
جس طرح روم میں شاہنشاہوں کا ہوتا تھا۔ بعد میں آنے والی نسلوں نے اسکی بدقسمتی پر افسوس کیا اور برائیوں پر پردہ
ڈال دیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ نوجوان شہزادہ بیگناہ اپنے بھائی کی حرص و طمع کا شکار ہوا۔ لیکن اس بات کو ہم نظر انداز کرتے
ہیں کہ وہ خود مکر و خبیث کا تھا اور اسمیں یہ صلاحیت نہ تھی کہ وہ خود انتقام اور قتل کی کوشش کرتا۔

کیراکولا کا افسوس اور اُسکے مظالم

کیراکولا کو اپنے گناہ کی سخت سزا ملی اس کا ضمیر ہمیشہ اسے ملامت کرتا رہتا تھا۔ نہ امور سلطنت
میں مشغولیت سے نہ عیش و عشرت میں وقت گذارنے سے اور نہ چاپلوسی کی باتوں سے
اُسکے دل کو آرام ملتا تھا۔ اسکا دماغ ہمیشہ پریشان رہتا تھا اور اُس نے خود کہا کہ
میں اپنی پریشان خیالی میں اکثر اپنے باپ اور بھائی کو دیکھتا ہوں کہ وہ زندہ ہو گئے ہیں اور مجھے ڈراتے دھمکاتے ہیں
ممکن ہو کہ اپنے گناہ کے احساس کی وجہ سے وہ اپنے عمدہ طرز حکومت سے دنیا کو یقین دلانا چاہتا تھا کہ میں نے بھائی کا
خون مجبوراً کیا ہو۔ لیکن کیراکولا نے اپنی شرمندگی کی وجہ سے ہر اُس چیز کو مٹا دینا چاہا جو اُسے اُسکے گناہ کا خیال دلاتی
تھی۔ جس سے مقتول بھائی کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ جب وہ مجلس ملکی سے محل میں واپس گیا تو دیکھا کہ ماں دوسری شریف
عورتوں کے ساتھ اپنے چھوٹے بیٹے کی بدقسمتی پر زار زار رو رہی ہے۔ شاہنشاہ نے اُنکو دھمکایا کہ تم لوگ رونا دھونا موقوف
کرو ورنہ سب کو اسی وقت قتل کرا دونگا۔ اور اس نے زینڈا کے قتل کا حکم بھی دے دیا۔ یہ عورت، شاہنشاہ مارکس کی
بیٹی اور اسکی آخری یادگار تھی۔ بیان کیا کہ دل شکستہ جولیا بھی گریہ و زاری موقوف کرنے اور قاتل سے خوشی اور مسرت سے
ملنے پر مجبور ہوگئی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان تمام مردوں اور عورتوں کی جن کے متعلق یہ شبہ بھی تھا کہ وہ گیٹا کے
دوست ہیں مصیبت موت کے گھاٹ اُتارے گئے، مجموعی تعداد بیس ہزار ہو۔ گیٹا کے محافظ، آزاد شدہ
لوگ، امور سلطنت کے وزراء یا دوست۔ بیان کیا کہ وہ لوگ بھی جو اسکی بدولت فوج یا صوبجات کے کسی عہدہ پر ممتاز
ہوئے تھے اور وہ لوگ بھی جو انکے متعلقین تھے سب کے سب قتل کر دیے گئے۔ بیان کیا کہ وہ لوگ بھی جنہوں نے
گیٹا سے کبھی خط و کتابت کی تھی یا جو اس کی موت پر متاسف تھے یا جنکی زبان پر اس کا نام آ جاتا تھا۔ ہلویس پرٹینکس
جس کے باپ کو کچھ ہی ایام تھا، ایک بے موقع مذاق کرنے سے قتل کیا گیا۔ تھیریسیا پرسکس کا یہ جرم کافی خیال کیا گیا کہ
وہ ایک ایسے خاندان سے ہے جس کے بزرگوں میں پشتہا پشت سے آزادی پسندی پائی جاتی ہے تہمت اور شکوک کی عام
نوعیس رحم بات آخر کار ختم ہو گئے۔ سارے لوگ محض اس بنا پر قتل نہ ہوتے تھے لیکن اگر مجلس ملکی کے کسی فرد پر یہ جرم
تھا یا اگر وہ سلطنت کا دشمن ہو تو اسکے خلاف محض دولت مند اور اپنے اخلاق کا آدمی ہونا ہی کافی ثبوت

رہین۔ اور یوروپین مجلس ملکی کے ممبر شہنشاہ روم کی حکومت کو تسلیم کرین اور ایشیا کے رہنے والے مشرق کے تاجدار کے زیر فرمان رہین اس تقسیم کے خیال سے روم کے ہر شخص کو تعجب ہوا اور ساتھ ہی نفرت ہوگئی۔ اس صلحنامہ کی تکمیل کے متعلق جو خط و کتابت ہو رہی تھی وہ امپرس جولیا کی گریہ و زاری سے بند کر دی گئی۔ بڑے بڑے زبردست مفتوحہ ممالک مرور ایام اور بادشاہون کے اصول فرمانروائی کی بدولت اُسے منضبط ہو گئے تھے کہ انکو علیحدہ کرنے مین بڑے زور و جبر کی ضرورت تھی۔ رومیون کو اس بات کا بھی خوف تھا کہ تمام ممالک بغاوتون کی وجہ سے آخرکار ایک تاجدار کے زیر حکومت آجائین گے۔ لیکن اگر یہ تقسیم مستقل ہو بھی گئی، تو اس سے وہ سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی جو اب تک متحد رہی تھی۔

گیٹا کا قتل ۲۷ فروری ۲۱۲ سنہ عیسوی

اگر اس صلحنامہ کو فریقین منظور کر لیتے تو نتیجہ یہ ہوتا کہ یوروپ کا تاجدار کیرا کولا اپنے چھوٹے بھائی کی ایشیائی سلطنت پر حملہ کر کے اس پر پھر قابض ہو جاتا لیکن کیرا کولا ایک بڑے گناہ کا مرتکب ہوا اور نہایت آسانی سے فریق ثانی پر غالب آگیا۔ وہ مکاری سے اپنی ماں کی درخواست کو سنا کیا اور اس پر آمادہ ہو گیا کہ ماں کے کمرہ مین اپنے چھوٹے بھائی سے ملاقات کرون گا اور وہان صلح اور اتحاد کے شرائط طے کرونگا۔ جب دونون بھائی، ماں کے کمرہ مین گفتگو کر رہے تھے تو چند صوبہ دار جو کمرہ مین پوشیدہ تھے ننگی تلوارین لے کر نکل پڑے اور بیچارے گیٹا کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ افسردہ دل ماں نے بیٹے کو اپنے سینے سے لگا کر بچانا چاہا۔ لیکن اس کشمکش کی حالت مین اسکا ہاتھ بھی زخمی ہوا اور نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ وہ سر سے پیر تک اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کے خون مین نہا گئی۔ اور اُس نے دنیا کی حرص و طمع کا وہ منظر دیکھا کہ بڑا بھائی قاتلون کو جوش دلا کر چھوٹے بھائی کے قتل پر آمادہ کر رہا ہے۔ جب اس سے فراغت ہو گئی تو کیرا کولا خوفزدہ ہو کر اپنے محافظون کے کیمپ مین جلدی سے چلا گیا۔ کیونکہ اسی مقام کو وہ سب سے زیادہ محفوظ خیال کرتا تھا۔ اور محافظ دیوتاؤن کی مورتون کے روبرو سربسجود ہو گیا۔ سپاہیون نے اسکو اُٹھانے اور اطمینان دلانے کی کوشش کی۔ اُس نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ مین اُنسے کہا کہ مین اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہون کہ وہان سے زندہ سلامت نکل آیا۔ لیکن اب بھی مین بہت خطرہ مین ہون۔ اُس نے کنایۃً یہ بھی کہا مین نے اپنے دشمن کی ترکیبون کو کارگر نہین ہونے دیا اور بالاعلان کہا کہ مین اپنے سپاہیون کے ساتھ زندہ رہون گا اور انھین کے ساتھ مرون گا۔ گیٹا کے طرفدار فوج مین بہت تھے لیکن شکایت فضول اور انتقام خوفناک تھا اور علاوہ اس کے وہ سویرس جیسے شخص کے بیٹے کی عزت بھی کرتے تھے۔ فوج کے سپاہی کچھ چین بر جبین ہوئے اور پھر خاموش ہو گئے۔ کیرا کولا نے اپنے فعل کو منصفانہ قرار دینے کے لئے خزانہ مین سے ایک کثیر رقم تقسیم کرا دی۔ اسکی حفاظت اور طاقت کے لئے سپاہ کے اصلی خیالات اور جذبات کا اسکے موافق ہونا بہت ضروری تھا جب سپاہ نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تو مجلس

دونون نے کلدانیون کو انکی حالت پر چھوڑا اور خود روم چلے آئے۔ وہان اُنھون نے باپ کی تجہیز و تکفین کی رسوم ادا کین۔ مدبران ملک کی مجلس عوام اور صوبجات نے خوشی خوشی دونون بھائیون کو روم کا شاہنشاہ تسلیم کیا۔ بڑے بھائی کا مرتبہ کچھ یونہی سا زیادہ تھا۔ لیکن وہ دونون انتظام ملک مین برابر کے شریک تھے۔ انکے اختیارات بھی برابر تھے اور وہ بالکل خود مختار تھے۔

باہمی حسد اور منافرت

اگر دو بھائیون مین نہایت درجہ میل و محبت بھی ہوتا تو بھی اس قسم کی طرز حکومت سے وہ میل محبت باقی نہ رہتا۔ یہ غیر ممکن تھا کہ یہ حکومت دو نااہلون کے ہاتھون سرسبز ہوتی جو ایک دوسرے کے دشمن بھی تھے۔ اور جو نہ صفائی پسند کرتے تھے اور نہ جنکو آپس کی صفائی پر اعتبار ہو سکتا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ صرف ایک شخص حکومت کر سکے گا اور دوسرے کو ذلت و ناکامی کا صدمہ اٹھانا پڑے گا۔ دونون بھائی ایک دوسرے کے ہتھکنڈون کا اپنی حرکتون سے اندازہ کرتے تھے اور وہ اپنی زندگی کو زہر اور تلوار کے وارون سے بچانے کی انتہائی کوشش کرتے تھے حالانکہ یہ وار اکثر ہوتے رہتے تھے۔ گال اور اٹلی مین تیزی سے گذرنے سے جس کے دوران مین ان دونون نے کبھی ایک دسترخوان پر نہ کھانا کھایا تھا اور نہ ایک مکان مین رات بسر کی، صوبجات کو یہ صاف نظر آنے لگا کہ دونون شہزادون کے دلون مین رقابت کی آگ سلگ رہی ہے۔ روم مین داخل ہوتے ہی اُنھون نے وسیع شاہی محل کے دو حصے کیے اور الگ الگ رہنے لگے۔ انکے کمرون کو ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ تھا دروازون اور راستون کی بہت حفاظت کی جاتی تھی۔ اور اُن پر پہرہ دار باری باری سے اس طرح موجود رہتے تھے جس طرح کسی محصور قلعہ کی حفاظت ہوتی ہو۔ دونون بھائی صرف عوام کے سامنے اور اپنی مغموم و دل شکستہ ماں کے روبرو ایک دوسرے سے ملتے تھے۔ لیکن اس موقع پر بھی مسلح سپاہی انکے ہمراہ ہوتے تھے۔ لیکن ان مواقع پر بھی درباریون کی ظاہرداری کے باوجود دونون کی کھوٹ ظاہر ہو ہی جاتی تھی

بھائیون کی بیکار خط وکتابت برائے تقسیم سلطنت

اس خفیہ لڑائی سے تمام سلطنت مین ابتری پھیلنا شروع ہوگئی تھی کہ ایک ایسی تجویز پیش کی گئی جو بظاہر دونون بھائیون کے فائدہ کی تھی۔ چونکہ اُنمیں کا اتحاد و نباہ ہونا ناممکن تھا اس لئے یہ تجویز پیش ہوئی کہ وہ علیحدہ ہو جائیں اور سلطنت تقسیم ہو جائے۔ اس صلح نامہ کے شرائط بالتفصیل ٹھیک تھے۔ طے یہ پایا کہ کیرآکولا کے قبضہ مین جو بڑا بھائی تھا یورپ اور مغربی افریقہ رہے اور وہ ایشیا اور مصر سے دستبردار ہو جائے اور یہ ممالک گیٹا کو ملین اور گیٹا اپنا صدر مقام سکندریہ یا انطاکیہ کو قرار دے۔ یہ شہر بھی تقریباً ویسے ہی بڑے اور مالدار تھے جیسا کہ روم۔ قیصرشین باسفورس کے دونون جانب رومی فوجین ہمیشہ تیار رہین اور دونون حکومتون کے حدود کی حفاظت کرین

کیونکہ اس وقت سا ٹھ سے اوپر تھی اور وہ گٹھیا کے مرض میں مبتلا تھا جس کی وجہ سے وہ صرف ڈولی میں
بیٹھکر جا سکتا تھا۔ لیکن اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور مع اپنے تمام درباریوں اور بیٹوں کے
ایک جرار فوج لیکر خود لندن [illegible] المقامات کو گیا۔ اور فوراً ہی ہیڈ زین اور انٹونیو کی حدود سے گذر کر
دشمنوں کے ملک میں جا پہونچا۔ اور ارادہ یہ کیا کہ برطانیہ کی فتح کا سلسلہ جو عرصہ سے جاری ہے۔ اب اسکی تکمیل
کرکے چھوڑونگا۔ وہ جزیرہ برطانیہ کے انتہائی شمالی حصّے تک چلا گیا لیکن کوئی دشمن مقابلہ پر نہ آیا۔ کلڈانیون
کی کمین گاہوں کی بدولت جو فوج کے دائیں بائیں لگے رہتے تھے اور موسم کی شدید سردی میں اسکاٹلینڈ
کے پہاڑوں اور دلدلوں کے سفر کا نتیجہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ رومیوں کے پچاس ہزار سے زیادہ سپاہی نذر
اجل ہوگئے۔ آخر کلڈانیون نے رومیوں کے زبردست اور مستقل حملوں سے عاجز آکر اطاعت
قبول کی۔ اور صلح کی درخواست کی انھوں نے اسلحہ اور اپنے ملک کا ایک حصہ رومیوں کے حوالہ کیا۔ لیکن
انکی یہ ظاہری اطاعت اتنی ہی دیر قائم رہی جتنی دیر خطرہ کا امکان تھا۔ جب رومی افواج واپس آئیں تو وہ
پھر آزاد ہوگئے اور وہی پچھلی سی شرارتیں کرنے لگے۔ اس پر سویرس نے برہم ہوکر کلڈانیا میں ایک نئی فوج
بھیجی اور احکام صادر کئے کہ ان لوگوں کو محض شکست دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ان سب کو غارت کردو لیکن
کلڈانیون کی قسمت میں یہ بربادی نہیں لکھی تھی۔ کیونکہ موت کے فرشتہ نے سویرس کو زیادہ مہلت نہ دی

فنگال اور اسکے سورما

جنگ کوآن میں نہ ذکر کی زبردست لڑائیاں ہی ہوئیں اور نہ اسکے نتائج ہی
اہم ہیں اس لئے اس کو طول دینا فضول ہے لیکن خیال کیا جاتا ہے اور غالباً
حقیقت بھی یہی ہے کہ سویرس کا حملہ اسوقت ہوا تھا۔ جو برطانیہ کی تاریخ یا افسانوں کا زرین عہد ہے
ہمارے زمانہ میں حال کی ایک کتاب سے فنگال کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ فنگال خود بھی بہت مشہور
ہے اور اسکے سورما اور نجباء بھی بہت مشہور ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ اسی شخص نے سویرس کے حملہ کے موقع
پر کلڈانیون کی رہبری کی تھی۔ اور رومی افواج سے بچایا تھا اور دریائے کارون کے کنارے پر ایک
زبردست فتح حاصل کی تھی جس میں شاہنشاہ عالم کا بیٹا کیراکل اسکے ہاتھوں سے بچ کر نکل بھاگا تھا۔
کوہستانی مقامات کی ان روایات قدیمہ پر ابھی تک پاری لوگوں نے تاریخی روشنی نہیں ڈالی ہے اور نہ
موجودہ .... زمانے

رومیوں اور کلڈانیون کا اختلاف

کی جرح و تنقید کے بعد بھی یہ روایات نظر انداز کرنے کے قابل ٹھہرتی ہیں
لیکن اگر ہم یہ خیال کرلیں بغیر کسی نقصان کے تسلیم بھی کرلیں کہ فنگال نامی اولوالعزم
کوئی سورما تھا اور اوشین ایک بھاٹ تھا تو بھی رومیوں کے آداب

چلی آتی ہی - انکو اپنی تقدیر پر پورا بھروسہ تھا کہ سلطنت ہمارے قدمون سے لگی رہیگی اور ہمین محنت و مشقت
کی چندان ضرورت نہین اوصاف خوبیون - اور قابلیت مین مقابلہ کرنے کے بجاے
صغر سنی ہی سے ان دونون کو ایکدوسرے سے محبت نہ تھی -

باہمی کدورت

عمر کے ساتھ ساتھ یہ باہمی کدورت بھی بڑھتی گئی - جو لوگ ان
شاہزادون کی جناب مین باریاب تھے، وہ اپنے اپنے مصالح کو پیش نظر رکھکر بھائیون کو ایک دوسرے کی طرف سے
اور بھی جلاتے رہے - پہلے تو اس باہمی دشمنی کو بچپن کی ناسمجھی کہکر ٹال دیتے تھے - لیکن رفتہ رفتہ یہ بہت بڑھ گئی
نوبت یہانتک پہونچی کہ تھیٹر، سرکس، اور دربار کے تمام لوگ دو فریقون مین منقسم ہوگئے کچھ ایک شاہزادہ کے
طرفدار تھے کچھ دوسرے کے - لوگ ان شاہزادون کا ساتھ اپنے اپنے مصالح کو پیش نظر رکھ کر دیتے تھے مثلاً کسی کو
ایک شہزادہ سے کچھ امیدین ہوتی تھین یا وہ دوسرے سے ڈرتا تھا - بڈھے سمجھدار شہنشاہ نے بہت سخت
کوشش کی اور طرح طرح سے بیٹون کو نصیحت کی کہ آپس کی نزاع دور ہوجائے لیکن کامیابی نہ ہوئی - بیٹون
کی اس باہمی رقابت سے اسکی آیندہ تمام امیدون پر پانی پھیر گیا - اور اسے یہ خطرہ نظر آنے لگا کہ جو تخت اس
نے اس محنت و جانفشانی سے حاصل کیا ہی جس کی بنیاد ہزارون کا خون بہاکے مضبوط کی ہی، اور جس کی تمام
اسلحہ اور دولت سے حفاظت کی ہی اُس کی بربادی سامنے ہی - اُس نے کسی شہزادے کی بھی طرفداری نہین کی بلکہ
دونون کو ایکسان نظر سے دیکھا - دونون کو آگسٹس کا خطاب دیا اور انٹونیو کے نام سے پکارا - اور روم کی تاریخ مین یہ
پہلا موقع تھا کہ وہان گویا تین شخص برسر حکومت تھے لیکن اس مساوات سے آپس کی نزاع اور بڑھتی گئی -

تین شاہنشاہ

ایک امیدوار بھی کیراکلا اپنی کج رہنی کی وجہ سے دعویدار تھا - اُدھر گیٹا جو بہت خوش خلق
تھا، اپنے برتاؤ سے عوام اور سپاہ کو اپنی طرف ملا رہا تھا جب سویرس کو باہمی کوششون مین
ناکامی ہوئی تو اُسے سخت صدمہ ہوا اور اُس نے پیشین گوئی کی کہ جو شاہزادہ کمزور ثابت ہوگا - وہ تاج تخت کی
نذر ہوجائیگا اور جو طاقتور ہوگا یہ سلطنت کا مالک ہوگا - اور تب خود اپنی بری عادتون کی وجہ سے تباہ
ہوجائےگا -

جنگ کلڈانی سنہ ۲۰۸

عین اسی موقع پر جب برطانیہ کی جنگ اور شمال کے وحشیون کے حملہ کی خبر سویرس
کو پہونچی تو اُسے بہت خوشی ہوئی - یہ ممکن تھا کہ اسکے افسر اگر احتیاط سے کام کرتے
تو دشمن پسپا ہوجاتے لیکن اُس نے اس موقع سے فائدہ اُٹھاکر بیٹون کو روم کی عیش پرستیون سے باز رکھنا
چاہا - کیونکہ ان عیش پرستیون کی بدولت انکا دماغ کمزور، اور دلچسپیون مین انہماک زیادہ ہوتا جاتا تھا -
باپ نے خیال کیا کہ جنگ کی سختیون اور حکومت کی پابندیون کا عادی کرنے کا یہ بہت اچھا موقع ہی - بادشاہ

ہر ایسا امر کے لئے کوئی مزید راہ ترقی سامنے نہ تھی۔ اس کے دل مین صرف ایک آرزو باقی تھی یعنی
یہ کہ مین کوئی ایسا کام کر جاؤن جس سے میری اولاد بھی قدر و منزلت کے ساتھ زندگی بسر کر سکے۔

امپرس جولیا اسکی بیوی

افریقہ کے اکثر باشندون کی مثل سویرس کو جادو اور اسی قسم کی دوسری فضول
چیزون کا بیحد شوق تھا۔ وہ خوابون کی تعبیرین دیتا، فال لیتا اور رمل و نجوم سے
بھی واقفیت رکھتا تھا۔ یہ چیزین ہمیشہ سوائے زمانہ موجودہ کے بنی نوع انسان
کے دل و دماغ پر ایک خاص اثر کرتی رہی ہین۔ وہ اپنی پہلی بیوی کو اسی وقت سپرد خاک کر چکا تھا جب
وہ ریزنگول کا صوبہ دار تھا۔ جب وہ دوسری شادی کرنے چلا تو اسے ایسی عورت کی تلاش ہوئی جو گھر کی اقبالمند
ہو۔ جبکہ ایک ایسی عورت کا پتہ چلا جو سیریا مین رہتی تھی اور جو کسی شاہی خاندان سے تھی تو اس نے پیغام
دیکر اسکے ساتھ شادی کر لی اس کا نام جولیا ڈومنا تھا یہ خاتون قسمت کی دھنی تھی اور اس مین ذاتی قابلیت بھی
تھی نیک نفسی مین بھی وہ نہایت خوبصورت تھی۔ وہ طباع ذہین اور ساتھ ہی ساتھ مستقل مزاج بھی تھی اسکا اندازہ ہمیشہ
صحیح ہوتا تھا اور یہ وہ بات تھی جو عموماً عورتون کے حصہ مین نہین ہوتی لیکن اسکی خوشگوار خوبیون سے
سویرس جو خود نہایت خراب مزاج کا تھا اور حسد جس کے حصہ مین پڑا تھا کبھی متاثر نہین۔ لیکن جب اوسکا
بیٹا سریر آرائے سلطنت ہوا تو امور سلطنت کو وہی انجام دیتی تھی اور اسی خوبی سے کام کرتی تھی کہ شاہنشاہ
کے اختیارات مستحکم ہوتے جاتے تھے اور اس اعتدال سے چلتی تھی کہ جس سے بعض اوقات تو خود شہنشاہ کی
بے اعتدالیون کی اصلاح ہو جایا کرتی تھی جولیا نے علم تاریخ ادب اور فلسفہ کی قدر کرتی، اس سے کچھ ترقی
ملکہ ہوتا تھا لیکن خاص بات یہ تھی کہ اس کی شہرت بہت ہو گئی تھی، وہ ہر صاحب فن کی مربی تھی اور ہر صاحب
کمال کو دوست رکھتی تھی۔ جولیا کے احسانون کے عوض، اسکے زمانہ کے صاحبان کمال نے نہایت مبالغہ سے
اسکی تعریفین کی ہین لیکن اگر ہم تاریخ قدیم کے الزامون صحیح مان لین، تو امپرس جولیا کے دامن پر بے عصمتی کے
دھبے نظر آئینگے۔

اولادین کیرکالا اور گیٹا

اس شادی سے دو بیٹے کیرا کالا اور گیٹا پیدا ہوئے اور یہی دونون سلطنت کے
مالک تھے۔ باپ کی اور تمام رعایا کی دلی خواہش تھی کہ ایک نہ ایک دن جو امیدین ان
دونون کے ساتھ وابستہ تھین وہ سب فضول ثابت ہوئین۔ کیونکہ ان دونون کی طبیعتون مین بالکل ویسی ہی
سستی آسانی اور کاہلی تھی جیسی کہ شاہزادون کی طبیعت مین ہوتی ہے جنکے یہان شہنشاہی کی حکومت نسلاً بعد نسل

سلطنت بھی مشترکہ رہی

اختیارات کو اور ترقی دینا چاہتے تھے اور آزادی کے نقائص کو بیان کرتے تھے درباری اور عوام سب نہایت خوشی سے سنتے اور جب وہ فرمانبرداری کی تعلیم دیتے تو صبر سے اس پر غور کرتے، وکلاء اور مورخ حقیقت طور سے یہ کہتے تھے کہ بادشاہ کو صرف اس وجہ سے اختیارات حاصل ہین کہ مجلس ملکی کے ممبر اپنے عہدون سے مستعفی ہو چکے ہین۔ بادشاہ خراب قوانین سے آزاد ہو چکا ہے اپنی رعایا کی جان و مال پر اسکو ہر طرح کا اختیار حاصل ہے، اور سلطنت وہ بالکل اسی طرح دوسرے کے حوالہ کر سکتا ہے جس طرح اپنی ذاتی جائداد۔ دیوانی کے بڑے بڑے مشہور وکلاء اور خاصکر پیپلین، پولوس اور البین سویرس خاندان کے عہد حکومت مین بڑی ترقی کی۔ چونکہ رومن علم قانون بالکل شاہی حکومت سے متعلق تھا اس لئے یہ بیان کیا جاتا تھا کہ وہ اب انتہائی حد تک پہونچکر مکمل ہو چکا ہے۔

سویرس کے ہم عصرون نے اس کے عہد حکومت کے امن و چین کو دیکھکر ان ظلمون کو فراموش کر دیا۔ جنکے بعد سویرس ملک مین امن قائم کر سکا تھا۔ بعد مین آنے والی نسلین جنکو اسکے خیالات اور اسکے قاعدون سے نقصان پہونچا ہے اسکو سلطنت روم کے زوال کا بانی قرار دیتی ہین۔

باب ششم

سیویرس کی موت، کیرکولا کی مظالم، مانیس کا زبردستی تخت سلطنت پر قبضہ، ایلاگبالس کی حماقتین، الگزنڈر سویرس کی عمدہ خصلتین، فوج کی عیش پرستیان روم کی آمد و خرچ کی عام حالت

سویرس کی عظمت اور بے اطمینانی

عزت و بزرگی کے حصول سے، خواہ وہ کتنی ہی خطرناک کیون نہون، یہ ممکن ہوتا ہے کہ انسان کے افعال مین ایک قسم کی تیزی و سرعت پیدا ہو جائے اور اس کو ان طاقتون کا احساس ہونے لگے۔ لیکن جو لوگ ترقی کرنا چاہتے ہین وہ کبھی تاج سلطانی پا کر مطمئن نہین ہوتے سویرس کو اس افسوسناک حقیقت کا احساس اور ساتھ ہی اقرار بھی تھا کہ مجھ مین اہلیت ہے اور قسمت یاور تھی پر مین اور اسلئے مین اوس مقام پر پہونچا ہون جس سے زیادہ بلند ہونا ممکن ہی نہین اسنے خود ایک موقع پر کہا کہ مین سب کچھ ہوا، اور یہ سب بالکل فضول ہے، اس کو حصول سلطنت کی فکرین نہ تھین بلکہ اسپر قبضہ رکھنے کی فکرین اسی دامنگیر رہتی تھین کمزوری اور ضعیفی غلبہ پا گئی تھی حصول شہرت کی اسے بالکل تمنا نہ تھی اور اپنے تمام اختیارات سے وہ بالکل مطمئن تھا اور

سے کرتے تھے۔ سویرس کا ایک خط آج تک دست برد زمانہ سے محفوظ ہے اس میں وہ اپنے ایک سپہ سالار سے اپنی فوج کی عیش پرستی پر افسوس ظاہر کرتا ہے اور اسکو فہمائش کرتا ہے کہ تم حکام فوجداری سے اصلاح شروع کرو۔ وہ نہایت عقلمندی سے بتاتا ہے کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ جب کسی افسر کی اُس کے ماتحت تعظیم کرنا ترک کر دیتے ہیں، تو وہ پھر سپاہیوں پر حکمرانی نہیں کر سکتا۔ اگر شاہنشاہ نے ذرا غور سے کام لیا ہوتا۔ تو اس کو معلوم ہوتا کہ اس عام بدنظمی کا سبب عہد گذشتہ کی مثال نہیں ہے بلکہ اصل سبب، سپہ سالار کی یعنی خود سویرس کی وہ چشم پوشی ہے جس سے وہ اکثر کام لیتا تھا۔

محافظ سپاہ کا پھر مقرر ہونا

اس محافظ سپاہ نے جس نے تاجدار کو قتل کر کے سلطنت کو فروخت کر ڈالا تھا، اپنے کردار کی سزا پائی لیکن سویرس نے اس خوفناک اور ضروری محکمہ کو از سرِ نو ترتیب دیا اور اس مرتبہ سپاہیوں کی تعداد، پہلے کی بہ نسبت چوگنی تھی، پہلے یہ سپاہ، اٹلی میں بھرتی کی جاتی تھی۔ اور جیسے جیسے قریب کے صوبے روم کے مثل مہذب اور شائستہ ہوتے جاتے تھے ویسے ویسے فوج مقدونیا، نارکیم، اور اسپین میں مقرر کی جاتی تھی۔ ان مہذب سپاہیوں کے رہنے کے کمرے ایسے ہوتے تھے، جنسے یہ معلوم ہوتا کہ امن میں رہنے والی فوج کی زندگی بسر کرنے کے بجائے، دربار کی نمائش اور زینت کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ سویرس نے یہ حکم جاری کیا کہ ان سپاہیوں میں سے جو محاذ جنگ پر رہتے ہیں ایسے لوگ منتخب کئے جائیں جو طاقتور، بہادر، اور وفادار ہوں۔ اور بطور انعام کے انکو ترقی دیکر محافظ سپاہ میں شامل کیا جائے۔ اس نئے محکمہ کے قائم ہونے سے اٹلی کے نوجوانوں نے اسلحہ کا استعمال کرنا ترک کر دیا۔ اور دار الحکومت میں صرف وہ وحشی نظر آنے لگے جنکے رسم و رواج اور لباس وغیرہ عجیب و غریب طریقے کے ہوتے تھے۔ ان کی موجودگی سے تمام سب لوگوں پر حکومت کا خوف غالب ہو گیا تھا۔ سویرس کا یہ خیال تھا کہ میری فوج اس منتخب شدہ محافظ سپاہ کو اپنا نمائندہ خیال کرے گی۔ اور یہ کہ پچاس ہزار سپاہیوں کی جماعت جو اپنے مخالفوں کے مقابلہ میں زیادہ معزز اور زیادہ تیز اسلحہ رکھتی ہے، ہر طرح کامیاب ہوگی اور اگر کوئی بغاوت کی گئی تو اسکو فرو کر کے سلطنت، میرے اور میری اولاد کے لئے وقف کر دے گی۔

محافظ سپاہ کی سرداری

اس زبردست سپاہ کی سرداری جسکے ساتھ ہر طرح کی عنایتیں کیجاتی تھیں سلطنت کا سب سے بڑا عہدہ قرار دیا گیا جب تنزل کر کے حکومت نے فوجی نظام کو اختیار کیا تو محافظ سپاہ کا سردار جو ابتدا میں نہایت معمولی درجہ کا افسر سمجھا جاتا تھا، نہ صرف فوج کا بلکہ محصول اور عدالتوں کا بھی حاکم بنا دیا گیا۔ حکومت کے ہر شعبہ میں وہ تاجدار کا قائم مقام سمجھا جاتا تھا اور اسکو وہی اختیارات حاصل تھے۔ جو بادشاہ کو۔ ایسا پہلا سردار جسکو نہایت زبردست اختیارات حاصل تھے۔ اور جس نے اُن اختیارات کو بری طرح استعمال کیا، سویرس کا مقرب وزیر، پلاٹیانس تھا۔ وہ دس برس تک برسر اقتدار رہا اور جب اسکی لڑکی کی شادی بادشاہ کے بڑے لڑکے سے ہوئی تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ تمام عمر اس عہدہ پر برقرار رہے گا۔ لیکن اسکی

کورایان ملک کے ہر حصہ میں پھیل رہی تھیں وہ خود بخود فنا ہو گئیں۔ مقدمات کے موقع پر وہ توجہ سمجھ اور
انصاف سے کام کرتا تھا اور جب فیصلہ کرتا تھا اور اگر وہ جادۂ انصاف سے ہٹتا تھا، تو ہمیشہ غریبون اور
کمزورون کی اعانت کی وجہ سے اس رعایت کی وجہ شرمی نہ ہوتی تھی۔ بلکہ اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ
خودمختار اور آزاد تاجدارون کے مثل وہ بھی معزز لوگون کے غرور کو میٹنا اور تمام رعایا کو قریب قریب ایک
سطح پر لا کر انکی امیدون کو حکومت کی ذات سے وابستہ کرنا چاہتا تھا۔ اسکو بڑی بڑی عالیشان عمارتین تعمیر
کرانے لوگون کو عمدہ عمدہ تماشے دکھلانے، اور ان مین غلہ اور اشیاء خوردنی کے تقسیم کرانے کا بہت شوق تھا
اس طریقہ پر بہت خرچ ہوتا تھا لیکن یہ ایک ایسا ذریعہ تھا جسکی وجہ سے رومیون مین وہ ہمیشہ ہر دلعزیز بنا رہ سکتا
تھا خانہ جنگی کی مصیبتون کا کہین نام و نشان نہ تھا امن کے برکات اور زرخیزی کے کامون کا صوبون مین

امن اور ملک کی زرخیزی

پھر ایک دفعہ دورہ ہوا۔ اکثر شہرون نے اسکی فیاضی کی بدولت
اسکی نئے آبادیون کو پھر اختیار کیا اور مینار وغیرہ تعمیر کر کے
اپنی دولتمندی اور رفاہیت کا ثبوت دیا۔ سیاس کا میاب اور جنگجو تاجدار کی بدولت رومی سپاہ کی شہرت پھر قائم ہوئی
وہ اکثر فخر کرتا اور بجا طور پر فخر کرتا کہ جب روم کی سلطنت میرے ہاتھ آئی تھی۔ اسوقت غیر ملکی لڑائیون کا زور تھا
اور خانہ جنگیون سے سلطنت کمزور ہو رہی تھی لیکن مین اسکو بالکل امن و امان کی حالت مین چھوڑونگا اور ہر طرف
رفاہیت کے آثار نمایان ہونگے۔

سپاہ کی عیش پسندی

اگرچہ فساد جنگیون کے زخم اب ہی طور پر مندمل ہو چکے تھے پھر بھی اعضاء سلطنت مین اسکا
خوفناک زہر ابھی موجود تھا سورس مین بڑی حد تک ہمت اور قابلیت پائی جاتی
تھی لیکن سیتریادل کی بہادری، اور آگسٹس کی گہری سیاسی چالین، یہ سب طریقہ پر فتحیاب سپاہ کے زور کو نہ روک سکی
تھین، دولتمندی، غلط طریقہ کا زر اور رشوت پر مزدورت کی بنا پر سویرس نے بیت کے نظام کو نرم کر دیا۔ اسکے سپاہی
سونے کی انگوٹھیان پہن پہن کر فخر کرتے تھے، انکو اس بات کی اجازت مل گئی کہ تم اپنی بیویون کے ہمراہ ترک کیا
سے زیادہ آرام مین زندگی بسر کرو۔ اس نے انکی تنخواہ اتنی زیادہ بڑھا دی جتنی کبھی نہ بڑھائی گئی تھی۔ اور یاد کرو
اس کی تعلیم دی کہ تم خطرون مندمولہ ودکن موقعون پر بڑے بڑے تحفون کی سلطنت سے درخواست کیا کرو۔ اسکے بعد
سپاہ نے ضعفہ خواست کرنا ترک کر دیا اور بار انکو اپنی موقع پکڑ کر مانگنے لگے سپاہی اپنی فتح کے نشہ مین مست
تھے عیش پسندی نے انکو بہت مرعوب بنا دیا تھا جو خوفناک رعایتیں انکے ساتھ کی گئی تھیں وہ نفس دوام رہا کر
اپنے تئین بڑا نامور خیال کرتے تھے ان باتون کا نتیجہ یہ ہوا کہ فوجی شستہ فیصلہ بجائے تھی۔ وہ ملک مین ظلم کرتے
تھے اور اپنے افسرون کے تعمیل حکم مین انکو تامل ہوتا تھا۔ انکے افسر شہرت کا خواہان زیادہ خان اور آرام طلبی

وہ انتقام لینا چاہتا تھا، حالانکہ اس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ دشمن کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ سویرس کے تخت سلطنت پر قدم رکھنے سے پیشتر بعض صوبوں میں جن مقتدر لوگوں نے اپنے وقتی حاکم کے حکم کو مانا تھا اور جنکو سویرس سے کسی قسم کا اختلاف نہ تھا انکو محض اسی قصور پر موت، جلاوطنی، اور خاصکر ضبطی جائداد کی سزائیں دی گئیں۔ مشرق کے اکثر شہروں کو زمانہ قدیم سے خاص رعایتیں حاصل تھیں، وہ سب اُن سے واپس لی گئیں۔ اور وہ جو رقم نائجر کو اُسکی خدمات کے صلہ میں، دیتے تھے اس سے چوگنا محصول سویرس کے خزانہ میں داخل کرنے پر مجبور کیے گئے۔

سویرس مجلس ملکی کے خلاف ہو جاتا ہے

جب تک لڑائی کا فیصلہ نہیں ہو گیا، اُس وقت تک سویرس ظلم و جور سے باز رہا اور مجلس ملکی کی بظاہر عزت و توقیر کرتا رہا۔ کیونکہ اس کو نہیں معلوم تھا کہ لڑائی میں کیا واقعہ پیش آئے اور فتح کا سہرا کس کے سر بندھے۔ جب لڑائی میں کامیابی نصیب ہو چکی اور اس نے آلبینس کا سر روم میں بھیجا تو اسی کے ساتھ ایک خط بھی روانہ کیا کہ میں اپنے حریفوں کے پیروں میں سے ایک شخص کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔ اس کو یہ شبہ ہو گیا کہ مجلس ملکی دل سے میری حکومت پر خوش نہیں ہے۔ یہ شبہ ٹھیک تھا، اور یہی وجہ اسکی ناراضگی کی تھی۔ اپنی ناراضگی کو اس نے اس پردہ میں چھپایا کہ حال میں چند خطوط اس قسم کے پکڑے گئے ہیں جنمیں میرے خلاف سازش کی تحریک کی گئی ہے۔ مجلس ملکی کے ان پینتیس ۳۵ ممبروں کی جن پر یہ الزام لگایا تھا کہ وہ آلبینس کے طرفدار ہیں۔ اس نے خطا معاف کر دی اور اپنے بعد کے برتاؤ سے یہ بات ثابت کردی کہ میں تمہاری خطاؤں کو بھول گیا ہوں، اور انکو معاف کر چکا ہوں، لیکن ان کے علاوہ اکتالیس ممبروں کو جنکے نام تاریخوں میں مذکور ہیں، اُس نے موت کی سزا دی۔ انکے بال بچے اور اسامیاں تک کو سزا ملی اسپین اور گال کے صوبوں کے ممتاز ترین باشندے اس بلا میں مبتلا ہو گئے۔ وہ کہتا تھا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے، انصاف کی بنا پر کیا ہے۔ اس سخت انصاف کی وجہ یہ تھی کہ وہ سمجھتا تھا کہ صرف یہی ذریعہ ہے جس سے لوگوں کو امن اور میری حکومت کو استقلال حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ افسوس کرتا تھا کہ مجھے نرمی دکھانے کے لئے ضرورتاً سختی کرنا پڑی ہے۔

اسکی عقلمندی اور انصاف

ہر خودمختار اور آزاد بادشاہ کو صرف ان چیزوں سے فائدہ پہنچ سکتا ہے جن سے اسکی رعایا کو فائدہ پہنچے رعایا کی آبادی، دولت کی فراوانی اور انکی حفاظت یہی وہ چیزیں ہیں جن پر حکومت کی شان و شوکت کا دارومدار ہے۔ اگر تاجدار اچھا آدمی نہ ہو تب بھی عقل سکو یہی رستہ سجھائے گی۔ سویرس روم کی عظیم الشان سلطنت کو اپنا مال سمجھتا تھا اور اس لئے جب سلطنت کا استحکام ہو گیا تو اس نے وہ طریقے اختیار کر لئے جن سے وہ اُسے ترقی دے سکتا تھا۔ مفید عام قوانین اس سختی سے عمل کیا گیا کہ مارکس کے بعد سے جو

تھا۔ اور اسکی اس تجویز کی خبر سے وہ پرٹینکس کا انتقام لینا چاہتا تھا، بہت تعریف کرتا تھا، اور کہتا تھا کہ تخت
کے کینہ غاصب کو سزا دینا، ہر آدمی سپہ سالار کا فرض ہے لیکن یہ بھی کہتا تھا کہ اگر کوئی سپہ سالار، سرکشی پر
آمادہ رہے اور حقدار تاجدار کے آگے جسکو مجلس ملکی بادشاہ مان چکی ہو، سر نہ خم کرے تو وہ ملزم ہے۔ دوسرے
صوبہ داروں کے لڑکوں میں اسکو، نائجر کے لڑکے بھی ہاتھ آگئے تھے، انکو اُس نے روم میں روکے رکھا تا
کہ انکے ماں باپ جادۂ وفاداری سے قدم نہ ہٹا سکیں نہ جبتک اُسے نائجر کی طرف سے اندیشہ باقی رہا۔
اس وقت تک اُسکے لڑکے روم میں خود سویرس کے لڑکوں کے ہمراہ نہایت محبت و شفقت کے ساتھ زیر تعلیم
رہے لیکن وہ اپنے باپ کی تباہی میں شریک ہوئے، اور شروع میں عام کی نظروں سے پوشیدہ شہر بدر
کیے گئے اور بعد میں انکو سزائے موت دی گئی۔

البینس کے ساتھ اُس کا برتاؤ

جب سویرس مشرق کی لڑائی میں مصروف تھا تو اس کو خوف ہوا کہ مبادا، برطانیہ کا
صوبہ دار سمندر اور آلپس کو پار کر کے دار الحکومت پر قبضہ نہ کرے اور اس طرح مجلس
ملکی کے اختیارات اور مغرب کی افواج کے زور پر اس کو شہر میں نہ داخل ہونے دے۔
آلبینس نے چونکہ شاہی خطاب نہیں اختیار کیا تھا اس وجہ سے مصالحت کی گنجایش تھی۔ چنانچہ خط و کتابت شروع
کی گئی۔ اپنے حب وطن کے قول، اور شاہی اختیارات کی بابت جو اسکو رشک تھا، بھولکر اس نے غیر جانبدار
رہنے کا وعدہ کیا اور اس کے صلہ میں اسکو سیزر کا خطاب عنایت کیا گیا۔ پہلی مہم جبتک پیش نہیں آئی
اس وقت تک، آلبینس کے ساتھ سویرس نے نہایت عزت اور حرمت سے برتاؤ کیا حالانکہ وہ طے کر چکا تھا
کہ میں اسکی طاقت کو بالکل تباہ کر دوں گا۔ جس خط میں اُسنے نائجر پر فتح پانے کا حال لکھا تھا اس میں آلبینس
کو اسنے اپنا بھائی اور سلطنت کا حصہ دار قرار دیا تھا اسکو اپنی بیوی جولیا اور دوسروں کا بہت بہت سلام لکھا
اور یہ کہا تھا کہ تم اپنی فوجوں کو بدستور رہنے دو جمہوری حکومت کی صورت برقرار رکھو، اور اپنے اور میرے
خاندان کا لحاظ رکھو۔ ان لڑکوں کے ذریعے یہ خط روانہ کیا گیا تھا، ان کو فہمائش کی گئی تھی کہ تم آلبینس کو سیزر
کے خطاب سے مخاطب کرنا ہر طرح ادب سے پیش آنا اور اس سے درخواست کرنا کہ ہم کو تنہائی میں شرف
باریابی عطا کیا جائے جب تم اس تک پہنچنا تو اس کے سینے میں خنجر بھونک دینا۔ یہ راز فاش ہو گیا، اور
سادہ لوح آلبینس بالآخر یورپ میں آکر اپنے حریف سے مقابلہ کا سامان کرنے لگا۔ یہ لڑائی برابر کی نہ تھی
کیونکہ سویرس نے اپنی تلخ اور آزمودہ کار فوج لیکر اس پر یکبارگی حملہ کر دیا اور آسانی سے اُسے شکست دیدی

خانہ جنگی کا واقعہ

سویرس نے جو فوجی تیاریاں کیں، وہ ان ضروری فتوحات کے لیے جو اسے حاصل ہوئیں
ناکافی تھیں کل دو مقابلے ہوئے۔ پہلا مقابلہ ہلسپانٹ پر ہوا اور دوسرا [illegible]

حریفوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوشیاری اور صفائی سے استعمال کرکے، اُنسے گوئے سبقت لیجاتا ہے۔ ہم ان فوجی فتوحات کا ذکر اس مقام پر تفصیل سے نہ کرینگے۔ چونکہ نائجر اور آلبنیس کی لڑائیوں کا طریقہ اور نتیجہ ایک ہی تھا اس لئے ہم ایک ساتھ ہی ان سکے حالات جمع کرکے، فاتح کے عادات و اطوار اور حکومت کی حالت بیان کرینگے۔

دو خانہ جنگیوں کے حالات

جب ہم خانگی زندگی مین کسی شخص کو جھوٹا اور بے وفا، دیکھتے ہین تو اسکو نالایق قرار دیتے ہین۔ لیکن جب قومیت کا سوال درمیان مین ہوتا ہے تو یہ چیزین ایسی بُری نہین خیال کی جاتین۔ گو یہ واقعی اتنی ہی خراب اس موقع پر بھی ہوتی ہین، جتنی خانگی زندگی مین۔ بے وفائی کے معنی یہ سمجھے جاتے ہین کہ یہ لوگ نہایت درجہ بزدل ہین، اور دروغ گوئی پر صرف یہ الزام آتا ہے کہ دروغ گو کمزور ہے۔ چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ ماہرین سیاست کے لئے اپنی ہی طاقت سے لاکھون تیرون اور دشمنون کو زیر کرنا غیر ممکن ہے اس لئے دنیا نے انکو پالیسی کے ماتحت مختلف قسم کی مکاریان اور فریب کرنے کی آزادی دے رکھی ہے۔

سویرس کی ترکیبیں

لیکن جن ترکیبون کا استعمال سویرس نے لڑائی کے موقع پر کیا انکی نسبت کسی طرح یہ نہین کہا جا سکتا کہ انکو اس نے ملک و ملت کی بہتری کے لئے استعمال کیا تھا۔ بہلاوہ ہر قسم کے وعدے کر لیتا۔ لیکن ابد مین دوسرون کا راز فاش کر دیتا۔ اپنا کام نکالنے کے لئے وہ چاپلوسی کرتا لیکن پھر انہی لوگون کو تباہ کر دیتا۔ جب کبھی وہ قسمون اور صلحنامون سے اپنے تئین پابند بناتا تو وہ کبھی اُن پر قائم نہ رہتا۔ کیونکہ اُس کا ضمیر، اوسکے مقاصد کا ماتحت تھا۔

نائجر کے ساتھ اسکا برتاؤ

اگر اس کے دونون حریف، اپنے خطرہ کا احساس کرکے، ایک دوسرے سے ملکر کام کرتے اور متفقہ طور پر فوراً حملہ کر دیتے تو شاید سویرس کو نیچا دیکھنا پڑتا اور گو وہ علیحدہ علیحدہ بھی ایک ہی وقت مین اُس پر حملہ آور ہوتے، اور اُن کے مقاصد جدا جدا بھی ہوتے تو بھی لڑائی بہت عرصہ تک قایم رہتی اور نتیجہ خدا جانے کیا ہوتا۔ لیکن اُنھون نے ایک بعد دیگرے سویرس سے جنگ کی اور ایک دوسرے سے کوئی واسطہ نہین رکھا۔ اور اسی وجہ سے وہ اپنے مکار حریف سویرس کے دام تذویر مین پھنس گئے۔ وہ ایک عرصہ تک اُسکے وعدون کی بنا پر میٹھی نیند سوتے رہے اور یکبارگی اُس کی تیزی کی وجہ سے بیدست و پا ہو گئے۔ پہلے پہل وہ نائجر کی طرف بڑھا، کیونکہ اوسکی طاقت اور شہرت سے وہ بہت خائف تھا۔ لیکن قریب پہنچکر اُس نے کوئی کارروائی نہین کی اور کسی طرح مخالفت کا اظہار نہونے دیا۔ مجلس ملکی اور عوام پر یہ ظاہر کیا کہ مین صرف مشرقی صوبون کا از سر نو انتظام کرنا چاہتا ہون۔ جب کبھی وہ نائجر کا ذکر کرتا تو اُسے اپنا پرانا دوست اور اپنا جانشین

ہوجاؤ اور نا امیدی کی حالت مین اگر وہ فساد کرنا چاہین، تو انکو اس سے باز رکھو۔

پرٹینیکس کا ماتم اور اسکا دیوتا بنایا جانا

اس کے بعد، پرٹینیکس کی تجہیز و تکفین اور اسکے دیوتا بنانے کی رسمین نہایت الم ناک اور شاندار طریقہ سے ادا کی گئین۔ مجلس ملکی نے نہایت افسوس سے اس شاہزادہ کی موت کی رسمین ادا کین جسکو وہ دل سے چاہتی تھی اور جس کی موت پر دل سے رنجیدہ تھی۔ سویرس نے جو اُس کی موت پر رنج والم کیا شاید وہ دل سے نہ تھا۔ وہ اسکی خوبیون کی قدر کرتا تھا لیکن شاید انھین خوبیون کی بدولت، اگر پرٹینیکس زندہ رہتا تو وہ کبھی تخت حکومت پر قابض نہ ہو سکتا تھا۔ سویرس نے تجہیز و تکفین کے موقع پر جو تقریر کی، وہ نہایت فصیح تھی اور وہ باطن مین پرٹینیکس کی موت پر خوش تھا لیکن اس نے رنج والم کا اظہار نہایت خوبی سے کیا۔ اور اس کی یادگار مین اپنی سچائی اور خلوص کا اس طریقہ پر اظہار کیا کہ سادہ لوح جماعت کو اس بات کا پورا یقین ہو گیا کہ سویرس سے بڑھکر تخت حکومت کا اہل اور کوئی دوسرا شخص نہین ہی۔ وہ روم مین تخت نشینی کے بعد صرف ایک ماہ رہا۔ اُس کے بعد یہ خیال کر کے کہ مین رسوم کے بجائے فوجی طاقت کی بدولت، سلطنت پر اپنا حق قائم رکھ سکتا ہون، اپنے حریفون سے مقابلہ کی تیاری مین مصروف ہو گیا۔ اس نے ایک منٹ کے لئے بھی آسانی سے ہاتھ آئے ہوئے تخت پر فخر و ناز نہین کیا۔

سویرس، نائجر اور البینس کے مقابلہ مین فتحیاب ہوتا ہی

اس مین کوئی شک نہین کہ سویرس اچھی قسمت لیکر آیا تھا اور غیر معمولی دل و دماغ کا آدمی تھا۔ اس وجہ سے ایک ممتاز مورخ نے اسکا سیزر اول سے جو اپنے خاندان کا سب سے بڑا ممبر تھا مقابل کیا ہی یہ مقابلہ صحیح نہین ہی سویرس مین حکومت کرنے کی فطری قوت نہ تھی۔ وہ سیزر اول کی طرح، دوسرون کی خطائین، فراخ دلی سے معاف کر سکتا تھا، اور نہ اسکی طبیعت مین وہ ہمہ گیری تھی جسکی بدولت سیزر اول عیش پرستی بھی کرتا تھا کسب علم بھی کرتا تھا اور ملکی فتوحات بھی کرتا تھا۔ وہ دونون ایک طریقہ سے کسی حد تک ایک دوسرے کے مشابہ تھے یعنی تیز رو دونون کے مزاج مین عجلت بہت تھی اور دونون کو ملکی معاملات مین یکسان کامیابی ہوئی تھی۔ چار دن سے کم کے عرصہ مین سویرس نے مشرق کی دولت مند اور مغرب کی جنگجو آبادی کو مطیع کر لیا۔ اس نے اپنے دونون حریفون کو جو مشہور بھی تھے اور حکومت کے اہل بھی تھے، یکے بعد دیگرے نیچا دکھا دیا۔ اور اُن تمام افواج کو جنکے پاس اسلحہ بھی تھے اور جو قاعدہ کی پابند بھی تھین، آسانی سے شکست دیتا رہا حالانکہ ان فوجون مین ہر ایک کی تعداد اسکی فوج سے کسی طرح کم نہ تھی۔ اس زمانہ مین تمام رومی سپہ سالار قلعہ بندی کے فن اور فوجون کو نقل و حرکت دینے کے اصول سے پوری طور پر واقف تھے۔ سویرس کو جو فوقیت دوسرے سپہ سالارون پر حاصل تھی اسکی مثال اس کاریگر کی سی تھی جس کے پاس وہی آلات وغیرہ ہوتے ہین جو دوسرون کے پاس۔ لیکن پھر بھی وہ اپنے آلات کو

تخت نشینی سے ایک شخص کی بھی جان نہ جائے اُس نے اپنے قاصدون کو شہر مین بھیجا اور ان قاصدون نے محافظ سپاہ کو پورا یقین دلا دیا کہ اگر تم لوگ اپنے نااہل بادشاہ اور پرٹینیکس کے قاتلون سے کوئی سروکار نہ رکھو، تو سویرس پرٹینیکس کے قتل کو تم سب لوگون کا متفقہ فعل نہ خیال کریگا۔ بے ایمان محافظ سپاہ نے، جو محض ضد کی وجہ سے جولین کا ساتھ دے رہی تھی، سویرس کے ایسے آسان شرائط دیکھکر فوراً ان کو ماننے کے لئے تیار ہوگئی۔ ادھون نے پرٹینیکس کے قاتلون کو گرفتار کرلیا۔ اور مجلس ملکی پر ظاہر کردیا کہ ہم اب جولین کا ساتھ نہین دے سکتے اس مجلس نے مجسٹریٹ اعلیٰ کے کہنے سے سویرس کو بغیر اختلاف رائے کے بادشاہ تسلیم کرلیا۔ ایک قانون پاس ہوا کہ پرٹینیکس کے ساتھ ادب و احترام برتا جائے اور بدقسمت جولین کو تخت سے اتار کر موت کی سزا دی جائے۔ جولین کو آفت و مصائب کے زمانہ مین زرکثیر صرف کرکے صرف

جولین تخت سے اتار کر مجلس ملکی کے حکم سے قتل کیا جاتا ہے

دو ماہ چھ دن حکومت کرنا نصیب ہوئی اور وہ محل کے غسلخانہ مین ایک معمولی مجرم کی مثل قتل کردیا گیا۔ سویرس کی اس حیرت انگیز کارروائی پر مشکل سے یقین آتا ہے۔ کیونکہ اس نے اتنے قلیل عرصہ مین کئی فوجین دریائے ڈینیوب کے کنارے سے اٹھائین اور ان کو دریائے ٹائبر کے کنارے پر لے گیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملک مین زراعت اور تجارت کی بدولت ہر قسم کی ضروریات بکثرت موجود تھین، سڑکین عمدہ تھین، فوجون کا انتظام معقول تھا اور تمام صوبون مین امن وامان تھا۔

محافظ سپاہ کی ذلت

سویرس نے سب سے پہلے دو باتون کا خیال کیا۔ پہلا اُسکے طرز عمل اور دوسرا انصاف کی کے متعلق تھا یا بالفاظ دیگر یہ کہ پرٹینیکس کی موت کا انتقام کیونکر لیا جائے اور اسکی یادگار کیونکر قائم رکھی جائے۔ اس سے پہلے کہ نیا تاجدار روم مین داخل ہو، اس نے محافظ سپاہ کو حکم دیا کہ تم لوگ غیر مسلح ہو کر ایک بلند میدان مین میرے استقبال کو کھڑے ہو مگر تمہارا لباس وہی ہونا چاہیے جسکو پہنکر تم بادشاہون کے حضور، حاضر ہوتے تھے۔ محافظ سپاہ نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بجا طور پر خوفزدہ تھے اسکے بعد الیرین فوج کے ایک منتخب حصہ نے جسکے ہاتھون مین برچھیان تھین، اور برچھیون کا رخ محافظ سپاہ کی جانب تھا، انکو چارون طرف سے گھیر لیا۔ راہ فرار مسدود تھی اور مقابلہ بے سود، اس لئے خاموشی سے یہ لوگ اپنی قسمت کا فیصلہ سننے کے لئے انتظار کرنے لگے۔ سویرس، مسند عدالت پر جلوہ افروز ہوا، اُس نے محافظ سپاہ کو بزدلی اور نامردی کا الزام دیا اور اسکو اس اعتبار کی جگہ سے جس کے وہ نااہل ثابت ہوچکے تھے، برطرف کردیا۔ اُنکے زیورات اُن سے چھین لئے گئے اور اونکو حکم دیا گیا کہ تم کو دار السلطنت کے سو میل اس طرف آنے کی اجازت نہین اگر تم اس حکم کی خلاف ورزی کروگے تو اس صورت مین تمکو موت کی سزا دی جائیگی اس وقت مین الیرین فوج کے ایک دوسرے حصہ کو حکم ملا کہ تم جاکر محافظ سپاہ کے ہتھیارون وغیرہ پر قبضہ کرلو، انکے کیمپ مین داخل

اور محل شاہی کے ارد گرد ہر طرف فصیلیں تیار کرائیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جب امید اور مدد دونوں کا خاتمہ ہوجائیگا تو مورچہ بندیاں کامیاب سپہ سالار سے اسے محفوظ رکھیں گی۔ محافظ سپاہ نے خوف و شرم کی وجہ سے اس کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ لیکن محافظ سپاہ کی حالت یہ تھی کہ وہ پیتھین سپاہ اور اسکے کامیاب فاتح کا نام سنکر جو ڈینیوب کے قرب و جوار کے وحشیوں کو شکست دینے کا عادی تھا کانپنے لگتی تھی۔ اُنھوں نے نہایت افسوس سے غسلخانوں اور تھیٹروں کی عیش و آرام کی زندگی کو خیر باد کہا اور اُن ہتھیاروں کو پھر بدن پر سجایا جنکا استعمال وہ بھول گئے تھے اور جنکے بوجھ کے وہ متحمل نہ رہے تھے۔ ان ہاتھیوں پر جنکو لڑائی کی مشق نہیں رہی تھی۔ رومیوں کو بہت بھروسہ تھا اور سمجھتے تھے کہ انکو دیکھکر شمالی حملہ آوروں میں کھلبلی پڑجائے گی۔ لیکن جب معرکہ پڑا تو ہاتھیوں نے اپنے ہی سواروں کو گرا دیا۔ وہ بحری سپاہی جو میسینم کے بیڑے سے لئے گئے تھے عجیب نقل و حرکت کرتے تھے۔ تو انکو دیکھکر تمام لوگ ہنستے تھے اور مجلس ملکی کے ممبر جولین کی کمزوری اور مصیبت کو دیکھکر باطن میں خوب خوش ہوتے تھے۔

اسکا تذبذب طریق عمل

جولین جو بات بھی کرتا۔ اس سے اس کے خوف کا اندازہ دوسروں کو ضرور ہوجاتا۔ پہلے اس بات پر زور دیا کہ مجلس ملکی سیویرس کو ملک و ملت کا دشمن قرار دے۔ پھر اُسنے یہ تجویز پیش کی کہ پینونین سپہ سالار کو ملکی حکومت میں شریک کر لیا جائے۔ اس نے شاہی قاصدوں کو جو دار الہام کی حیثیت سے کام کر چکے تھے، اپنے رقیب کے پاس روانہ کیا کہ وہ شرائط طے کریں۔ اس کے بعد اس نے ذاتی طور پر بعض بدمعاشوں کو مقرر کیا کہ تم سیویرس کو قتل کردو۔ اس نے اس کا انتظام کیا کہ پاکدامن کنواریاں اور دوسرے تمام پادری لمبے لباس پہنکر، ہاتھوں میں رومن مذہب کے مقدس نشانوں کو لیکر پینونین افواج کا مقابلہ کرنے جائیں۔ اس زمانے میں اس نے بعض فضول رسمیں ادا کیں اور ناجائز قربانیاں کرکے یہ چاہا کہ کسی طرح دیوتاؤں کو راضی کرے۔

محافظ سپاہ جولین کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے

سیویرس نہ تو جولین کی فوجوں سے ڈرتا تھا اور نہ اسکے جادو اور اسی قسم کی دوسری باتوں سے لیکن خفیہ سازشوں کے مقابلہ میں اس نے اپنی بڑی حفاظت کی۔ اسکے لئے وہ اپنے چھ سو منتخب و نامدار سپاہی اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ یہ سپاہی ایک منٹ کے لئے بھی اس سے جدا نہ ہوتے تھے اور ہر وقت زرہ بکتر پہنے رہتے تھے۔ سیویرس استقلال سے تیزی کے ساتھ قدم کی طرف چلا۔ وہ آسانی سے اپنائن پہاڑوں کی قطاروں سے گذر گیا۔ اس نے ان سب قاصدوں اور سپاہیوں کو جو اسکی رفتار روکنے کو بھیجے گئے تھے اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ اور تھوڑے عرصہ کے لئے انٹر امنا پر جو روم سے ستر میل کے فاصلہ پر ہے ٹھہر گیا۔ اس کی فتح یقینی تھی۔ لیکن اس خیال سے کہ کہیں محافظ سپاہ ناامیدی کی حالت میں مقابلہ کرکے سیکڑوں ہزاروں کا خون نہ گرا دے اس نے ٹھہرنا مناسب خیال کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ میری

تخت شاہی کے اس نئے امیدوار نے اپنے گرد و پیش کے حالات کو خوب سمجھ کر ان سے فائدہ اُٹھایا۔ اسکی صوبہ کی حد جولین آلپس تک تھی جس کے ذریعہ وہ آسانی سے اٹلی مین داخل ہو سکتا تھا۔ اسکو آگسٹس کا وہ قول یاد تھا کہ ہر پینونین فوج ایک ہفتہ مین روم کے سامنے پہونچ سکتی ہے اس موقع پر جتنی تیزی اور پھرتی کی ضرورت تھی، ....

اٹلی مین داخل ہونا

اسی تیزی سے پرٹینکس کے قتل کا انتقام لے سکتا تھا، جولین کو سزا دے سکتا تھا، اور جائز بادشاہ بنکر مجلس ملکی اور عوام کی وفاداری حاصل کر سکتا تھا۔ اور جبتک اُسکے مدمقابل لوگون کو اطلاع ہوتی وہ اپنا کام کر چکتا کیونکہ دوسرے دعویداران تخت و تاج اٹلی سے بہت دور دراز کے مقامات پر تھے اور اُنکے اٹلی تک پہونچنے مین بہت عرصہ لگتا۔ اور اس عرصہ مین وہ اپنے مقصد مین کامیاب ہو کر تخت نشین ہو جاتا اُس زمانہ مین نہ وہ چین سے سویا اور نہ اُس نے پیٹ بھر کھانا کھایا اسکی مصروفیت کی یہ حالت تھی کہ وہ ہر وقت پیدل زرہ بکتر پہنے ہوئے اپنی سپاہ کے ساتھ ساتھ رہتا تھا۔ اس طرح اُس نے فوج مین پورا اعتماد پیدا کر لیا۔ اور تمام سپاہ اُس پر جان دینے کے لئے تیار ہو گئی۔ اُس نے سپاہ سے بڑی محنت لی اور انمین ایک خاص جوش پیدا کر دیا، کیونکہ وہ ذلیل سے ذلیل سپاہی کی مدد کرنے سے بھی دریغ نہ کرتا تھا۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ وہ سمجھتا تھا کہ اگر مین اپنے مقصد مین کامیاب ہو گیا تو کتنا بڑا درجہ مجھکو ملےگا!

روم کی طرف پیشقدمی کرنا

بدقسمت جولین سمجھتا تھا کہ مین آسانی سے سیریا کے صوبہ دار کو شکست دیدونگا لیکن ناقابل تسخیر پینونین افواج اس سرعت سے آگے بڑھین کہ اس کے بنائے کچھ نہ بنا۔ بس سرعت سے قاصد آتے جاتے تھے اس سے وہ اور خوفزدہ ہوا۔ اسکو کئی بار یہ اطلاع ملی کہ سیویرس آلپس کو پار کر چکا ہے اور اٹلی کے تمام شہرون نے اسکی پیش قدمی کو اس لئے نہین روکا کہ وہ یا تو اس کا مقابلہ نہ کرنا چاہتے تھے اور یا مقابلہ کرنا بے سود سمجھتے تھے اس صورت مین اُنھون نے سیویرس کے آنے پر اظہار مسرت کیا۔ اسکو یہ بھی خبر ملی کہ بغیر کسی مقابلے کے ریونا کا ضروری مقام اور ایڈریاٹک کا جہازی بیڑہ فاتح کے ہاتھ مین پہونچ گیا ہے اس وقت سیویرس اور روم کے درمیان صرف ڈھائی سو میل کا فاصلہ تھا اور ہر لمحہ جو گذرتا تھا وہ جولین کی زندگی اور اُس کے زمانہ سلطنت کو کم کر رہا تھا۔

جولین کی مصیبت

اب جولین نے کوشش کی کہ اس آنے والی مصیبت سے مین بچ جاؤن یا کم از کم مصیبت جتنی دیر مین آئے اتنا ہی اچھا ہے۔ اُس نے لالچی محافظ سپاہ سے مدد کی درخواست کی، شہر مین مقابلہ کا انتظام کیا جس کا کوئی نتیجہ نہوا اس نے چارون طرف حفاظت کا سامان کیا

پینونیا اور ڈلمیشیا

پینونیا اور ڈلمیشیا کا ملک دریائے ڈینوب اور سینڈ یاک کے درمیان واقع تھا۔ رومیوں نے اپنی آخری فتوحات میں اسی حصہ ملک پر قبضہ کیا۔ اپنے قومی وجود کو بچانے کے لئے ایک زمانہ میں وہ اکثر جنگی دشمنوں کا مقابلہ کرنے میدان جنگ میں اترے تھے۔ اور آگسٹس کو ضعیفی میں متردد کر دیا تھا۔ ان لوگوں نے بھی جنگ میں اسی ہوشیاری سے کام کیا تھا جیسا ماربس نے کیا تھا جو سلطنت روم کا سپہ سالار تھا۔ لیکن آخر میں بیسر ٹیبیریس کو روم کے ہتھیاروں اور استقلال کے آگے ہار ماننا پڑی۔ ابھی انکے مفتوح ہونے کو بہت تھوڑی مدت گذری تھی۔ وہ اپنے قدیم ہمسایوں کے قریب رہتے تھے اور آزاد قبیلوں کے ساتھ ملتے جلتے رہتے تھے، وہ اس آب و ہوا میں بسر کرتے تھے جس کی نسبت یہ کہا جاتا تھا کہ وہاں کے باشندوں کا جسم ڈیل ڈول تو مضبوط بڑا اور طاقت ور ہوتا ہے لیکن سمجھ اور عقل ان سے کوسوں دور ہیں۔ ان وجوہات سے انکی جو خصوصیات قومی تھیں وہ ان میں قائم رہیں بنرم مزاج رومی گورنروں کے زیر حکومت رہنے کے باوجود ان لوگوں کی فطرتی وحشت اور سختی کا اظہار ہوتا رہتا تھا۔ جو فوج دریائے ڈینوب کے کنارہ پر رہتی تھی اس میں ہمیشہ انھیں لوگوں میں سے نئے سپاہی بھرتی کئے جاتے تھے اور چونکہ اس سپاہ کو ہمیشہ جرمنوں اور سیتھیس کے خلاف جنگ کرنا پڑتی تھی اس وجہ سے انکو جنگ کا بہت تجربہ ہو گیا تھا سلطنت کے دوسرے مقامات پر جو سپاہ رہتی تھی اُسنے ہمیشہ اس سپاہ کو برتری دیا کی تھی۔ اور یہ بالکل انصاف کی بات تھی۔

سپٹیمس سویرس

پینونیا والی فوج کا سردار اس وقت سپٹیمس سویرس مقرر تھا۔ یہ شخص فریقہ کا رہنے والا تھا اور اپنے اصل مقصد کو ہمیشہ پیش نظر رکھتا تھا اور اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں عیش و عشرت میں پڑ کر اور خطرات سے ڈر کر اور ہمدردی کے اصول پر عمل کر کے رخنہ ڈالنا چاہتا تھا۔ جب شروع شروع میں اسکو پرٹنیکس کے قتل ہونے کی خبر ملی تو اس نے اپنی سپاہ کو جمع کیا اور اپنی طرف سے رنگ آمیزی کر کے محافظ سپاہ کے ظلموں، گستاخیوں، اور وحشیانہ افعال کو انکے سامنے بیان کیا اور اپنے سپاہیوں کو انتقام لینے پر آمادہ کر دیا۔ اسکی فوج لڑائی کے لئے بالکل تیار تھی اُس نے ہر سپاہی کو بشرط فتح ۴ سو پونڈ دینے کا وعدہ کیا یہ رقم اس رقم کی قریب دو چند تھی جو جولین نے محافظ سپاہ کے سپاہیوں کو رشوت میں دیکر سلطنت مول لی تھی۔ جب تمام سپاہ جمع ہو گئی۔ تو انہوں نے سویرس کو آگسٹس پرٹنیکس اور شہنشاہ کے خطابوں سے مخاطب کیا اور اس طریقہ

پینونیا کے سپاہی اسکو شہنشاہ بناتے ہیں

سے اُسے وہ درجہ نصیب ہو گیا جس کی اس میں اہلیت بھی تھی اور وہ جس کے متعلق خیال رہتا تھا اور خواب دیکھا کرتا تھا۔ اسکو ہم یا تو اسکی ضعیف الاعتقادی اور یا اس کے عمدہ طرز حکومت کا نتیجہ کہہ سکتے ہیں۔

بہت ممتاز تھی، البینس نے کموڈس کی دھمکیون کی کوئی پرواہ نہ کی پرٹینکس کے زمانے مین وہ ایک حد تک خودمختار رہا۔ لیکن جب جولین نے تخت سلطنت پر قبضہ کیا تو اُس نے اپنی خودمختاری کا صاف صاف اعلان کردیا۔ دارالسلطنت روم مین جو جھگڑے وفساد برپا ہوئے انکی وجہ سے وہ اپنے خیالات یا جذبۂ وطن پرستی مین اور زیادہ مستحکم ہوگیا۔ وہ اپنے معاملات کو نہایت صاف ستھرا رکھنا چاہتا تھا اور اس لئے اُس نے اگسٹس اور شاہنشاہ کے معزز خطابون کو حاصل کرنا مناسب نہین سمجھا۔ اور اس موقع پر گالبا کی تقلید کی جس نے بھی ایسے ہی ایک زمانے مین اپنے تئین، مجلس ملکی اور عوام کا طرفدار قرار دیا تھا۔

سیریا کا پسینیس نائجر

پسینیس نائجر، ایک نہایت معمولی خاندان سے تھا لیکن اُس نے صرف اپنی ذاتی قابلیت کے سبب سیریا کی گورنری تک ترقی کی تھی۔ اور اس طرح وہ اس نفع بخش اور بڑا اختیارات کے عہدہ تک جا پہونچا جہان سے سلطنت پر قبضہ کرنا آسان تھا لیکن تجربہ سے یہ معلوم ہوا کہ وہ تاجداری سے زیادہ اسی عہدہ کے لئے موزون تھا وہ سیوآرس کے برابر کا حریف تھا۔ ممکن تھا کہ وہ سیوارس کے لئے ایک عمدہ ماتحت ثابت ہوتا کیونکہ سیوآرس نے بعد مین انتہا درجہ کی قابلیت کا اظہار کیا اور مغلوب دشمن کے طرز حکومت مین سے کئی باتون کو بدستور قائم رکھا۔ اسکی حکومت مین سپاہی، نائجر کی بہت عزت کرتے تھے اور اسکے صوبہ دار اسکی حکومت سے خوش تھے، چونکہ وہ پابندی سے کام لیتا تھا اس وجہ سے سپاہیون مین بہادری اور متانت کے خیالات باقی تھے۔ لیکن نفس پرست باشندگان سیریا اسکی حکومت کی معمولی پابندیون سے ناخوش تھے وہ اسکی عادتون کو ناپسند کرتے، اور جس خوشی سے وہ اُنکے جشنون مین شریک ہوتا اس سے بھی وہ ناراض رہتے تھے۔ جب انطاکیہ مین پرٹینکس کے وحشیانہ طریقہ پر قتل ہوجانے کی خبر پہونچی تو تمام ایشیا کی یہ خواہش ہوئی کہ وہ شاہنشاہی قبول کرکے، مقتول تاجدار کا انتقام لے۔ مشرقی افواج نے اس کا ساتھ دیا، اتھوپیا سے لیکر ہیڈریاٹک تک کے زرخیز اور امن پسند صوبون نے خوشی سے اُسکے آگے سرتسلیم خم کردیا۔ اور ان حاکمون نے جو دریائے فرات اور دجلہ کے اُس پار، حکومت کرتے تھے، اسکے انتخاب ہونے پر مبارکباد بھیجی اور اپنی امداد اور اطاعت کا اسکو یقین دلایا۔ لیکن نائجر اس فوری اعزاز کے حصول کا اہل نہ تھا وہ اس بات پر فخر کرنے لگا کہ میری تخت نشینی سے ملک مین فساد نہ ہوگا اور میرے مقابل کوئی دوسرا شخص تخت کا دعوا نہین ہوسکتا۔ وہ انھین خیالات مین رہا لیکن فتوحات حاصل کرنے کی کوئی تدبیر نہین کی اس نے مغرب کی اُس سپاہ سے خط وکتابت نہین کی۔ جس کی مخالفت سے اسکی امیدین بے کار ہوسکتی تھین یا کم از کم جس کی مخالفت سے اس کا ایک برابر کا حریف پیدا ہوسکتا تھا۔ اور نہ اُس نے اٹلی اور روم کی طرف قدم بڑھایا جہان اُس کی موجودگی کا لوگ بے چینی سے انتظار کررہے تھے۔ ان باتون کے بجائے، نائجر، انطاکیہ مین عیش وعشرت مین وقت گذارتا رہا۔ حالانکہ اس قیمتی وقت کو جفاکش سیویرس نے مفید باتون مین صرف کیا۔

دونون فوجون مین کافی فرق تھا تاہم وہ سب تجربہ کار اور قابل اعتماد سپاہی تھے۔

کلوڈیس البینس برسر تخت نشین

کلوڈیس البینس جو برطانیہ کا صوبہ دار تھا شرافت نسبی مین اپنے دوسرے دونون
حریفون پر سبقت رکھتا تھا۔ اس کا خاندان قدیم جمہوری حکومت کے وقت سے
مشہور تھا۔ لیکن اس خاندان کی وہ شاخ جس کا وہ اپنے تئین ثمرہ بتاتا تھا معمولی اور ذلیل حالت مین پہونچ گئی
تھی اور اسکی بود و باش ایک دور و دراز صوبہ مین تھی۔ اس کے اخلاق و عادات کی بابت حکم لگانا بہت دشوار
ہے۔ اس کو لوگ اس بات کا الزام دیتے ہین کہ وہ اپنی فلسفیانہ مستقل مزاجی اور سختی کی آڑ مین بعض نہایت ذلیل
عادتون کو چھپاتا تھا۔ لیکن اس پر یہ الزامات ان مورخین کے ہین جو انتہا درجہ کے حریص اور زر پرست تھے اور
جو سیویرس کی تعریف کرتے، اور اسکے ناکام دشمن کی موت پر خوشیان مناتے تھے۔ اور اس وجہ سے یہ لوگ
بہت زیادہ قابل اعتماد نہیں ہین۔ عمدہ عادتون یا کم از کم اس خیال سے کہ اس مین یہ صفات ہین، مارکس
اینٹونینس کی پسند کرتا تھا اور اس پر بھروسہ رکھتا تھا۔ لیکن چونکہ اسکو مرکس اور اسکا بیٹا کموڈس دونون پسند کرتے
تھے اس وجہ سے اندازہ کیا جا سکتا کہ وہ کس مزاج کا آدمی تھا وہ جیسا موقع دیکھتا تھا ویسا ہی کام کرتا تھا۔ اگر کوئی
ظالم آمر کسی شخص کی سرپرستی کرے تو اسکا یہ مطلب نہین کہ اس شخص مین کوئی مادہ نہین ہوتا۔ ممکن ہے کہ
وہ ایک قابل اور لائق شخص کی، بلا ارادہ ہمت افزائی کرتا ہو۔ یا یہ کہ وہ اُسے اپنے لئے مفید سمجھکر انعام و اکرام
عطا کرے۔ تاریخ سے اس کا پتہ نہین ملتا، بلکہ البینس، کموڈس کے ظلمون کا آلہ تھا یا یہ کہ وہ اس کی عیش پرستی مین
حصہ لیتا تھا۔ وہ سلطنت کے ایک دور دراز کے صوبے مین معزز عہدہ پر مامور تھا۔ اسی عرصہ مین اسکو شاہنشاہ
کا ایک خط ملا جس مین اُسے اطلاع دی گئی تھی کہ چونکہ بعض سرداران فوج ہمارے خلاف سازشین کر رہے ہیں
لہذا تم اپنے وارث تخت ہونے کا اعلان کر دو اور سیزر کا خطاب فوراً اختیار کر لو، برطانیہ کے اس صوبہ دار
نے نہایت عقلمندی سے اس خوفناک رتبہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ اس طرح دوسرے لوگ اس سے
حسد کرنے لگتے اور وہ کموڈس کی تباہی کے چکر مین پڑ جاتا۔ اس نے دوسرے عمدہ اور بہتر طریقون سے فرماں روائی
دولت اپنے ہاتھ مین لے لی یا کم از کم جبکہ اُسے بادشاہ کے مرنے کی پکی خبر نہ ملی تھی، اس نے اپنی فوج کو جمع کیا۔ اور
ایک فصیح و بلیغ تقریر مین ناقابل علاج شخصی حکومت کی برائیون پر افسوس ظاہر کیا۔ اس نے اس مسرت و چین کا
ذکر کیا جو اسکے بزرگون کو جمہوری حکومت کے وقت حاصل تھی۔ اور آخر مین یہ ارادہ ظاہر کیا کہ مین مجلس ملکی اور
عوام کو انکے جائز حقوق دلانا چاہتا ہون۔ برطانیہ مین جو فوج تھی اس نے اس تقریر پر بہت خوشی کا اظہار کیا
اور روم والون نے بھی دبی زبان سے اسکا ارادہ دل پر رجا کیا۔ اپنی چھوٹی سی حکومت کے تحفظ کی بنیاد پر
اور اس فوج کی سرداری کی بدولت جو قواعد کے لئے تو بہت مشہور نہ تھی لیکن تعداد و بہادری مین

محل پر قبضہ کرنا

جو اُس کے لئے تیار کیا گیا تھا جس کی طرف اُس نے کوئی توجہ نہین کی اور کھانے کو اس نے حقارت آمیز نگاہون سے دیکھا اس کے حکم سے ایک شاندار دعوت کا اہتمام کیا گیا، وہ بڑی رات تک جوا کھیلتا اور پائیلیڈیس کا ناچ دیکھتا رہا۔ لیکن دیکھنے والون نے دیکھا کہ جب جاپلوس اپنے اپنے گھر چلے گئے تھے اور وہ تاریکی مین اپنے پریشان خیالات لئے ہوئے تنہا رہ گیا تو رات بھر اسکو نیند نہ آئی شاید وہ اپنے ذہن مین اپنی حماقت پر افسوس کرتا ہو۔ یا پرٹینیکس کی تقدیر پر غور کرتا ہو۔ ممکن ہے کہ وہ اس وقت حکومت کے خطرناک قبضہ کے متعلق غور کر رہا ہو جس کو اُس نے اپنی قابلیت سے نہین بلکہ دولت کے زور سے حاصل کیا تھا۔

رعایا کی برہمی

اسکے لئے خوف زدہ ہونے کے وجوہات بھی تھے۔ تمام دنیا کا حاکم بن بیٹھا تھا۔ لیکن نہ اُس کا کوئی دوست تھا نہ پیرو خود محافظ سپاہ جس نے اسکو تخت پر بٹھایا تھا اپنے اس فعل سے شرمندہ تھی۔ کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو جولین کے تخت پر بیٹھنے کو حکومت کی سب سے بڑی توہین نہ خیال کرتا ہو۔ اُمرا نے جن کے لئے اپنے بلند مرتبہ اور اپنے مال و دولت کی وجہ سے یہ ضروری تھا کہ وہ نہایت ہوشیاری سے کام کرتے، اپنے اصلی جذبات کو پوشیدہ رکھا اور بادشاہ کے مصنوعی خلق و مدارات کے مقابلے مین اس سے نرمی سے پیش آئے اور بظاہر بہت تندہی سے اپنے فرض کو انجام دیتے رہے۔ لیکن عام رعایا اپنی تعداد اور معمولی حالت کی وجہ سے اپنے خیالات کا عام طور پر اظہار کرتی تھی۔ سڑکون پر اور ہر مقام پر ناراضی اور بے اطمینانی کی آوازین بلند ہوتی تھین۔ غصہ سے بھرا ہوا ایک مجمع جولین کے پاس پہونچا۔ بادشاہ کی فراخ دلی اور فیاضی سے فائدہ اُٹھانے سے انکار کر دیا۔ اور چونکہ انکو خود اپنی کمزوری کا احساس تھا۔ اس لئے انھون نے سرحدی افواج سے درخواست کی کہ تم سلطنت کے منتشر شیرازہ کو پھر درست کر دو۔

برطانیہ، سیریا، اور پینونیا کی فوجین جولین کی خلاف ہو جاتی ہین

عوام کی ناراضگی کا رخ بجائے مرکز کے، سلطنت کی سرحدون کی طرف بدل گیا۔ برطانیہ سیریا اور الیریکم کی فوجون کو پرٹینیکس کی موت پر بعید رنج ہوا کیونکہ وہ اس کی ماتحتی مین یا کم از کم اس کی ہمراہی مین سیکڑون مرتبہ لڑ کر فتوحات حاصل کر چکی تھین۔ اُنھون نے اس خبر کو کہ محافظ فوج نے علانیہ طور پر تخت شاہی کو نیلام کیا ہے، تعجب، نفرت، اور رشک سے سنا اور سختی سے نئے تاجدار کی فرمانبرداری کرنے سے انکار کر دیا۔ انکا متحدہ طور پر اور یکبارگی، بلوہ کر دینا جولین کے لئے خطرناک ثابت ہوا۔ اور ملک مین امن و امان بھی قایم نہ رہ سکا۔ وجہ یہ تھی کہ ان افواج کے سردارون، کلوڈیس البینس لسینیس نائجر اور سپٹیمیس سیورس کو اپنی کامیابی کی ہوس تھی اُن کا مقصد اول پرٹینیکس کا بدلہ لینا نہ تھا۔ مقابل افواج قریب قریب ایک دوسرے کے برابر تھین۔ ہر ایک مین تین تین گروہ تھے ان کے علاوہ مددگارون کی جماعتین علیحدہ تھین۔ اور اگرچہ

جولین سلطنت خریدتا ہی

اس طرح سلطنت کو فروخت کرنے اور فوجی طاقت کے اس بے جا اظہار سے روم مین ایک سرے سے لیکر دوسرے تک رنج و افسوس، شرم، اور نفرت کے علامات ظاہر ہوگئے۔ آخر کار یہ خبر ڈیڈیس جولیاس کو پہونچی جو ایک مجلس ملکی کا مالدار ممبر تھا اور جو ملکی مصائب سے بے پروا، اطمینان سے بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ اسکی بیوی بیٹی، اسکے آزاد شدہ غلامون اور اسکے نمک خوردون نے اُسے اس بات کا یقین دلا دیا کہ آپ اس جگہ کے لئے بالکل موزون ہین۔ اور یہ کسی طرح اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔ یہ معزز بڈھا جلدی سے کیمپ مین پہونچا۔ یہان شلپی شیانس پہلے ہی سے موجود تھا اور معاملے کر رہا تھا۔ جولیانس نے وہان پہونچکر فصیل کے نیچے ہی سے اس سے زیادہ رقم پیش کرنا شروع کی۔ یہ قابل نفرت معاملہ قاصدون کے ذریعہ سے طے ہوا۔ جو تخت کے دعویدارون کے پاس آتے جاتے رہے اور جو رقم ایک شخص پیش کرتا تھا اسکی اطلاع جا کر وہ دوسرے کو کر دیتے تھے۔ شلپی شیانس نے پہلے ہی سے پانچ ہزار ڈرکما کی رقم یعنی قریب قریب ۲۰۰ پونڈ ہر سپاہی کو دینے کا وعدہ کر دیا تھا، لیکن جولین جو کسی نہ کسی طریقے سے تخت حاصل کرنا چاہتا تھا یہ کہہ دیا کہ مین ۶ ہزار دو سو پچاس ڈرکما دو سو پونڈ سے زائد ہر شخص کو دونگا۔ اس کیمپ کا پھاٹک کھول دیا گیا۔ اسکے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ اور تمام سپاہ نے وفاداری کی قسم کھائی۔ سپاہیون مین ابھی اتنی انسانیت باقی تھی کہ انھون نے نئے تاجدار سے کہا کہ اپنے مقابل شلپی شیانس کے معاملہ کو بھول جائیے اور اسکی خطا سے درگذر کیجیے۔

جولین کو مجلس ملکی بھی بادشاہ تسلیم کرتی ہی

اب محافظ سپاہ کے لئے ضروری ہوا کہ جن شرائط پر انھون نے تخت سلطنت فروخت کیا ہے ان کو پورا کرین اس نئے تاجدار کو جس کے وہ ملازم تھے اور جسکو وہ دل سے نفرت کرتے تھے، انھون نے اپنے حلقہ مین لے لیا اور چارون طرف سے اُسے اپنے نیزون سے محفوظ کر کے شہر کی ویران گلیون مین سے ہوتے ہوئے چلے۔ مجلس ملکی کو حاضر ہونے کا حکم دیا گیا۔ ان لوگون کے لئے جو پرٹینکس کے خاص دوست رہ چکے تھے یا جنکو جولین سے دشمنی تھی، لازمی بات قرار پائی کہ وہ اس بات کا اظہار کرین معمولی سے زیادہ اس انقلاب سے خوش ہین۔ جب مجلس ملکی کے ایوان مین سپاہی جمع ہوئے، تو جولین نے اپنے انتخاب کے حالات کو تفصیل سے بیان کیا۔ اپنی خوبیان گنائین اور ظاہر کیا کہ مجلس ملکی کی وفاداری پر پورا بھروسہ ہے۔ اس فرمانبردار جماعت نے اپنی اور عوام کی خوش قسمتی پر مبارکباد دی اور وفاداری کا اطمینان دلایا اور شاہی اختیارات سب کے سب اس کے ہاتھ مین دے دیئے۔ مجلس ملکی کے ایوان سے نکل کر جولین فوجی سپاہیون کے ساتھ محل شاہی کی طرف چلا کہ اس پر قبضہ کرے۔ وہان پہونچکر پہلی چیزین جو اس کی نظر سے گذرین وہ پرٹینکس کا ایک بکس اور اسکا معمولی کھانا تھا

اُنکے مطالبات جو بظاہر جائز معلوم ہوتے ہین

محافظ سپاہ کے نمایندے اس بات پر بحث کرنے اور اسکو دلائل سے ثابت کرنے کے لئے تیار رہتے تھے کہ جو اختیارات ہمکو حاصل ہین بالکل جائز ہین اور جب کسی نئے تاجدار کا انتخاب ہو تو نظام حکومت کے اصولون کے مطابق ہماری رائے اور پسندیدگی کا حاصل کرنا نہایت ضروری ہی۔ حکام اعلیٰ، سپاہ سالارون اور مجسٹریٹون کا انتخاب، مجلس ملکی نے اپنے ہاتھ مین لے لیا حالانکہ فی الواقع ان لوگون کے انتخاب کا حق عوام کو تھا۔

لیکن رومی قوم کا وجود کہان تھا؟ وہ غلام اور پردیسی جو روم کے ہر گلی کوچے مین دکھائی دیتے تھے ہرگز رومی قوم نہین کہے جا سکتے تھے۔ یہ لوگ غلامی کے عادی تھے نہ اُن کے پاس دولت تھی اور نہ اُن مین ہمت و جوش ہی باقی رہ گیا تھا۔ ملک کی حفاظت کرنے والے، اٹلی کے نوجوانون مین کچھ لوگ منتخب ہوئے تھے اور اُنکو فوجی اور اخلاقی تعلیم ملتی تھی۔ اور یہی لوگ ملک کے اصلی نمایندے تھے۔ انکو حق تھا کہ جمہور کے سب سے بڑے فوجی سردار اور تاجدار کا انتخاب کرین۔ یہ باتین بالکل غلط تھین لیکن جب محافظ سپاہ نے اونکو تسلیم کر لیا اور اُنکی حمایت کرنے لگی تو کسی سے اُن کا جواب نہین بن پڑا۔

ان لوگون کا حکومت کو نیلام کرنا

محافظ سپاہ نے پرٹینکس کو قتل کر کے حکومت کی عظمت کو خاک مین ملا دیا۔ اس کے بعد انھون نے جو باتین کین اُس سے حکومت کی تحقیر کی۔ ان کے کیمپ مین اسوقت کوئی راہنما نہ تھا۔ کیونکہ لیٹس تک نے جسنے اُنکو بغاوت پر آمادہ کیا تھا۔ عوام کی ہدف ملامت بننے سے انکار کیا۔ کیونکہ اس فوج کے راہنما بننے کے معنی ہی یہ تھے کہ عوام اُس شخص سے نفرت کرین گے اس بدنظمی کے زمانے مین شروع سے سلپی سیانس جو پرٹینکس کا خسر بھی تھا، کیمپ مین جا کر لوگون کو سمجھانے بجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ کچھ سپاہی پرٹینکس کے سر کو نیزہ پر بلند کئے ہوئے لا رہے ہین۔ تو وہ خاموش ہو رہا۔ تاریخ نے ہمارے سامنے اس بات کی ہزارون مثالین پیش کی ہین کہ لوگ اپنی خواہش پیدا کرنے کے لئے ہر اصول اور ہر جذبہ کو قربان کر دیتے ہین لیکن اس کا ذرا مشکل ہی سے یقین ہوتا ہو کہ ایسے خوفناک موقع پر جب اُس کا فرشتہ صفت داماد مارا جا چکا تھا اور تخت سلطنت اُس کے خون سے آلودہ ہو رہا تھا سلپی سیانس کو یہ ہوس ہوئی ہوگی کہ مین تخت کا دعویدار بن بیٹھون۔ اس ضرورت سے اب اُس نے صرف اس دلیل کا استعمال اور شاہی سلطنت کا ذکر کرنا شروع کیا جو مفید ثابت ہو سکتی تھی۔ لیکن محافظ سپاہ مین جو لوگ زیادہ سمجھدار تھے اُنھون نے اس خیال سے کہ لین دین کے طریقہ پر معاملہ طے کر لینے سے شاید کم رقم ہاتھ آئے، باہر فصیل پر جا کر اس کا اعلان کر دیا کہ ہم سلطنت اُس شخص کے حوالہ کرینگے جو ہم کو سب سے زیادہ رقم دیگا۔

کرتی رہتی تھی، اور بغاوت سے ملک کو محفوظ رکھتی تھی۔ آگسٹس نے اس سپاہ کے ہر شخص کی تنخواہ دگنی کردی اور خاص رعائتیں اُنکے ساتھ کین لیکن اس خیال سے کہ اُنکو دیکھکر رومی رعایا بھڑک نہ اُٹھے، صرف تین پلٹنیں اُس نے دار الحکومت مین ٹھہرائین۔ بقیہ سپاہ، اٹلی کے دوسرے شہرون مین تقسیم کردی گئی لیکن جب پچاس برس امن و اطمینان سے گذر گئے تو ٹائبیریس نے اس محکمہ کو خوب مضبوط و مستحکم بنادیا اُسنے بظاہر اس خیال سے کہ مین اٹلی کے شہرون کو فوجی قیام گاہون کی وجہ سے زیر بار نہین

اس سپاہ کا قیام گاہ

کرنا چاہتا ہون اور فوج کو پابندی اور قواعد کی سخت تعلیم دینا چاہتا ہون اس لئے پوری فوج کو روم کے قریب رکھون گا اور مستقل قیام گاہ مین وہ رہین گے یہ فوجی قیام گاہ جو روم کے قریب بنایا گیا تھا نہایت محفوظ تھا اور بلند مقام پر واقع تھا۔

اسکی طاقت اور خود اعتمادی

اکثر تاجدارون کو ایسے زبردست ملازمین کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن یہی لوگ کبھی کبھی شخصی حکومت کے لئے مضر بھی ثابت ہوتے ہین۔ شاہنشاہون نے اس فوج کے سپاہیون کو محلات اور مجلس ملکی سے روشناس کرکے اونکو اس بات کا موقع دیا کہ وہ اپنی طاقت اور ملکی حکومت کی کمزوریون کو سمجھنے لگین اس کے علاوہ اونکو اس بات کا بھی موقع ملا کہ وہ اپنے تاجدارون کی برائیون کو دیکھکر انسے متنفر ہوجائین۔ حالانکہ ایسے مقامات پر جہان اصل طاقت مفقود ہوتی ہو اور طاقت کا اظہار مقصود ہوتا ہو۔ حاکم و محکوم کے درمیان علیحدگی ہی رہنا چاہئے اس طرح محکوم لوگ، اپنے آقاؤن سے ڈرتے اور انکی عزت کرتے رہین گے۔ سپاہی ایک امدار شہر مین رہتے اور تن آسانی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس خیال سے کہ ہماری طاقت ناقابل تسخیر ہو اُن مین غرور کا احساس پیدا ہوگیا تھا ان سے یہ باتین بھی پوشیدہ نہین رہ سکتی تھین کہ بادشاہ کی حفاظت، مجلس ملکی کے اختیارات، خزانۂ شاہی، اور دار الحکومت کی حفاظت سب کچھ ہم پر منحصر ہے۔ ان خیالات سے محافظ سپاہ کو الگ رکھنے، اور اسکی توجہ دوسری جانب پھیرنے کے لئے نہایت طاقتور، تاجدارون تک . کو ان پر حکومت کرنے کے ساتھ انکی ناز برداری بھی کرنا پڑتی تھی۔ تاجدار اگر ایک طرف سزا دیتے تھے تو دوسری طرف انعامات بھی دیتے تھے۔ ہر بادشاہ ان کو خوش رکھنے، ان کی مسرتون مین حصہ لینے، ان کی لغزشون کو نظر انداز کرنے اور ان کی مشکوک وفاداری کو تحفہ تحائف کے ذریعہ سے حاصل کرنے پر مجبور رہتا۔ کلاڈیوس کے تخت نشین ہونے کے وقت سے ہر نئے بادشاہ کی تخت نشینی کے وقت یہ رقم اُس سے وصول کی جاتی تھی اور اس کا لینا قانوناً جائز خیال کیا جاتا تھا۔

پرٹینکس سکے قاتلون کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہین، طوائف الملوکی اور اپنی تین جریفون سو برس کی فتح اور نئے اصول سلطنت

آبادی اور فوج مین کیا نسبت تھی

ہر بڑی سلطنت مین بہ نسبت معمولی ممالک کے مظالم کی موجودگی کا احساس زیادہ ہوتا ہے بڑے بڑے ماہرین سیاست نے اندازہ لگایا ہے کہ اگر کوئی حکومت اپنی آبادی کے ایک سوین حصہ سے زیادہ کو فوج مین بھرتی کرکے تن آسانی کا سبق دیتی ہے تو سلطنت کا خزانہ جلد خالی ہوجاتا ہے۔ اگر یہ نسبت صحیح ہو تو بھی فوج کا اثر جو باقی سوسائٹی پر پڑیگا وہ اُس طاقت کا نتیجہ ہوگا جو فوج مین موجود ہوگی۔ فوجی نظام اور اتحاد سے اسوقت تک کوئی فائدہ نہین ہوسکتا جبتک تمام سپاہیون مین ایک جسم کے مختلف اعضا کی شان اور ایک خاص روح نہ پیدا ہوجائے۔ تھوڑے سے آدمیون مین اگر یہ بات پیدا بھی ہو جائے تو اس سے کوئی نتیجہ نہین اور بہت آدمیون مین اگر یہ بات پیدا ہو بھی جائے تو اس کا قائم رہنا دشوار ہو سکتی اور نیز بھی دو تین طریقون سے نظام بیکار ہوجاتا ہے اسکی مثال یون سمجھو کہ انسانی طاقت قریب قریب تمام انسانون مین یکسان ہے اور مصنوعی ہتھیار جو ایک کے پاس ہین وہی دوسرے کے پاس بھی ہین اور ہتھیار رکھنا یا کبھی فن حرب مین مہارت پیدا کرنے سے ایک فرد واحد سیکڑون انسانون پر ہرگز ہرگز حکومت نہین کرسکتا۔ ہر ظالم حاکم جو کسی ضلع یا شہر مین حکومت کرتا ہوا بہت جلد اس بات کو محسوس کرنے لگے گا کہ مین اپنے سو مسلح سپاہیون سے دس ہزار کسانون اور شہریون کا مقابلہ نہین کرسکتا لیکن ایک لاکھ سپاہی جو قواعد وغیرہ کے پابند ہون اور مسلح ہون، آسانی سے دس لاکھ آدمیون کو قابو مین رکھ سکتے ہین۔ اس کے علاوہ دس پندرہ ہزار مسلح سپاہی، آسانی سے اُس گروہ کو مرعوب کرسکتے ہین جو کسی دارالحکومت کی سٹرکون پر شورش کی نیت سے جمع ہوئے ہون۔

محافظ سپاہ

محافظ سپاہ کی تعداد جنکی نفس پرستی، سلطنت روم کے تنزل کا پہلا سبب تھی دس یا پندرہ ہزار سے زائد تھی اس محکمہ کو اول اول آگسٹس نے قائم کیا تھا۔ یہ ہوشیار اور اسکار تاجدار پوری طور پر واقف تھا کہ قوانین سلطنت کے رنگ و روپ کے

اُن کا محکمہ

کام آسکتے ہین لیکن سپاہ کی بدولت اپنی حاصل کی ہوئی سلطنت کو مین قبضہ مین رکھ سکتا ہون۔ اس بنا پر آگسٹس نے اس سپاہ کو ترتیب دیا تھا۔ یہ سپاہ ہمیشہ اسکی حفاظت اور مجلس ملکی کو خوفزدہ

اُکی بنا پر سازش کرنا شروع کی۔ اور سازش کی ابتدا اُس وقت ہوئی جب پرٹنکس شہر مین موجود تھا۔ لیکن جب پرٹنکس واپس آیا تو اس نے سختی سے سازش کو فرو کردیا۔ قریب تھا کہ فیلکو اپنے گناہ کی پاداش مین موت کی سزا پائے لیکن پرٹنکس نے مجلس ملکی سے اُس کی جان بخشی کرائی۔ اور کہا کہ مین نہین چاہتا کہ میرے عرصہ حکومت مین مجرم کا بھی خون بہایا جائے۔

محافظ سپاہ کا پرٹنکس کو سنہ ۱۹۳ء مین قتل کرنا

اس قسم کی باتون سے محافظ سپاہ اُس سے بہت ناخوش رہتی تھی۔ ۲۸ مارچ کو جبکہ کموڈس کو مرے صرف ۸۶ دن ہوئے تھے فوج مین ایک عام شورش ہوگئی۔ اس شورش کو یا تو افسران فوج دبا نہ سکتے تھے یا دبانا نہ چاہتے تھے۔ بہرحال دوپہر کے وقت دو تین سو خونخوار سپاہیون کی جماعت ہاتھون مین ہتھیار لئے ہوئے، محل شاہی کی سمت روانہ ہوئی محل کے پھاٹک پر جن سپاہیون کا پہرہ تھا اور دوسرے ملازمین جو کموڈس کے زمانے کے تھے اس سازش مین شریک ہوچکے تھے اور جب یہ باغی سپاہی محل شاہی کے دروازے پر پہونچے تو اندر والون نے دروازہ کھولدیا۔ کیونکہ وہ بھی نیک سیرت بادشاہ سے ناراض تھے۔ پرٹنکس کو جب اسکی خبر ملی تو وہ بجائے اس کے کہ راہ فرار اختیار کرتا یا کہین پوشیدہ ہوجاتا، خود اپنے قاتلون کے پاس چلا آیا۔ اور انکو اپنی بے گناہی اور انکی وفاداری کی قسمون کی یاد دلائی۔ تھوڑی دیر تک تو وہ لوگ خاموش کھڑے رہے اور اپنے اس ظالمانہ قصد اور اپنے تاجدار کی شاندار صورت اور استقلال پر غور کرتے رہے۔ لیکن بعدمین جب انکو معافی ملنے سے ناامید ہوگئی تو انکا جوش تازہ ہوگیا اور ٹانگریس کے ایک باشندہ نے سب سے پہلے اُس پر حملہ کیا۔ اسکے ساتھ ہی اور سب نے بھی اُس پر حملہ کردیا۔ اور وہ جیتی جاگتی تصویر ایک لمحہ مین خاک و خون مین مل گئی۔ اسکے سر کو سپاہیون نے بدن سے جدا کرکے ایک نیزہ پر نصب کیا اور اپنے کیمپ مین فخریہ طور پر لے گئے۔ جن لوگون نے اس منظر کو دیکھا اُنکے افسوس اور نفرت کی کوئی انتہا نہین رہی لوگ ایسے اچھے حکمران کے اس بُرے انجام پر بہت تاسف کرتے تھے اور اسکی عمدہ طرز حکومت کے خاتمہ پر آنسو بہاتے تھے اس زمانے کی یاد سے سوائے اس کے اور کوئی فائدہ نہ تھا کہ آنے والی مصیبتون کا احساس انکو اور زیادہ ہوتا۔

باب پنجم

محافظ سپاہ ڈائڈس جولین کے ہاتھ سلطنت فروخت کرتی ہے برطانیہ مین کلوڈیس البنیس، سیریا مین پیسنیس نائجر، اور پنونیا مین سپٹمس سویرس

سب ادا کردی۔ تجارت کے جو سخت قوانین بنائے گئے تھے ان کو اس نے منسوخ کر دیا اور اٹلی اور دوسرے صوبوں کی جو زمین غیر مزروعہ پڑی تھی اسکو ان لوگوں کے حوالہ کیا جو اسکو بونے جوتنے کا وعدہ کرتے تھے اور انکو پہلے دس برس تک کے لئے محصول سے بھی معافی دیدی۔

اسکی ہر دلعزیزی

ایسے عمدہ برتاؤ سے پرٹینیکس کو شاہنشاہی کا سب سے بڑا انعام ملگیا یعنی تمام رعایا اس کی وفاداری میں ثابت قدم تھی۔ جن لوگوں کو مارکس کا عمدہ برتاؤ یاد تھا، وہ مارکس کے دوسرے ساتھی کو دیکھکر بہت خوش تھے اور اس بات پر پھولے نہ سماتے تھے کہ ہم کو اس عادل بادشاہ کے زیر سایہ مدت تک بسر کرنے کا موقع ملے گا۔ اسکو سلطنت میں اصلاحیں کرنے کا انتہا سے زیادہ شوق تھا اور گو پرٹینیکس کی عمر اور تجربہ سے اسکی توقع نہ تھی تاہم اس شوق کو جلد پورا کرنے میں اس نے اپنے تئیں اور تمام ملک کو بے انتہا نقصان پہونچا دیا، وہ فی الواقع نہایت عمدہ طریقہ پر اصلاحیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے راستے میں ایک ایسی جماعت حائل تھی جس سے آزادی اور حریت کے جذبات فنا ہو چکے تھے اور وہ اس بات کی عادی تھی کہ حکومت کی بدنظمی سے ہی فائدہ اٹھائے یہ جماعت، ظالم تاجداروں کے احسانوں کو قانونی مساوات سے زیادہ پسند کرتی تھی۔

محافظ سپاہ کی بددلی

اس موقع پر جب لوگ اطمینان اور مسرت سے زندگی بسر کر رہے تھے، محافظ سپاہ بالکل غیر مطمئن تھی۔ انھوں نے پرٹینیکس کی حکومت خوشی سے نہ قبول کی تھی۔ وہ پرانے زمانے کی قانونی پابندیوں سے ڈرتے تھے اور پرٹینیکس وہی پابندی رائج کرنا چاہتا تھا۔ محافظ سپاہ کموڈس کے عہد حکومت کی آزادی کو بہت پسند کرتی تھی۔ کیونکہ اس وقت یہ سپاہ جو چاہتی کر سکتی تھی۔ ان لوگوں میں اس غیر اطمینانی کی آگ اندر ہی اندر سلگتی رہی اور جب لیٹس نے جو اس سپاہ کا ایک سردار تھا آگ کو بھڑکانا چاہا تو اس کو معلوم ہوا کہ میری کوشش بالکل بیکار ثابت ہوگی اور یہ کہ بادشاہ کا مزاج کچھ اس قسم کا ہے کہ وہ اپنے فرمانبرداروں کو مال وزر اور انعام دیکر خوش تو رکھنا چاہتا ہے لیکن بعض مخصوص دوستوں کی رائے کا غلام نہیں بننا چاہتا۔ پرٹینیکس کی تخت نشینی کے تیسرے دن، اس سپاہ نے ایک شریف مجلس ملکی کے ممبر کو پکڑ کر اور اپنے کیمپ میں لیجا کر یہ چاہا کہ ہم اسکو بادشاہ بنائیں اور وہاں اسکو [illegible] جو بادشاہی کا نشان تھا حوالے کریں۔ لیکن یہ ممبر بجائے اسکے کہ اس عہدہ کو قبول کر لیتا، ان لوگوں سے خوفزدہ ہو کر وہاں سے چلدیا اور پرٹینیکس کے پاس آکر اس کے قدموں پر گر پڑا اور اس کے پاس پناہ لی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد سوسیس فیلکو نے جو اس سال کے لئے مجسٹریٹ اعلیٰ منتخب ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ایک سازش دبائی گئی

اور جو کم عمر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک قدیم اور خوشحال خاندان سے تھا، رائج

پرٹینیکس کا کام تھا اور اُس نے اس کام کو اچھی لیکن افسوس کے ساتھ انجام دیا۔ پرانے زمانے کے جو قیدی باقی
تھے وہ جلاوطنی سے روم میں واپس بلائے گئے، جو قید تھے، وہ رہا کیے گئے اور اُنکی جو عزت اور دولت پہلے
تھی وہ پھر اسکے اہل قرار پائے۔ کموڈس کا ظلم مظلوموں کو موت کے بعد بھی بھگتنا پڑتا تھا یعنی یہ کہ انکی لاشیں
دفن نہ ہوسکتی تھیں، پرٹینیکس نے اِن لاشوں کو اُنکے بزرگوں کے قبرستانوں میں دفن کرایا۔ انکی یادگاریں قائم
کرنے کی اجازت ہوگئی، اور تباہ شدہ اور ظالم کے ہاتھوں ستائے ہوئے خاندانوں کی ہر طرح سے دلجمعی کرنے
کی کوشش کی گئی، جو طریقے استعمال کئے گئے۔ ان میں سب سے پسندیدہ طریقہ یہ تھا کہ وہ لوگ جو اگلے زمانہ میں لوگوں
کے خلاف الزام لگایا کرتے تھے سزایاب ہوئے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے آقا، اخلاق حسنہ اور ملک کے یکساں دشمن
تھے لیکن اِن ظالموں کو سزا دینے میں بھی پرٹینیکس نے بڑا استقلال دکھایا اُس نے ہمیشہ انصاف سے کام کیا اور
عوام کی خاطر سے اور اُنکے غصہ کو فرو کرنے کے لئے اس نے کوئی کام نہیں کیا۔

اسکے بنائے ہوئے قواعد

حکومت کے اخراجات کی طرف توجہ کرنا اُس کے لئے نہایت ضروری تھا کموڈس
کے زمانہ میں اگرچہ ہر وہ طریقہ اختیار کیا جا چکا تھا جس سے رعایا کی دولت
کھنچ کر خزانہ میں آجائے۔ لیکن اُس کی غارتگری بہ نسبت اسکی فضول خرچی کے اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ اسکی
وفات پر خزانہ میں آٹھ ہزار پونڈ سے زیادہ نہ تھے یہی پرٹینیکس کی کل کائنات تھی اسی سے اسکو حکومت کے تمام
اخراجات پورا کرنا تھے اور وہ رقم بھی ادا کرنا تھی جسکا اُس نے محافظ سپاہ سے وعدہ کیا تھا۔ ان مصیبتوں
پر بھی پرٹینیکس نے اپنی مستقل مزاجی کی بدولت اِن تمام محصولوں کو جس کو کموڈس نے جاری کیا تھا، موقوف کر دیا۔
اُس کے علاوہ اور دیگر ناجائز ذرایع آمدنی کے جو تھے وہ بھی مسدود کر دیئے اس نے مجلس ملکی کے روبرو
اپنی تجویز میں یہ کہا تھا: کہ میں اس مفلس جمہوری حکومت کا بلا روپیہ پیسہ کے انتظام کروں گا۔ لیکن ظلم و ناانصافی
سے روپیہ حاصل نہ کروں گا۔ اُس نے زراعت اور صنعت و حرفت کو دولت جمع کرنے کا ذریعہ قرار دیا تھا۔ اور
انہی ذرایع سے تھوڑے عرصہ میں حکومت کے اخراجات کے لئے کافی روپیہ جمع کر لیا محل کا خرچ
بہ نسبت پہلے کے آدھا رہ گیا عیش پرستی کے تمام سامان کا تصفیہ اُس نے عوام کی رائے پر چھوڑ دیا۔ سونے
چاندی کی پلیٹیں، ایک خاص قسم کی گاڑیاں غیر ضروری ریشمی اور کامدار لباس، لونڈیاں غلام، اُس نے
سب الگ کر دیئے لیکن اُن غلاموں اور لونڈیوں کو رہنے دیا جو آزاد ملک میں پیدا ہوئے تھے اور کمسنی
میں آغوش مادر سے جدا کر دئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ اُس نے کموڈس کے دوستوں کو مجبور کیا کہ وہ اپنی
دولت کا ایک حصہ خزانہ میں جمع کر دیں جو اُنکو بادشاہ نے مرحمت کی تھی، حکومت جن لوگوں کی قرضدار تھی
انکو اس نے مطمئن کر دیا۔ اور ادا کیا انکی بعض اُن ملازمین کو بھی جو مدت سے کام کر رہے تھے اور جنکی تنخواہ باقی تھی

برتاؤ کا مستحق تھا۔

شاہنشاہوں پر مجلس ملکی کے اختیارات

اس بادشاہ کے خلاف جس کے زمانۂ حیات میں مجلس ملکی کا وقت زیادہ تر چاپلوسی اور خوشامد میں گذرتا تھا، اسکے مرنے کے بعد اسکی (اس) سی وحشیانہ برتاؤ کیا گیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ مجلس ملکی میں انتقام لینے کا جذبہ موجود تھا ان باتوں کا قانونی جواز شاہی نظام حکومت کے اصولوں کے مطابق تھا۔ بادشاہ کے افعال کا جائزہ لینے اسکو تخت سے اتار دینے، اور اسکو موت تک کی سزا دینے کا اختیار مجلس ملکی کو حاصل تھا۔ کیونکہ بادشاہ دراصل حکومت جمہوری کا مجسٹریٹ اعلی ہوتا تھا۔ اور چونکہ اس نے اپنے اختیارات کا برا استعمال کیا تھا اسوجہ سے اسکو سزا ملنی واجب تھی۔ لیکن مجلس ملکی کا زور ٹوٹ چکا تھا اسوجہ سے وہ متوفی ظالم تاجدار کی لاش سے اسطرح بدلا لیکر خاموش ہو رہی، حالانکہ تاجدار اس کا مستحق تھا کہ زمانۂ حیات ہی میں اس سے انتقام لیا جاتا لیکن اسوقت فوج اور زبردست اسلحہ اس کی پشت پناہی کر رہے تھے۔

نرٹینکس کے عادات و اخلاق

نرٹینکس نے کموڈس کی برائی کرنے کا ایک بہتر طریقہ نکالا۔ طریقہ یہ تھا کہ جتنی زیادہ برائیاں کموڈس میں موجود تھیں اتنی ہی خوبیاں نرٹینکس کی ذات میں جمع تھیں۔ جس دن وہ تخت سلطنت پر بیٹھا اسی دن اس نے اپنی تمام دولت اپنی بیوی اور لڑکے کے نام وقف کر دی، تاکہ وہ لوگ سلطنت کی بدولت کسی قسم کی رعایت حاصل کرنے کے متمنی نہ ہوں اس سے اپنی بیوی کو آگسٹا کے لقب سے پکار کر اسکے غرور کو نہیں بڑھایا اور نہ اپنے ناتجربہ کار لڑکے کو سیزر کے لقب سے یاد کیا وہ خوب سمجھتا تھا کہ باپ اور بادشاہ کے فرائض میں کیا فرق ہے اور اس وجہ سے اس نے اپنے لڑکے کی تعلیم نہایت سادہ اصولوں پر جاری رکھی جس سے بغیر اس کے کہ وہ تخت کو اپنا حق سمجھنے لگتا وہ اس کا اہل ہو گیا جب نرٹینکس عوام کے سامنے آتا تو وہ بہت سنجیدگی اور نرمی سے برتاؤ کرتا۔ وہ مجلس ملکی کے ان ممبروں کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا، جو خود بھی نیک تھے اور عمدہ عادتیں رکھتے تھے۔ علاوہ اسکے وہ خانگی طریقے پر ہر ممبر کے عادات و اخلاق سے واقف تھا۔ اس کے مزاج میں نہ غرور تھا اور نہ حسد وہ تمام ممبروں کے ساتھ مساوات برتتا اور انکو مثل اپنے ان دوستوں کے خیال کرتا، جن کے ساتھ اس نے ظالم کموڈس کے مظالم سہے تھے اور اب جنکے ہمراہ موجودہ زمانہ کے آرام سے متمتع ہو رہا تھا وہ اکثر ان لوگوں کی دعوتیں کرتا۔ لیکن دعوتیں ہمیشہ سادہ ہوتی تھیں اور جن لوگوں نے کموڈس کی پر تکلف دعوتوں میں شرکت کی تھی وہ ہمیشہ نرٹینکس کی دعوتوں کا مذاق اڑاتے اور اسکے گلے زمانے کو یاد کرکے افسوس کرتے تھے۔

حکومت کی اصلاح کرنا

حکومت کو ظالم کموڈس کے عہد میں جو نقصان پہونچ چکا تھا، اسکی تلافی کرنا،

ہی وفاداری کی قسم کھائی۔ بمسرت وشادمانی کے نعرہ بلند کرتے ہوئے اسکو مجلس انتظامیہ کے ایوان تک لے گئے اور یہ سب اس لئے کیا گیا کہ فوجی قوت کے بعد، ملکی قوت بھی اُسے حاکم تسلیم کر لے۔

مجلس ملکی بھی اسکو بادشاہ مانتی ہے

رات بہت گذر چکی تھی۔ صبح ہوتے ہی روز نوروز میں مجلس ملکی کے ممبروں کو امید تھی کہ وہ ایک ناکارہ رسم میں شرکت کی غرض سے بلائے جائیں گے یہاں لوگوں کی رائے کا پاس ولحاظ نہ کرکے جنھیں خدا بھی اپنی عزت اور شان کا خیال باقی تھا، کموڈس نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ میں یہ رات پہلوانوں کے مرکز میں بسر کرونگا اور وہاں سے مع اپنی جماعت کے جاکر حسب معمول مجلس ملکی کے اختیارات کا استعمال شروع کردونگا لیکن قضا وقدر کے فرشتے کسی اور خیال میں تھے۔ — صبح ہونے سے پہلے ہی مجلس ملکی کے ممبروں کو حکم دیا گیا کہ تم لوگ محافظ سپاہ کے ساتھ ملکر کاکری کے مندر میں جمع ہوکر، ایک نئے شاہنشاہ کا انتخاب کرلو جب تک تو یہ لوگ خاموش بیٹھے رہے کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ ان کو خوف تھا کہ کہیں یہ بھی کموڈس کی کوئی چال نہ ہو لیکن آخرکار جب ان کو یقین دلایا گیا کہ ظالم کا ظلم اسکے آگے آگیا ہے اور وہ درحقیقت مر گیا ہے تب انھوں نے اس نفرت کا اظہار کیا جو انکے دلوں میں چھپی تھی اور اس مسرت کے گیت گائے جو انکو ہوئی تھی۔ پرٹینکس نے نہایت انکساری سے اپنی کم نسبی کا عذر کرکے اپنے سے بعض بہتر ممبران مجلس ملکی کو شاہنشاہی کے لئے پیش کیا لیکن کسی نے بھی اسکی بات نہ مانی اور مجبور کرکے اسکو تخت نشین کردیا۔ اس طرح اسکو شاہی اختیارات مل گئے اور سب نے قسمیں کھائیں کہ ہم ہمیشہ وفادار رہیں گے۔ کموڈس ہمیشہ برائی

اُس کے نام کی بری یادگار

کے ساتھ یاد کیا جاتا تھا۔ اس ظالم پٹہ باز اور عوام کے دشمن کا نام ہر گوشہ میں سنائی دیتا تھا لیکن برائی کے ساتھ اس جوش وخروش کی حالت میں یہ قانون پاس کیا گیا کہ اس کے القاب آداب جو عام گذرگاہوں پر مناروں میں کندہ ہیں مٹادئیے جائیں، اسکے بت گرادئیے جائیں، اور اسکے جسم کو گھسیٹتے ہوئے پہلوانوں کے گھر میں لایا جائے تاکہ عام لوگوں کا کلیجہ ٹھنڈا ہو۔ نہ صرف یہ بلکہ جب بعض نیک دل، اور مہربان مزاج ملازمین نے کموڈس کی لاش کے گاڑدینے کو زیادہ ذلت سے بچانا چاہا۔ تو ان پر بھی لعنت وملامت کی بوچھار ہونے لگی لیکن پرٹینکس نے کسی طرح اس بات کو جائز نہیں رکھا کہ کموڈس کی لاش کے ساتھ معمولی رسم ورواج کے مطابق عمل نہ ہو، اس کی دو وجہیں تھیں اول یہ کہ وہ کموڈس کو مارکس کی نشانی سمجھتا تھا اور دوسرے یہ کہ اُسے کلاڈیس پامپینس کے جذبات کا پاس تھا۔ کموڈس کے بہنوئی کلاڈیس پامپینس نے متوفی تاجدار کی حالت پر آنسو بہائے۔ اس کے افسوس کا بڑا سبب یہ بھی تھا کہ کموڈس واقعی اس

کموڈس کی وفات ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۲ع

دربار ہین۔ کموڈس کا انجام یہ ہوا اور وہ اس آسانی سے مارا گیا جسکا بیان نہین ہوسکتا اور تمام ظالم اسی آسانی سے موت کے پنجہ مین گرفتار ہوجاتے ہین۔ جو حکومت کے زور پر ظلم وجور کرکے لوگون کو پریشان کرتے ہین۔ کموڈس نے تیرہ برس تک ان لاکھون آدمیون کو پریشان کیا تھا۔ جو اُسکے ملک مین بستے تھے، اور جن مین ہر شخص عقل وفہم اور حسب حیثیت سے اُسکے برابر تھا۔

پرٹینکس کا شاہنشاہ منتخب ہونا

سازش کرنے والون نے اپنے کام کو اسی استقلال اور سرعت کے ساتھ انجام دیا جسکی ایسے موقع پر ضرورت تھی۔ اُنھون نے فوراً یہ طے کیا کہ خالی تخت پر ایک ایسے شخص کو بٹھا دینا چاہیئے جو اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کردے کہ جو کچھ کارروائی کی گئی ہے، وہ ٹھیک ہے۔ قرعۂ انتخاب پرٹینکس پر پڑا جو کہ شہر کا سردار تھا۔ یہ شخص مجلس ملکی کا بہت پرانا ممبر تھا اور مجسٹریٹ اعلی کے اختیارات رکھتا تھا۔ پرٹینکس کسی معمولی خاندان سے تھا، لیکن اپنی قابلیت کی بدولت اعلیٰ ترین رتبون پر پہونچ گیا تھا۔ یکے بعد دیگرے وہ کئی صوبون کا حاکم رہ چکا تھا اور اپنے کام مین خواہ وہ ملکی معاملات سے متعلق ہون، خواہ فوجی معاملات سے، اُس نے اپنے استقلال، فراست اور سچائی کا ہمیشہ اظہار کیا تھا۔ اور مارکس کے دوستون اور وزرا مین سے صرف وہی ایک باقی رہ گیا تھا۔ اور جب ایک رات کو وہ سوتے سے اٹھایا گیا۔ اور اُس کو اطلاع ملی کہ بادشاہ کموڈس کے حاجب اور سردار آئے ہوئے ہین۔ تو پہلی بات جو اُس نے کہی وہ یہ تھی کہ مین بادشاہ کے حکم کے تابع ہون اور تم کو مجھکو جس طریقہ پر چاہو مار ڈالو لیکن ان لوگون نے بجائے موت کے۔ اسکے سامنے روم کا تخت پیش کیا تھوڑی دیر تو اُس نے اُن لوگون پر بھروسہ نہین کیا اور نہ اُنکی بات کا یقین کیا لیکن جب اسکو کموڈس کی موت کا یقین ہوگیا تو اُس نے سوسن کے پھول کو جو شاہنشاہی کی علامت تھی، پس وپیش کرتے ہوئے قبول کرلیا۔ اور وہ پس وپیش اس بنا پر تھا کہ وہ اس معزز درجہ کے فرائض اور خطرون سے خوب واقف تھا۔

لیٹس بہت جلد اپنے نئے تاجدار کو محافظ سپاہ کے کیمپ مین لے گیا۔ اور ساتھ ہی شہر مین موقع سے یہ اطلاع

محافظ سپاہ پرٹینکس کو بادشاہ تسلیم کرتی ہے

کرادی کہ بادشاہ کموڈس سکتہ کی بیماری سے مرگیا ہے اور اسکی جگہ نیک اور پارسا پرٹینکس تخت نشین ہوا ہے سپاہ ایک ایسا محکمہ تھا جہان کے لوگون کو کموڈس کے ہاتھ سے تکلیف کے بجائے انعامات وغیرہ ملتے رہتے تھے اور اسی وجہ سے جب اُن تک یہ خبر پہنچی تو انکو بہت تعجب ہوا اور وہ بادشاہ کی مشکوک موت کی خبر پاکر مسرور نہ ہوئے۔ لیکن موقع کی اہمیت، اپنے سردار کے اختیارات پرٹینکس کی شہرت، اور لوگون کی بے صبری وغیرہ ایسی چیزین تھین جن کی وجہ سے مجبور ہوکر انھون نے پرٹینکس سے کہ اُس عطیہ کو قبول کرکے، جو اُس نے انکو دینے کا وعدہ کیا تھا اسکو بادشاہ تسلیم کرلیا۔ اسی کے ساتھ

حیثیت سے اُس نے اپنے بیٹوں کو اجازت دی کہ تم لوگ جنگل ہی میں جاکر لڑائی کی مشق کرو لیکن ایک رومی باشندہ کی حیثیت سے اُس نے اعلان کردیا کہ میری جان بادشاہ کے ہاتھ میں ہے لیکن میں کبھی اس بات کو گوارا نہ خیال کروں گا کہ مارکس کا حکمران فرزند کموڈس اپنے مرتبہ اور اپنی ذات کی اس طرح تحقیر کرے۔ اس بہادرانہ ارادہ کے باوجود جینیس نہ صرف بادشاہ کے انتقام سے بچ گیا، بلکہ اپنی زندگی کو ظالم کموڈس کے ظلموں سے بھی محفوظ رکھ سکا۔

اب کموڈس بدنامی اور بے اعتدالیوں کی آخری حد تک پہونچ چکا تھا۔ وہ ایک خوشامدی دربار میں زندگی بسر کرتا تھا لیکن وہ یہ بات دیکھتا تھا کہ مجھکو ہر سمجھدار آدمی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ وہ اس خیال سے کہ لوگ مجھسے نفرت کرتے ہیں، بہت پریشان ہوتا تھا ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اسکو خطرہ کا شبہ تھا اور وہ ابتدا سے لوگوں کا خون بہانے کا عادی ہو رہا تھا۔ تاریخ سے ان لوگوں کے ناموں کا پتہ چلتا ہے جو بڑی تعداد میں اس کے ظلم و جور کا شکار ہوگئے۔

اسکے گھروالوں کی سازش

ان لوگوں میں سے اکثر ایسے تھے جو مجسٹریٹ اعلیٰ کے اختیارات بھی رکھتے تھے اور مجلس ملکی کے ممبر بھی تھے خاصکر وہ لوگ تو ضرور ہی قتل کئے گئے جو کسی دور کے رشتہ سے بھی انیوٹینس کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے ان کے علاوہ اُس نے اُن وزرا کو بھی نہ چھوڑا جو اس کے جرموں اور اسکی مسرتوں کے حصول کا آلہ تھے۔ لیکن یہ مظالم آخر میں خود اُس کے لئے خوفناک ثابت ہوئے وہ نہایت آزادی سے روم کے بڑے بڑے خاندانوں کی شمعوں کو گل کر رہا تھا۔ لیکن جب خود اسکے گھر والوں نے اسکے خلاف سازش کی تو اسکی موت آگئی۔ مرشیا، اسکی محبوبہ، اکلکٹس اسکے حاجب اور لیٹس اسکی محافظ سپاہ کے سردار نے اپنے ہمراہیوں کی حالت سے خوفزدہ ہوکر اور ان مظلوموں کی حالت کا اندازہ کرکے جو موت کے گھاٹ اُتارے جاچکے تھے اس بات کا تہیہ کرلیا کہ ہم اُس آنے والی مصیبت کو روک دیں گے جو کسی وقت ہم پر نازل ہونے والی ہے اور یہ مصیبت دو طرفہ تھی ممکن تھا کہ بادشاہ غصہ ہوکر ان لوگوں کو تباہ کردیتا یا عوام بلوہ کرکے قصر شاہی پر حملہ آور ہوتے۔ اور ان دونوں صورتوں میں تاجدار کے متعلقین کا مارا جانا یقینی تھا مرشیا نے موقع پاکر اُس وقت جبکہ بادشاہ جنگلی جانوروں کے شکار سے تھک کر واپس آیا تھا، اسکو ایک پیالہ شراب کا دیا۔ اس کے بعد کموڈس اپنے کمرہ میں سو رہا۔ لیکن جب وہ نیند اور زہر کے اثر سے مغلوب ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایک تندرست نوجوان، جو پہلوانی کرتا تھا، اُس کے کمرہ میں گیا اسکو مقابلہ کی مہلت بھی نہ دی اور گلا دباکر اس کا کام تمام کردیا۔ یہ لوگ اُس کی لاش نہایت پوشیدہ طریقہ سے محل سے باہر لے گئے۔ نہ شہر میں اُس کی موت کا کسی کو شبہہ ہوا اور نہ

مار کر گرا دیا۔ ہاتھیوں کا ڈیل ڈول کچھ کام نہ آتا اور نہ گینڈے کی کھردری اور مضبوط کھال اسکو محفوظ رکھ سکتی تھی۔ اتھیوپیا اور ہندوستان سے عجیب و غریب جانور لائے جاتے تھے اور بعض اوقات تو ایسے جانور ہلاک کیے جاتے تھے جنکو لوگوں نے صرف تصویروں میں دیکھا ہو تو ان تماشوں کے موقعوں پر بڑی احتیاط سے بادشاہ کی حفاظت کا سامان کیا جاتا کہ شاید کوئی درندہ شاہی شان و شوکت اور اسکے مافوق الفطرت اختیارات کا خیال نہ کرکے اُس پر حملہ کر بیٹھے۔

کموڈس پٹہ بازی کا شغل اختیار کرتا ہے

لیکن ذلیل سے ذلیل رومی شہری کی شرم کی کوئی انتہا نہ ہوتی جب وہ دیکھتا کہ ہمارا تاجدار پٹہ بازی کی حیثیت سے دنگل میں داخل ہو رہا ہے۔ اور اس بات میں فوقیت حاصل کر رہا ہے جو ہمارے رسم و رواج اور قوانین کی رو سے نہایت درجہ حقیر ہے۔ کموڈس نے سیکیوٹر کا سا لباس اور ہتھیار اختیار کئے۔ جو ریٹاریس کے ساتھ لڑتا تھا اور جسکی لڑائی کے حالات نہایت دلچسپ خیال کئے جاتے تھے۔ سیکیوٹر۔ خود، تلوار، اور زرہ سے مسلح ہوتا لیکن اس کا مدمقابل ننگے بدن ہاتھ میں ترسول و جال لئے ہوئے مقابلہ کو آیا۔ ترسول سے وہ اپنے دشمن پر وار کرنا چاہتا تھا اور جال سے وہ اسکو پھانسنا چاہتا تھا اور اگر وہ پہلی مرتبہ دشمن کو جال میں نہ لا سکتا تو لازمی تھا کہ سیکیوٹر کے سامنے سے بھاگ کر جال کو پھر ٹھیک کرے۔ بادشاہ اس قسم کی لڑائیوں میں سات سو پینتیس مرتبہ شریک ہوا۔ یہ فتحیابیاں سلطنت کے دیگر کاموں میں شمار ہوتی تھیں اور انتہائی ذلت یہ کہ پٹہ بازوں کے لئے جو روپیہ وقف رہتا تھا، اس میں سے کموڈس نے ایک معقول رقم لینا شروع کی اور اور اس طرح عوام پر ایک نئے اور شرمناک محصول کا بار اور بڑھ گیا اور یہ بات تو بالکل اظہر من الشمس ہے کہ بادشاہ ہمیشہ ان لڑائیوں میں فتحیاب ہوتا تھا۔ دنگل میں مقابلہ کے وقت تو اسکی کامیابیوں کے بعد خون نہ بہتا لیکن جب وہ دوسرے پٹہ بازوں کے ساتھ مشق کرتا ہوتا یا جب اپنے محل میں مشق کرتا تو اکثر یہ ہوتا کہ بدقسمت مدمقابل خوفناک زخم کھا کر اُسکے سامنے سے ہٹتا۔ اور ستم یہ کہ بادشاہ کی چاپلوسی کرنے پر مجبور ہوتا۔ رفتہ رفتہ وہ اپنے لئے ہرکولیز کے نام کو ناپسند کرنے لگا اور صرف پالوس کے نام سے جو ایک مشہور پہلوان تھا خوش ہوتا تھا۔ یہی نام اُس کے جسیم

اسکی بدنامی اور بے اعتدالی

بتوں پر کندہ کرایا گیا۔ اور چونکہ اکثر آزردہ خاطر مجلس ملکی کے ممبروں کو اسکی تعریف کرنا پڑتی تھی۔ وہ اسی نام سے اسکی تعریف کرتے تھے صرف کلاڈیس پامپیانس نے جو نہایت پارسا آدمی تھا اور جو سیلا کا شوہر بھی تھا تمام مجلس ملکی کے ممبروں میں سے اکیلے اپنے عہدہ اور مرتبہ کی شان کو قائم رکھنے کی کوشش کی۔ باپ ہونے کی

جاتا تھا، اسکو کسی طرح اپنی طرف مائل نہ کرسکے۔ ان کے مقابل میں وہ حبشیوں اور پارتھیا کے رہنے والوں سے جو اسکو نیزہ بازی اور تیر اندازی کی تعلیم دیتے تھے زیادہ خوش رہتا اور ان چیزوں کی مشق کرتا تھا۔ اُس نے بہت جلد اپنے استادوں کے برابر نشانہ بازی اور ہاتھ کی صفائی میں مشق بہم پہونچا لی تھی۔

جنگلی جانوروں کا شکار

غلامانہ زندگی بسر کرنے والے جنگلی روزی کو دار و مدار تاجدار کی بُری عادتوں پر تھا کموڈس کی ہر بات کی تعریف کرتے تھے ان دغابازانہ چاپلوسیوں سے اسکو خیال ہوا کہ اس قسم کی باتوں اور نیمین کے شیر کو مارنے، اور اریمنتھس کے جنگلی سور کو مارنے سے یونانی ہرکیولیز کو دیوتاؤں اور انسانوں کے قابل فخر سوشل فسانوں میں جگہ ملی تھی۔ لیکن انھوں نے اس بات کا خیال نہیں کیا کہ سوسائٹی کی ابتدائی حالت میں جب انسان اور جنگلی درندوں کا مقابلہ ہوتا تھا تو اسوقت ان سے مقابلہ کرکے فتح پانا نہایت مفید اور قابل فخر تھا۔ روم کے مہذب انتظام سوسائٹی سے جنگلی درندے بہت دور رہتے تھے یہ جنگلی درندے جنگلوں سے پکڑے جاتے اور روم میں اس غرض سے بھیج دیئے جاتے کہ شاندار طریقے سے تاجدار کے ہاتھوں مارے جائیں بادشاہ کے لئے ایسا ایک مضحکہ خیز بات تھی لیکن لوگوں کے لئے تکلیف دہ تھی۔ لیکن کسی قسم کے فرق کا لحاظ کئے بغیر کموڈس نے زمانۂ ماضی کے ملحد ہیروں کی نقل کرنا شروع کی اور خود رومی ہرکیولیز کا لقب اختیار کیا۔ یہ لقب اس کے نام کے ساتھ ساتھ سکوں پر بھی موجود تھا۔ شیر کا چمڑہ اور ڈنڈا جس سے وہ جانوروں کو ہلاک کرتا تھا۔ کموڈس کے تخت کے برابر رکھے رہتے تھے اور یہ چیزیں لوازمات شاہی میں سے تھیں ایسے بت بنائے گئے تھے جن میں کموڈس اس شکل میں پیش کیا گیا ہے اور اس میں دیوتاؤں کے وہ خصوصیات دکھائے گئے ہیں جنکی وہ عیش پرستی کے وقت اکثر تعریف کرتا رہتا تھا۔

کموڈس کا دنگل میں اپنا کمال دکھانا

ان تعریفوں کو سنتے سنتے وہ اپنے کو بھی قابل تحسین خیال کرنے لگا اور اسمیں شرم و حجاب کا مادہ باقی نہ رہا اب اسنے یہ ارادہ کیا کہ وہ عوام کے سامنے کرتبوں کا جو اب تک محل کی چار دیواری تک محدود تھیں اور جنھیں وہ پوشیدہ طور پر سیکھ چکا تھا جس دن کا اعلان کیا گیا تھا اسدن لوگ اپنے اپنے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے دنگل میں پہنچے بعض لوگ چاپلوسی کی وجہ سے گئے بعض خوف کی وجہ سے اور بعض محض شوق پورا کرنے کیلئے اور ان بادشاہ کے کمال پر بہت اظہار خوشی کیا گیا اور یہ تعریف بالکل بے جا نہ تھی۔ خواہ کموڈس جانور کے سر پر نشانہ کرتا خواہ اُس کے سینہ پر اُس کا وار خالی نہ جاتا اور بہت خوفناک ثابت ہوتا۔ ایک خاص قسم کے تیروں سے جنکی نوک ہلال نما ہوتی تھی، کموڈس اکثر شترمرغ کی لمبی گردن کو چھید کر اسکی تیز رفتاری کا خاتمہ کردیتا تھا۔ مجرموں کو میدان میں بٹھا کر ان پر چیتے چھوڑے جاتے تھے اور کامل الفن تیر انداز کموڈس اس وقت تک تیر نہ چلاتا تھا جبتک چیتا کانپتے ہوئے مجرم پر نہ لپکتا لیکن عین اسی موقع پر وہ تیر چلاتا۔ درندہ مردہ ہوکر زمین پر گر پڑتا اور مجرم کا بال بیکا نہ ہوتا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جنگل کے غاروں سے سو شیر نکالے گئے اور ادھر اُدھر پھرنے لگے۔ لیکن کموڈس کے کبھی خطا نہ کرنے والے ہاتھ نے ان سب کو

عیش وعشرت مین پڑا ہوا تھا اور اس خانہ جنگی سے لاعلم تھا۔ اگر کوئی شخص اس خراب خبر کو لیکر اس کے پاس جاتا تو اس کی موت یقینی تھی۔ کموڈس اس بےخبری کے عالم مین قتل ہو جاتا اگر دو عورتین، جن مین سے ایک اسکی بڑی بہن فیدیلا اور دوسری اسکی محبوب ترین معشوقہ مارشیا اسکے پاس اس خبر کو نہ لیجاتین یہ دونون روتی ہوئی اور بالون کو پریشان کیئے ہوئے اُس کے قدمون پر گر پڑین اور بدحواسی کے عالم مین زبان نے جہان تک یاوری کی وہان تک مضمون نے وزیر کلینڈر کے جرمون، عوام کے جوش اور اس آتی ہوئی تباہی کا حال کہہ سنایا۔ جو تھوڑی دیر مین اسکے محل اور اسکی ذات کو بھی نہ چھوڑتی۔ کموڈس اپنے عیش وعشرت کے خواب سے بیدار ہوا اور حکم دیا کہ کلینڈر کا سر کاٹ کر باہر مجمع پر پھینک دیا جائے۔ جب لوگون کا مقصد حاصل ہو گیا تو جوش بھی فرو ہونے لگا۔ اور کموڈس کے لیے یہ ممکن ہو گیا کہ وہ اپنا اعتبار اور عزت دوبارہ حاصل کرے۔

کموڈس کی مذموم عیش پرستی

لیکن کموڈس کے دل مین انسانیت اور نیکی کا کوئی جذبہ باقی نہ رہا تھا۔ اس زمانے مین جب کہ حکومت کی باگ اس نے اپنے افسرون کے ہاتھ مین دے دی تھی اسکو سوائے اس کے اور کسی چیز کی ضرورت نہ تھی کہ اسکو ہمیشہ اپنی خواہشات نفسانی پورے کرنے کی پوری آزادی رہے۔ وہ گھنٹون اپنے حرم مین رہتا تھا جہان تین سو خوبصورت عورتین اور اتنے ہی خوبصورت لڑکے ہر طبقہ اور ہر صوبے کے موجود تھے اور جب ہولانے پھسلانے سے کام نہ نکلتا تو شہوت پرست، عاشق مزاج بادشاہ زبردستی پیدا کرتا تھا۔ قدیم مورخین نے اس حرامکاری کے حال کو جہان نہ اعتدال کا خیال کیا جاتا تھا اور نہ قوانین قدرت کا، خوب مشرح و مفصل لکھا ہے لیکن انکے اس بیان کو موجودہ زبان مین تہذیب و صفائی کی وجہ سے بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ حرامکاری کے علاوہ اپنے دیگر اوقات کو وہ تاجدار نہایت مذموم مسرتون کے حاصل کرنے مین صرف کرتا تھا۔ مہذب زمانہ، اور اس تعلیم سے جو اُسے نہایت مشکلون کے بعد دی گئی تھی،

جہالت اور [illegible]

اس کے جاہلانہ دماغ پر کوئی اثر نہ ہوا تھا اور وہ رومی بادشاہون مین سے پہلا شخص تھا جسے دماغی مسرتون سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ نیرو تک کو موسیقی اور شاعری جیسے فنون لطیفہ مین کمال حاصل کرنے کا یا تو شوق تھا اور یا وہ ظاہر کرتا تھا کہ مجھے ان چیزون کا شوق ہے اور ہم کو اس کے اس شوق پر لعنت ملامت کرنے کا کوئی حق نہ ہوتا، اگر وہ اس کو معمولی حد تک رہنے دیتا لیکن اُس نے اسی دلچسپی کو اپنی زندگی کا مقصد اور اہم ترین کام قرار دے لیا۔ لیکن کموڈس کے عہد طفلی ہی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اُن تمام چیزون سے متنفر ہے جنکا آزادی اور عقل سلیم سے تعلق ہے اور اسکو ان چیزون کا شوق ہے جو نہایت ذلیل ہین مثلاً سرکس، تماشہ گاہ، شمشیر بازون کی لڑائی، اور آدمیون اور جنگلی جانورون کے مقابلہ مین اُس کو خاص لطف آتا تھا۔ وہ کامل لوگ جو کسی نہ کسی علم و فن مین پوری مہارت رکھتے اور جنکو مارکس نے اسکی تعلیم و تربیت کے لیے دور دور سے

استقلال کے لئے بنوا تا تھا۔ اور اس خیال مین تھا کہ رومی رعایا اس کے ان ظاہرا فیاضانہ افعال کو بنظر تحسین دیکھیگی اور اس طرح ان خونی مرقعون پر نظر نہ کرے گی جو روزانہ پیش آتے تھے وہ سمجھتا تھا کہ عوام، برہوس کے قتل کو بھی فراموش کردینگے جس کی قابلیت کی وجہ سے، شاہنشاہ نے اسکو اپنی بیٹی بیاہ دی تھی اور یہ کہ آرلیس اینٹونیو کے قتل پر بھی لوگ خاموش رہین گے، حمایت و تمکنت کے نام اور خاندان کا آخری وارث تھا۔ بائرہوس نے سچائی سے لیکن بیوقوفی سے اپنے سالے سے کلینڈر کے اصلی عادات و اطوار کا ذکر کردیا، اپرلیس اینٹونیو کے قتل کی وجہ یہ تھی کہ اس نے ایشیا کے دارالسلام ہونے کی حالت مین اس کے ایک نالائق دوست کو جیل سزا دی تھی، پیرٹینز کے مرنے کے بعد، کوڈس کے ظلمون نے دوسری صورت اختیار کی اور بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ نیک نیتی سے حکومت کر رہا ہے۔ اس نے اپنے ایک قابل نفرت قانون کو منسوخ کردیا اور اپنے افعال پر عوام کے سامنے لعنت بھیجی اور ان سب غلطیون کو اس وزیر کے سر تھوپ دیا جو شباب کی تمام غلطیون کا ذمہ دار تھا لیکن اسکی یہ توبہ صرف ایک ماہ قائم رہی اور جب کلینڈر کے مظالم شروع ہوئے تو اکثر لوگ پیرٹینز کے عہد حکومت کو یاد کرکے افسوس کرتے تھے۔

کلینڈر کی سازش اور موت

روم کے دربار شاہی کی طرف سے جو مظالم نہ ہوتے تھے وہ قحط اور وبا سے پورے ہوجاتے وبا کی نسبت تو یہ عقیدہ تھا کہ وہ دیوتاؤن کے غصہ اور نفرت کا نتیجہ ہے لیکن قحط کی نسبت یہ خیال تھا کہ اسکا باعث وہ غلہ ہے جسکو وزیر کلینڈر نے اپنی دولت اور طاقت کے بھروسہ پر جمع کرلیا ہے کچھ زمانہ تک لوگ اس کے متعلق سرگوشیان کرتے رہے لیکن آخرکار جب ایک موقع پر بہت لوگ جمع تھے یہ بات پھیل گئی لوگ اس موقع پر خوشی منارہے تھے انھون نے اس کو چھوڑ دیا اور انتقام کے مسرت سے لطف اندوز ہونے چلے۔ وہان سے ذرا دور پر ایک محل تھا جہان بادشاہ اکثر وقت تنہائی مین گذارتا تھا۔ یہ لوگ گروہون مین منقسم ہوکر وہان پہونچے اور بادشاہ سے درخواست کی کہ کلینڈر کا سر قلم کرکے ہمارے حوالہ کیا جائے۔ کلینڈر نے جو کہ محافظ فوج کا سردار تھا سوارون کے ایک دستہ کو حکم دیا کہ ان سازش کرنے والون پر حملہ کرکے ان کو پراگندہ کردو اب مجمع شہر کی طرف لوٹا بہت لوگ مارے گئے اور اکثر دب دب کر مرگئے لیکن جب تعاقب کرنے والے سوار شہر کی سڑکون پر پہونچے تو ان پر لوگون نے پتھرون اور تیرون کی بوچھار کردی اور تعاقب کرنے سے روک دیا لیکن عین اسی موقع پر محافظ سپاہ کے پیدل سپاہیون نے جو سوارون کے اختیارات پر حسد کرتے تھے، عوام کا ساتھ دیا۔ جھگڑا بڑھ گیا اور اس نے جنگ کی صورت اختیار کرلی۔ اور یہ خوف پیدا ہوا کہ اب کا نہ قتل عام ہوگا آخرکار، محافظ سپاہ کے سوارون نے سپر ڈال دی۔ مخالفین کی تعداد اور جوش کی وجہ سے یہ لوگ پیچھے ہٹے اور دوگنے جوش سے اس محل کے پھاٹک پر حملہ آور ہوئے جس مین کموڈس اطمینان سے

متفرق ہو جاؤ اور مختلف بھیس بدل کر کوہ آلپس کے دروں میں ہو کر روم چلو۔ اور وہاں سبیل تہوار کے موقع پر جب آزادانہ افعال کی اجازت ہوتی ہے، تم لوگ موجود رہنا۔ کموڈس کے قتل کرنے اور خالی تخت پر قبضہ کرنے کی جس شخص کو خواہش ہو، وہ معمولی ڈاکو نہیں ہو سکتا۔ اُس کی تجویز پر اس عمدہ طریقہ سے عمل کیا گیا کہ کسی کو اطلاع نہ ہوئی اور اس کے پیرو روم کی سڑکوں پر منتشر ہو گئے۔ اور اسوقت جب کہ وہ اپنی تجویز کو عمل میں لانے ہی والا تھا، اُس کے ایک ہمراز نے اُس کا راز فاش کر دیا اور اس طرح اس کی تجویز خاک میں مل گئی۔

وزیر کلینڈر

وہ بادشاہ جو دوسروں پر اعتبار نہیں کرتے عام طور پر اُن لوگوں کو ترقی دیتے ہیں جو کسی طرح بھی مراعات کے اہل نہیں ہوتے اور شاہوں کو خیال یہ ہوتا ہے کہ چونکہ یہ لوگ صرف ہماری نظر کرم کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس لیے ہمارے خیر خواہ رہیں گے۔ کلینڈر جو پیرنیر کا جانشین ہوا فریجیا میں پیدا ہوا تھا۔ وہ اس قوم سے تھا، جو محکوم رہنے کی عادی تھی لیکن جس میں ہٹ دھرمی اور ضد انتہا سے زائد موجود تھی، اور یہ لوگ صرف سختی سے دبے رہتے تھے۔ وہ اپنے وطن سے روم میں بحیثیت ایک غلام کے آیا تھا۔ اور اسی حیثیت سے وہ شاہنشاہ کے محل میں خدمت پر مامور ہوا۔ رفتہ رفتہ اُس نے اپنے تئیں بادشاہ کے لئے بہت مفید ثابت کیا اور اس مرتبہ پر پہونچ گیا جہاں پہونچنے کی ہر شخص کو تمنا ہوتی ہے۔ بہ نسبت پیرنیر کے اسکو اپنے آقا پر زیادہ قدرت حاصل تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ کلینڈر میں نہ کوئی خاص قابلیت تھی اور نہ اسکی عادات و اطوار ہی عمدہ تھیں جس سے بادشاہ کو حسد ہوتا یا وہ اُس پر اعتماد نہ کرسکتا۔

اسکی حرص اور ظلم

اس کے دل میں انتہا سے زیادہ لالچ تھا اور اسی اصول پر وہ حکومت کرتا تھا۔ مجسٹریٹ اعلیٰ، امیر شہر، اور صلاح کار وغیرہ کے جو عہدے ہوتے تھے اُنکو وہ علانیہ فروخت کرتا تھا اور اگر کوئی شخص ان عہدوں کو اپنی دولت کا ایک بہت بڑا حصہ دیکر نہ خریدتا، تو یہ ایک قسم کی توہین خیال کیجاتی تھی۔ وہ عہدے جن سے خاص آمدنی ہوتی تھی جب صوبوں میں صوبہ داروں کے توسل سے لوگوں کو ملتے تھے تو نئے عہدہ داروں سے رقم وصول کی جاتی تھی اور اس میں صوبہ دار اور وزیر دونوں کو حصہ ملتا تھا۔ قوانین پر جو عملدرآمد ہوتا تھا وہ عارضی تھا۔ اگر کوئی مجرم مالدار ہوتا تو وہ اپنے روپیہ کے زور سے نہ صرف سزا سے بچ جاتا بلکہ مدعی گواہوں اور جج سب سے بدلہ لے سکتا تھا

ان تدبیروں سے کلینڈر نے تین برس کے قلیل عرصہ میں اتنی دولت جمع کر لی جتنی کوئی آزاد شدہ غلام کبھی نہیں کرسکتا تھا۔ کموڈس ان تحائف کو پاکر خوش ہوتا جو مکار مصاحب اُس کے سامنے موقع موقع سے پیش کرتا رہتا اس غرض سے کہ عوام کی توجہ اس طرف مائل نہو وہ شاہی نام سے غسلخانہ، جلوخانے اور دنگل وغیرہ عوام کے

مین مشغول تھا ملکی کام اُس نے پرنیز کے حوالہ کردیئے تھے پیرنیز ایک غلامانہ طبیعت کا آدمی تھا اور نہایت درجہ حریص تھا۔ اُس نے وزارت پہلے وزیر کو قتل کرکے حاصل کی تھی۔ لیکن یہ ماننا پڑیگا کہ اُس مین ایک خاص لیاقت اور کام کرنے کا مادہ موجود تھا زبردستی روپیہ لے کر اور رؤسا کی ریاستین ضبط کرکے اُس نے بہت زیادہ دولت جمع کرلی تھی محافظ سپاہ اسکے ماتحت تھی۔ اور اس کا لڑکا جسمین فوجی قابلیت خصوصیت سے موجود تھی، آئیرین فوج کا سردار تھا۔ پیرنیز کو سلطنت کی ہوس تھی یا کوئی ایسی بات تھی جس کا جرم کموڈس کے نزدیک ایسا ہی سنگین تھا۔ اُس مین سلطنت پر قبضہ کرنے کی قابلیت موجود تھی اور اگر اُسے موقع ملتا تو شاید وہ ایسا ہی کرتا لیکن وہ قید کرکے موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا سلطنت کے ایام مین ایسے وزرار کا ادبار بہت معمولی واقعہ تھا لیکن یہ واقعہ ایک خاص وجہ سے اور بھی پیش آگیا اور اُس سے یہ ثابت ہوگیا کہ پابندی کس قدر غیر ضروری چیز خیال کی جانے لگی تھی وہ فوجین جو برطانیہ کو روانہ ہوئی تھین پیرنیز کے طرز حکومت سے ناراض تھین انھون نے پندرہ سو آدمی انتخاب کئے۔ اور انکو اس بڑا مادہ کیا کہ تم روم جاؤ اور شاہنشاہ کے روبرو ہمارے شکایات کو پیش کرو۔ ان فوجی لوگون نے جنکو شکایتین تھین، اپنے مستقل برتاؤ، فوجون کے جوش وخروش، اپنی طاقت کو بڑھا چڑھا کر بیان کرکے، اور کموڈس کو خوف زدہ کرکے وزیر کی موت کا حکم صادر کرا دیا۔ کیونکہ انکی شکایتین دور کرنے کی یہی ایک سبیل تھی۔ جب اِن دور دراز کی فوجون کو اپنی طاقت پر بھروسہ اور مرکزی حکومت کی کمزوری کا علم ہوگیا تو اس سے آیندہ بڑے بڑے انقلابات ظہور پذیر ہوئے

میٹرنس کا علم بغاوت بلند کرنا

ملکی معاملات جس بے پروائی سے انجام دیئے جاتے تھے ان کا مال، ایک نئی شورش سے ظاہر ہوگیا حالانکہ اُس کی ابتدا نہایت معمولی باتون سے ہوئی تھی۔ فوج مین سے لوگ رفتہ رفتہ الگ ہونے اور حکومت کا ساتھ چھوڑنے لگے اور بجائے اسکے کہ وہ فوج سے الگ ہوکر اپنے بچنے کی فکر کرتے اور کسی سمت کو نکل جاتے۔ انھون نے راستے روکنا شروع کئے۔ میٹرنس نے جو ایک معمولی سپاہی تھا، اپنی حیثیت سے زیادہ دلیری اور ہمت دکھائی اور ان لٹیرون کی جماعت سے فوج بنا کر قیدخانون پر حملہ کردیا، غلامون سے کہا کہ تم اپنی آزادی کا اعلان کردو اور اُس کے بعد گال اور اسپین کے امیر اور غیر محفوظ باشندون کو لوٹ لیا۔ اور اسکی اُسے کوئی سزا نہین ملی جب شاہنشاہ نے اپنے صوبہ دارون کو حکمنامہ روانہ کئے تو وہ لوگ جو ابتک نہایت عیش وعشرت سے زندگی بسر کررہے تھے اور بادشاہ کے حالات کو دیکھتے اور اسکی نقل کر رہے تھے، خواب غفلت سے یکبارگی چونک اُٹھے۔ میٹرنس نے دیکھا کہ مین اب گھر گیا ہون اور یقین ہے کہ مین شکست کھا جاؤنگا۔ اس کے لئے آخری تدبیر یہی رہ گئی تھی کہ وہ مایوسی کی آخری کوشش ادا کرے۔ اُس نے اپنے پیرودن کو حکم دیا کہ تم لوگ

کموڈس مجلس ملکی سے متنفر تھا اور اب اُنپر مظالم کرنے لگا

لیکن قاتل کے الفاظ، کموڈس کے دل مین جگہ پا گئے تھے، اور اُس کے قلب پر ایسا اثر ہوا تھا کہ وہ ان الفاظ کو کسی طرح نہ بھول سکتا تھا۔ وہ مجلس ملکی سے خوفزدہ ہو کر، اُس سے نفرت کرنے لگا تھا۔ اون وزرا کو جنکو وہ خود رائے خیال کرتا تھا، اب انھین اپنا اصلی دشمن خیال کرنے لگا، کچھ لوگون نے یہ دیکھکر کہ بادشاہ اور مجلس ملکی مین ناچاقی پیدا کرنا، اور اُنکی سازش ثابت کرنا چاہتا ہی۔ اپنا رسوخ بڑھا لیا۔ حالانکہ یہ لوگ پچھلے عہد حکومت مین بے کار خیال کیے گئے تھے اور معدوم ہو چلے تھے۔ اُس جماعت مین جسے مارکس قومی کونسل خیال کرتا تھا، نہایت معزز آدمی شریک تھے، لیکن حفظ مراتب کا خیال جرم قرار پایا جو لوگ سراغرسانی کا کام کرتے اُنکو انعامات دیئے جاتے جس سے وہ اپنے کام کو اور زیادہ سرگرمی سے انجام دیتے تھے اور عمدہ عادات و اطوار کے [illegible] تھے کہ کموڈس کے افعال کی بد دردی ہوتی تھی بڑے عہدون کے پرکرنے والون [illegible] سمجھتے ہین۔ جو لوگ باپ کے دوست تھے وہی بیٹے کے دشمن ہو گئے۔ جن لوگون پر شکوک ہوتے اُن کے ثبوت فوراً مل جاتے اور اگر کسی پر مقدمہ جاری کیا جاتا تو سزا ہونا یقینی تھا۔ اگر مجلس ملکی کے کسی معزز ممبر کے قتل ہونے پر لوگ افسوس کرتے تو اُنکو موت کی سزا اصلی لازمی تھی۔ اور جب کموڈس ایک دفعہ انسان کا بے گناہ خون بہا چکا، تو اسکے لئے افسوس اور نرم دلی بے معنی الفاظ رہ گئے۔

کونٹیلین بھائی

جتنے لوگ اسکے مظالم کا شکار ہوئے ان مین سے کسی کا بھی اتنا غم والم نہین کیا گیا جتنا کونٹیلین خاندان کے دو بھائیون کانڈیانس اور میکسی مس کا۔ ان دونون پر برادرانہ محبت والفت کا خاتمہ ہو گیا تھا اور اسی محبت کی بدولت وہ اتنے مشہور ہو گئے ہین۔ انکا علم و فضل، انکے باہمی کام اور مسرتین مشترکہ ہوتی تھین۔ انکی ریاست بہت بڑی تھی لیکن انکو اسکی تقسیم کا خیال تک نہ آیا۔ اور آج تک ایک عہد نامہ کے بعض ٹکڑے موجود ہین، جنکو اُن دونون نے ایک ساتھ کیا تھا۔ اُنکے ہر فعل سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جسم دو ہین، لیکن روح ایک ہی۔ بادشاہ انٹونینس نے جو اُنکے کمالات کی قدر کرتا تھا، انکو مجسٹریٹ اعلیٰ مقرر کیا تھا۔ جب مارکس تخت نشین ہوا تو اُس نے ان دونون کو یونان کا ملکی انتظام سپرد کر دیا۔ اس کے علاوہ اُس نے ان کو فوجی عہدہ بھی دیا اور وہ دونون جرمنون پر فتحیاب ہو کر لوٹے۔ کموڈس کے مظالم نے موت کے وقت بھی دونون کو ساتھ رکھا۔

وزیر پرینس

جب ظالم کموڈس مجلس ملکی کے شریف ترین ممبرون کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ چکا تو اُس کا غصہ اُس شخص پر ٹوٹا جو ظلمون کا اصل باعث تھا۔ جب کموڈس اپنے ظلمون اور عیش و عشرت

ان نالائق مصاحبون نے اس آرام، شان وشوکت، اور اطمینان کا جو اسے روم مین میسر تھے ینوبیا کے میدان جنگ کے جھگڑے بکھیڑون سے مقابلہ کیا اور بتایا کہ نہ انہین اطمینان نصیب ہوگا اور نہ عیش وعشرت کے سامان اس عرصہ مین جب تک یہ نہ طے کر سکا تھا کہ اپنی خواہشون پر چلون یا اپنے باپ کے وقت کے نیک صلاح دینے والون کی جنسے وہ اب بھی ڈرتا تھا نصیحت مانون موسم گرما گذر گیا اور وہ دوسرے موسم خزان تک دارالحکومت مین نہ داخل ہو سکا۔ اس کے خوبصورت جسم، عمدہ طرز گفتگو، اور فرضی صفات حمیدہ سے لوگ اسکو بہت پسند کرتے تھے اس نے وحشیون سے ایک صلح نامہ کر لیا، اور اس سے ہر جگہ امن وچین کا دور دورہ ہوگیا۔ اسکو روم آنے کا جو شوق تھا، اسکا باعث لوگون نے اسکا حب وطن قرار دیا۔ اور جب ایک انیس برس کے شہزادہ کے ساتھ ناجائز تعلقات کو اس نے اپنی تمام مسرتون کا مرکز قرار دے لیا تو لوگ دبی زبان سے اس کی شکایت کرکے خاموش ہوجاتے تھے۔

اس کے عہد سلطنت مین، مارکس کے ان وفادار صلاح کارون نے جنکی سپردگی مین اس نے کموڈس کو دیا تھا سلطنت کے نظام حکومت کو ویسا ہی قائم رکھا جیسا مارکس کے زمانے مین تھا۔ کموڈس بھی ان لوگون کی قدر ومنزلت کرتا تھا۔ نوجوان شہریلا اور اس کے ساتھی شاہانہ شان وشوکت کی بدولت مزے اڑاتے تھے لیکن اب تک قتل وغارت کا بازار گرم نہ ہوا تھا۔ اس نے اس عرصہ مین بعض اوقات ایسے فیاضانہ خیالات کا اظہار کیا تھا جنسے یہ امید ہوسکتی تھی کہ اسکے عادات واطوار پسندیدہ ہونگے۔ لیکن ایک خوفناک واقعہ نے اسکی عادتون کو ایک خاص راستہ پر لگا دیا۔

کموڈس پر حملہ ایک دن جب رات کے وقت شاہنشاہ، ایک تپلی ڈیوڑھی مین ہوکر تماشہ گاہ سے محل کو واپس آ رہا تھا۔ ایک قاتل ننگی تلوار لئے جھپٹا اور کہا "مجلس ملکی نے تمہارے واسطے یہ انتظام کیا ہے" لیکن قاتل رعب کی وجہ سے وار نہ کر سکا۔ محافظ سپاہ نے اسکو قید کر لیا اور اس نے سازش کرنے والون کا پتہ بتادیا۔ یہ سازش باہر ملک مین نہین بلکہ محل سے شروع کیگئی تھی۔ لوسیلا نے جو کموڈس کی بہن اور شہنشاہ ویرس کی بیوہ تھی اور بیوہ ہونے کی وجہ سے کموڈس کی بیوی سے حسد کرتی تھی قاتل کو حملہ کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ اس نے اپنے دوسرے شوہر کو اس تجویز سے مطلع نہین کیا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ کلاڈیس پمپیانس مجلس ملکی کے نہایت وفادار اور سمجھدار ممبرون مین سے تھا۔ اس کے عادات واطوار ناشائستہ تھے اور اس کے زمرہ عشاق مین ایسے لوگ بھی تھے جو اسکے جذبات لطیف کا لحاظ رکھتے ہوئے، اسکی خاطر مشکل سے مشکل اور نازک سے نازک کام کرنے کے لئے تیار تھے سازش کرنیوالے اپنی سزا کو پہونچے اور شہزادی لوسیلا کو پہلے جلا وطنی اور بعد مین موت کی سزا دی گئی۔

غرور، دوسرون کو اپنے ماتحت و محکوم دیکھنا چاہتا ہی۔ لیکن ملکی فسادون کے موقعون پر سوسائٹی کے قوانین بےکار ہو جاتے ہین اور انکی جگہ ہمدردانہ اور مساویانہ اصول پر عمل نہین کیا جاتا۔ لڑائی کا جوش، فتح کا غرور کامیابی سے ناامیدی، آیندہ پیش آنے والے خطرات اور گذشتہ نقصانون کی یاد سے دل مین ہمدردی کے جذبات فنا ہو جاتے ہین اور انسان غصہ اور غرور سے اندھا ہو جاتا ہی۔ ایسے مقاصد پیش نظر رکھنے کا نتیجہ یہ ہی کہ تاریخ کا ایک ایک ورق شہیدون کے خون سے رنگا ہوا ہی۔ لیکن کموڈس[1] کے سامنے اس قسم کے مقاصد نہ تھے وہ محض اپنی خوشی کے لئے گناہون کے خون سے اپنا دامن آلودہ کرتا تھا۔ جب مارکس کا یہ لاڈلا بیٹا تخت نشین ہوا ہی، تو مجلس ملکی اور افواج کی مسرت کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ اور جب وہ تخت نشین ہو لیا تو اس نے دیکھا کہ نہ تو کوئی میرا مد مقابل ہی جس سے مین مقابلہ کرون اور نہ کوئی دشمن ہی جسکی سرکوبی کرون اس پرسکون حالت مین یہ بالکل فطری امر ہوتا کہ وہ بنی نوع انسان سے نفرت کرنے کے بجائے انسے محبت کرتا اور پانچ گذشتہ تاجدارون کی معمولی فتوحات کو نیرو اور ڈومیشین کی قسمت سے بہتر سمجھتا۔

کموڈس کی عادات و اطوار

بعض مصنف لکھتے ہین کہ کموڈس اس خونخوار درندہ کی مثل تھا جس کا کام ہی یہ ہی کہ وہ دوسرون کو مار کر اپنا پیٹ بھرے لیکن یہ بات واقعہ کے بالکل خلاف ہی اس مین بچپن سے انسانی ہمدردی و مہربانی کے جذبات موجود تھے۔ قدرت سے اسکو کمزور دل ملا تھا نہ کو ظالم۔ اسکی طبیعت کی سادگی اور کمزوری نے اسکو اسکے متعلقین کا آلۂ ہیجان بنا دیا۔ ابھارن لوگون نے اسکو بگاڑ دیا۔ اس کا ظلم، شروع شروع مین دوسرونکی خواہش کے مطابق ہوتا تھا، لیکن رفتہ رفتہ اس نے عادت کی شکل اختیار کر لی اور بعد مین تو یہ اسکی سب سے زبردست فطرت ثانیہ بن گئی

روم کی واپسی

جب اُس کا باپ مرا تو کموڈس نے دیکھا کہ میرا فرض ہی کہ ایک بڑی فوج کو سنبھالون اور قوادی اور مارکومنی قبیلون پر چڑھائی کرون۔ وہ کمینہ اور بدچلن نوجوان جنکو مارکس نے شہر بدر کر دیا تھا، پھر وطن مین واپس آئے اور شاہنشاہ کموڈس پر خاص اثر جما لیا۔ انھون نے اُس کے سامنے اِن دقتون اور خطرون کا ذکر کیا جو دریائے ڈینوب کے اُس پار والے ممالک مین فوج کشی کرنے سے پیش آنے والے تھے۔ اور اُس سست شہزادہ کو اُس بات کا پورا یقین دلا دیا کہ آپ کا نام اور آپکے افسرون کی نبرد آزمائی وحشیون کو شکست دینے کے لئے کافی ہی یا یہ کہ یہ وحشی قبائل اُن شرایط کو منظور کر لین گے جو ہمارے لئے جنگ سے زیادہ مفید ہونگے جن چیزون کا کموڈس شایق تھا، اُون کو پورا کرکے

---

[1] مارکس کا بیٹا۔

بوفاسٹینا کی ناشایستہ حرکات سے لاعلم اور غیر متاثر معلوم ہوتا تھا ان حرکات سے جیسا کہ ہر زمانے کا قاعدہ ہے، غریب شوہر کی ذلت ہوتی تھی۔ اُس نے اپنی بیوی کے کئی عاشقوں کو معزز اور پُرمنفعت عہدے دیئے اور تیس برس کی تاہل زندگی میں وہ ہمیشہ اس کی عزت کرتا رہا اور اُس نے کبھی کسی قسم کا شبہ نہیں کیا۔ اُسکے مرنے کے بعد بھی مارکس کے خیالات میں فرق نہ آیا۔ اور وہ ہمیشہ اسکا نام عزت لیتا رہا عبادت کے موقع پر وہ دیوتاؤں کا شکریہ ادا کرتا تھا کہ مجھکو ایسی وفادار، شریف، اور سادہ طبیعت کی بیوی ملی ہے۔ اور اُس کی خواہش پر مجلس ملکی نے فاسٹینا کو دیویوں کی قطار میں جگہ دی، مندر میں اس کے خصوصیات وہی ٹھہرائے گئے جو جونو وینس اور سیرس کے تھے یہ قانون بنایا گیا کہ جب کسی لڑکے لڑکی کی شادی رچائی جائے تو دولھا دلھن دونوں پارسا دیوی کے سامنے وفاداری کی قسم کھایا کریں۔

کموڈس کیساتھ اسکے تعلقات

باپ کی خوبیوں کے مقابل میں بیٹے کی جو خرابیاں ہیں انسے مارکس کی خوبیوں پر ایک حد تک پردہ پڑگیا ہے مارکس پر اس بات کا الزام لگایا جاتا ہے کہ اس نے اپنے نااہل بیٹے کی خاطر لاکھوں آدمیوں کے آرام و آسایش کا کوئی خیال نہیں کیا اور اُس نے غیروں کے مقابلہ میں اپنے بیٹے کو تخت نشینی کے لئے انتخاب کیا۔ اصل یہ ہے کہ مارکس کو اپنے بیٹے کی اصلاح کا بڑا خیال تھا اس نے اس غرض سے ملک کے بڑے بڑے عقلا سے صلاح لی اور اون کی رائے سے کوئی بات اُٹھا نہیں رکھی جو اس سے نہ کی ہو۔ اس نے وہ تدبیریں اختیار کیں جنسے اسکی خراب عادتیں ترک ہو جائیں، اور وہ اُس تخت پر بیٹھنے کا اہل ہو سکے جسکا وہ حقدار تھا لیکن تعلیم سوائے ان لوگوں کے جو اُس کے اہل ہوتے ہیں، دوسروں کے لئے بے کار ثابت ہوتی ہے فلسفی دماغ باپ کی تمام تعلیم اس وقت بیکار ہو جاتی جب کموڈس کے کان میں اسکا کوئی پیارا رفیق کچھ کہہ دیتا۔ اور جب مارکس نے اسکو چودہ یا پندرہ برس کی عمر میں حکومت میں برابر کا حصہ دار بنا لیا، تو اُس نے خود اپنے بیٹے کی حالت اور خراب کردی۔ اس کے بعد مارکس صرف چار برس اور زندہ رہا۔ لیکن انھیں چار برسوں میں اسکو اپنی جلد بازی کا افسوس کرنا پڑا کہ میں نے کیوں کموڈس کو سلطنت کا حصہ دار بناکر اس قابل کردیا کہ وہ اپنے کو عقل و رقانون سے بالاتر سمجھے گا۔

کموڈس کی تخت نشینی

اکثر وہ جرائم جنسے سوسائٹی کی اندرونی زندگی کو نقصان پہونچتا ہے وہ ہوتے ہیں جو ان قوانین کا نتیجہ ہیں جو ضروری ہیں لیکن جنکی بنیاد مساوات پر نہیں ہے۔ ایسے قوانین سے بعض لوگوں کے دلوں میں ناجائز طریقے سے کسب زر کی خواہش پیدا ہوتی ہے کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ وہ چیزیں جنکی طمع سب کو ہوتی ہے، صرف چند مخصوص لوگوں کے گھروں تک محدود ہیں تاہم وہ سب جذبات اور خواہشات سے زیادہ زبردست خواہش حصول طاقت کی ہوتی ہے کیونکہ ہر شخص کا

یقیناً وہ گرفتار ہو جاتا، اور پھر اپنے ناراض آقا کے سامنے پیش ہوتا۔ اگر بفرض محال وہ حدود سلطنت سے باہر نکل بھی جاتا تو بھی کوئی فائدہ نظر نہ آتا تھا کیونکہ سلطنت کے باہر سمندر ون، ناقابل گذر ریگستانون، اور وحشی قبائل کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ ان قبائل کے عادات و اطوار نہایت ظالمانہ تھے انکی زبان دوسری تھی۔ بعض سمندون مین ایسے چھوٹے چھوٹے تاجدار تھے جو روم کے ماتحت تھے اور مجرمون کو پکڑ کر شاہنشاہ کے پاس بھیج کر اسکی خوشنودی حاصل کرتے ہین ذرا بھی پس و پیش نہ کرتے بستر دنے منفرد مارکیلس سے کہا تھا کہ "تم جہان کہین بھی جاؤ تم کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ ہم ہر جگہ فاتح تاجدار کے قبضہ قدرت مین ہین"۔

باب چہارم

کموڈس کے مظالم حماقتین اور قتل پٹینکس کا انتخاب اور اسکی کوششین حکومت کی اصلاح کے بارے مین محافظ سپاہ کے ہاتھون قتل ہونا

مارکس کی نرمی

مارکس کی نرم دلی اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ باوجود فقیرانہ فلسفہ کی سختیون کے وہ پوری طور پر زائل نہ ہوسکی۔ اور یہی اسکی ایک کمزوری ہے۔ وہ نہایت سمجھ دار تھا لیکن اپنے دل کی صفائی کی بدولت سے نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔ وہ جو فروش گندم نما، جو اپنے جذبات کو چھپا کر تاجدارون کے جذبات کا مطالعہ کرتے ہین، فلسفی مزاج اور دنیا سے بے تعلق بن کر اس کے پاس پہنچے اور اس سے انعامات اور اختیارات حاصل کیے۔ اس نے جو رعایتین، اپنے بھائی، اپنی بیوی، اور اپنے لڑکے کے ساتھ کین وہ غیر معمولی تھین اور وہ رعایتون کی حد سے گذر کر ملکی نقصانون کی صورت مین ظاہر ہوئین، کیونکہ انکی تقلید کی گئی اور اس سے برے نتائج ظاہر ہوئے۔

فاسٹینا کے ساتھ اسکے تعلقات

فاسٹینا جو پئیس کی بیٹی اور مارکس کی بیوی تھی عشق بازی مین اتنی ہی مشہور تھی جتنی اپنے حسن کی بدولت۔ خیال یہ تھا کہ فلسفیانہ اور متین سادگی کے ساتھ اس متنوع پسند آوارگی کا جو ذلیل ترین انسانون مین بھی خوبیان دیکھ لیتی اتصال نہین ہوسکتا۔ زمانہ قدیم کا دیوتا کیوپڈ جذبات پرست تھا اور چونکہ ایک ملکہ کی عشق بازی، ترقی کا باعث ہوتی ہے اس وجہ سے تعلقات کی بنا جذبات عشق پر نہین ہوتی۔ تمام سلطنت مین صرف مارکس ہی ایک ایسا شخص تھا

پر خوش ہوتے تھے کہ ہم اس طرح مجلس ملکی کو اپنے ساتھ شریک بھی رکھتے ہین اور اُس پر قابو بھی۔ اِس انتظامیہ جماعت نے آخری رومیون کو فرضی جرمون اور خوبیون کے لئے جو اُن مین موجود تھین سخت سزائین دین۔ وہ لوگ جو الزام لگاتے تھے محب وطن اور ملکی آزادی کے محافظ بن کر ملک کی عدالت کے سامنے اُن غریبون کو لاتے تھے۔ اور اندھیر یہ تھا کہ ان الزام لگانے والون کو انکا انعام ملتا تھا۔ غلامانہ عادتون والے جج جمہوری حکومت کے اختیارات کا زبانی دعوے کرتے تھے۔ حالانکہ ان اصولون کو مجسٹریٹ[1] اول سب سے زیادہ پامال کرتا تھا اور بقیہ جج اسکے کرم و کرم کی ثنا و صفت کرتے رہتے اور غصہ کے وقت اسکے قہر سے کانپتے رہتے تھے۔ تاجدار اُنکے اس کمینہ پن کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے اور چونکہ جج بھی بادشاہ سے باطن مین نفرت کرتے تھے اس وجہ سے بادشاہ بھی تمام مجلس ملکی سے ہمیشہ ناخوش رہتے تھے۔

سلطنت کے وسیع ہونے کے سبب سے جائے مفر نہ تھی

براعظم یورپ مختلف خود مختار ریاستون مین منقسم ہی۔ ان ریاستون مین زبان، مذہب، عادات و اطوار وغیرہ کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ اس سے ایک نہایت قابل قدر بات معلوم ہوتی ہی جسکا ظہور بنی نوع انسان کے لئے بہت مفید ثابت ہوا ہی۔ موجودہ زمانے کا کوئی خود مختار اور مطلق العنان بادشاہ اگر ایسا ہی جسکا ضمیر اسکو ملامت نہین کرتا اور جسکی رعایا اسکے سامنے ہمیشہ سر تسلیم خم کرتی رہتی ہی تو وہ اپنے دوسرے ہمعصرون کی حالت سے سبق لے گا۔ نکتہ چینیون سے ڈریگا۔ ہمعصرون کی صلاح پر عمل کریگا اور اپنے دشمنون سے ترسان رہیگا۔ رعایا کے وہ لوگ جو اسکی ناراضگی کا باعث ہون گے وہ دوسرے ملک مین جاکر عمدہ آب و ہوا مین امن و امان سے زندگی بسر کر سکین گے۔ وہان وہ اپنی محنت سے دولت پیدا کر سکتا ہی ناپسندیدہ باتون کے خلاف حرف شکایت زبان سے نکال سکتا ہے اور شاید اپنے پرانے دشمن سے انتقام لے سکتا ہی لیکن رومیون کی سلطنت تمام دنیا مین پھیلی ہوئی تھی اور جب اسکی قسمت کا فیصلا ایک شخص واحد کے سپرد ہو جاتا تو اسکے دشمنون کو فرار ہونے کے لئے کوئی مقام نہ تھا۔ شاہی غلامون مین سے جب کسی شخص کو پا بہ زنجیر ہو کر روم مین رہنے کا یا شہر بدر کرکے ڈینوب کے کنارے یا سیرفیس مین زندگی کے دن کاٹنے کا حکم ہوتا تو اسکے لئے کوئی دوسری امید نہ تھی۔ سر تسلیم خم نہ کرنا اور زیادہ مضر تھا اور فرار کرنا غیر ممکن ہر طرف زمین اور سمندر کے وسیع حصے موجود تھے اور اگر وہ بھاگتا تو اسکے لئے کامیابی غیر ممکن تھی

---

[1] یعنی تاجدار وقت

ضروری ہی اور رعایا کا بغیر چون وچرا کے حکم ماننا، فرض اولی ہی

رومیون کے علوم اور انکی حریت پسندی

رومیون کے دماغ، غلامی کے لئے دوسرے طریقون سے تیار تھے۔ گو یہ لوگ اپنی ملکی کمزوریون، اور فوجی فسادون مین مبتلا تھے، اُن مین حریت وآزادی کے جذبات یا کم از کم اپنے آزاد بزرگون کے خیالات باقی رہے ہے ایلوِیڈلیس[۵۱]، تھریسیا[۵۲]، ٹیسی ٹس[۵۳] اور پلینی[۵۴] نے جو تعلیم پائی تھی۔ وہ وہی تھی، جو لیو[۵۵] اور سسرو[۵۶] نے پائی تھی۔ یونانی فلسفہ سے انکو انتہائی آزادی اور انصاف کا معیار معلوم ہوچکا تھا۔ اور سوسائٹی کی ابتدائی شکل کا بھی انکو علم تھا۔ اپنے وطن کی تاریخ سے وہ ایک آزاد، فاتح، اور عمدہ حکومت کی قدر ومنزلت کرنا سیکھ چکے تھے۔ اور آگسٹس اور سیزر کے کامیاب جرموں سے انکو نفرت تھی۔ گو ظاہر مین وہ اِن خود مختار اور مطلق العنان تاجدارون کی چاپلوسی کرتے تھے لیکن باطن مین اُنسے نفرت کرتے تھے۔ ان لوگون نے مجسٹریٹون اور مجلس ملکی کے ممبرون کی حیثیت سے کونسل مین شریک ہوکر دنیا کے لئے ایسے قوانین بنائے تھے جنکے نام کی بدولت تاجدار کو کام کرنے کی طاقت حاصل تھی اور جو اپنے اختیارات کو ظلم وجور کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ٹائبرس اور وہ تاجدار جو اُس کے پیرو تھے، اپنے ظلمون کو انصاف کے پردہ مین چھپاتے تھے اور باطن مین اِس با

---

۵۱ یہ شخص آزادی کا علمبردار، فلسفہ کا دلدادہ، اور علوم وفنون کا عاشق تھا۔ وسپیسین کے حکم سے قتل کیا گیا

۵۲۔ بادشاہ نیرو کے زمانے مین، مجلس ملکی کا ممبر تھا، فقیرانہ فلسفہ کو مانتا تھا اپنے خیالات کی اشاعت مین بہت آزاد تھا اور اسی بنا پر مجلس ملکی کے اشارہ سے شاہنشاہ نے اُسکو قتل کرا دیا۔

۵۳ فلسفی مزاج مصنف تھا، اُس نے جو کتابین لکھی ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نفس انسانی کا ماہر تھا اور حقیقت پر جان دیتا تھا۔

۵۴ ابتدائے شباب مین سپاہی پیشہ تھا۔ بعد مین روم مین قانونی پیشہ اختیار کیا، علوم وفنون کا شائق تھا اور اُنکے حصول مین انتہائی کوشش کرتا تھا۔

۵۵ ۲۳۴ء قبل مسیح مین پیدا ہوا تھا۔ شروع مین سپاہی پیشہ تھا، بعد مین ملکی معاملات مین حصہ لینا شروع کیا۔ ضعیفی مین اُسنے یونانی ادب کی طرف توجہ کی۔ کئی ملکی عہدون پر فائز ہوا اور عمر بھر نیک پاک زندگی بسر کی

۵۶ یہ مشہور مقرر ۱۰۶ء قبل مسیح مین پیدا ہوا۔ فن تقریر مین کمال پیدا کرکے، وکالت شروع کی سسرو اپنے خیالات پر قائم رہتا تھا۔ اور اپنے کمالات پر بہت فخر کرتا تھا۔

بہالم صفت ویٹیلس اور کمزور وظالم ڈومیشین ایسے تاجدار ہوئے جن پر ہمیشہ لعنت کی بوچھار ہوتی رہیگی۔ اگر ہم وسپاسین کے مختصر اور پرسکون زمانے کو الگ کردین، تو اسّی برس کے طویل عرصہ مین روم ظلم وجور کا مرکز بنا رہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمہور کے زمانہ کے جو پرانے خاندان تھے، وہ تباہ ہوگئے اور تمام خوبیان اور صفات ایک ایک کرکے رخصت ہوگئین۔

رومیون کی خاص مصیبتین جو انکو ظالم تاجدارون کی وجہ سے پیش آئین

ظالم وجابر تاجدارون کے عہد حکومت مین رومیون کو علاوہ غلامی کے اور دو خاص مصیبتون سے سامنا پڑا پہلی مصیبت انکی فرضی آزادی اور دوسری مصیبت انکی فتوحات تھین۔ ان فتوحات کی وجہ سے رومیون کی حالت ایسی خراب ہوگئی جیسی کسی زمانہ مین اور کسی ملک مین نہ ہوئی تھی۔ ان باتون کا پہلا نتیجہ یہ تھا کہ مصیبت زدون کی ہوشیاری کا اظہار ہوا اور دوسرا یہ کہ یہ لوگ کسی طرح بھی ظالمون کے ہاتھ سے بچ نہ سکتے تھے۔

مشرقی اقوام کی بے حسی

جب فارس مین سفی کے جانشین حکومت کرتے تھے تو ایک قصہ یہ مشہور تھا کہ جب کوئی کسی تاجدار کے سامنے سے واپس آتا تو اسکو یہ شک ہوتا کہ میرا سر سلامت ہے یا نہین۔ اسی خاندان کے بادشاہون کی بدمزاجی اور ظلم کی یہ حالت تھی کہ انکے دیوان، میزین، کرسیان، اور چارپائیان تک انکے مصاحبین کے خون سے آلودہ رہتی تھین۔ ستان کو جو شک تھا اسکو ان آئے دن کے واقعات سے تقویت ہوتی تھی لیکن اُس کے سر پر جو مصائب نازل ہوتے رہتے تھے اُس سے اُسکے سکون مین کوئی خلل نہ پڑتا تھا۔ اسکو معلوم تھا کہ تاجدار کے ابروون کے بل مجھکو تباہ کرسکتے ہین، اور آفات ارضی وسماوی بھی اس سے زیادہ نقصان نہین پہونچا سکتے۔ عقلمندی کے معنی یہ تھے کہ انسان مصائب کو بھولکر موجودہ عیش وچین کو غنیمت سمجھے۔ بادشاہون کے غلامون کو جو نشان ملتا تھا۔ وہی خود اسکو بھی ملا تھا جو دور دراز کے ممالک مین شاید مفلس ماں باپ سے خرید لیا گیا تھا، اور غلامی کی سخت بندشون مین پرورش پاچکا تھا۔ اسکا نام، اسکی دولت، اسکی عزت وغیرہ اسکے آقا کے عطیات ہوتے تھے اور وہ جب چاہتا تھا انصافاً ان چیزون سے غلامون کو محروم کرسکتا تھا مگر انسان مین اگر کوئی قابلیت تھی تو وہ یہ کہ اپنے عادات واطوار کو ہٹ دھرمی سے صحیح ثابت کرلیتا۔ اسکی زبان مین سوائے شخصی حکومت کے اور کسی قسم کی سلطنت کے لئے الفاظ بھی نہ تھے مشرقی۔ برجست اسکو یہ معلوم ہوگیا تھا کہ بنی نوع انسان کی حالت ہمیشہ ایسی ہی تھی، قرآن مجید اور اس متبرک کتاب کے مفسرین سے اسکو یہ معلوم ہوا کہ سلطان ہر وقت پیغمبر خدا کا جانشین اور ذات باری کا نمایندہ ہوتا ہے اور یہ کہ مسلمانون کے لئے صبر کرنا تھا

ساتھ نہایت اچھا برتاؤ کیا اور اونکو پوری طور پر اپنے قبضہ مین رکھا ۔ نروا، ٹراجن، ہیڈرین، اور اینٹونینس نے بھی جو اپنے تئین آزادی کا حامی قرار دیتے تھے، اور علانیہ کہتے تھے کہ ہماری حیثیت وزرا کی سی ہے، ملکی نظام کو نہایت ہوشیاری سے قائم رکھا۔ اگر رومی رعایا اس زمانہ مین حصول آزادی کی اہلیت ہوتی تو ایسے تاجدارون کو ملک مین جمہوری حکومت قائم کرنے کی عزت نصیب ہو سکتی تھی ۔

نظام حکومت کی غیر ثباتی

یہ تاجدار، جو سخت محنتین کرتے تھے، اس کا معاوضہ کامیاب ہونے کی حالت مین انکو کافی ملتا تھا۔ معاوضہ یہ تھا کہ ان لوگون کو اطمینان حاصل رہتا تھا اور اپنی تجاویز کی بدولت، رعایا کو سرسبز ہوتے دیکھکر خوش ہوتے تھے ۔ حصول مسرت کے اس بہترین طریقہ کو غم آلود کرنے والا ایک خیال بھی تھا، یعنی مسرت ایک شخص کی ذات سے وابستہ رہتی ہے۔ اور ایسا وقت اس موقع پر آئے گا جب کوئی غیر اخلاقی زندگی بسر کرنے والا نوجوان، یا ظالم تخت سلطنت کو اپنی موجودگی سے ناپاک کرے گا۔ اور شخصی حکومت کے تمام اختیارات کو جنھین ہم نے نوع انسان کی بہبودی مین استعمال کرتے رہے ہین، وہ انھی اختیارات سے انکو ضرر پہونچائے گا اور اس طرح اختیارات کو تباہ کردیگا۔ مجلس ملکی اور قوانین کی جو پابندیان تھین ان کی وجہ سے، بادشاہون کی خوبیون کا اظہار ہو سکتا تھا۔ لیکن انکی برائیون کی روک نہ ہو سکتی تھی ۔ فوجی طاقت ایک ایسا آلۂ بیجان تھی جسکی ذریعہ سے مظالم کیے جاسکتے تھے۔ رومی سوسائٹی اس پست حالت مین تھی کہ ہمیشہ چاپلوسی کرنے والون اور اُن وزرار کی جو بادشاہ کی غلامی کرتے رہین، کمی نہ تھی ۔ یہ وزرار اپنے آقا کے مظالم، خوف، غصہ اور حرص وغیرہ کو برداشت کرتے تھے اور اُف نہ کرتے تھے۔

ٹائیبرئس، کیلیگولا، نیرو اور ڈومیشین کی یادگارین

رومی رعایا کو اس قسم کی پریشانیون کا تجربہ ہو چکا تھا۔ رومی شاہنشاہون کے حالات فطرت انسانی کے نقائص کا ایک پوری اور مکمل تصویرین ہین اور اگر آج ہم موجودہ زمانہ کی تاریخ مین انکے سے لوگ تلاش کرین تو نہین مل سکتے۔ ان بادشاہون مین بعض نہایت نیک خصلت اور بعض نہایت بداخلاق تھے ۔ ان مین وہ لوگ بھی تھے، جو اعلیٰ اخلاق کا بہترین نمونہ تھے اور وہ بھی تھے، جو ہمارے زمانے کے پست ترین طبقہ کی مثل تھے۔ ٹراجن اور انٹونینس کے زرین عہد سے پہلے جو زمانہ گذرا وہ ظلمت اور تاریکی سے سیاہ تھا۔ اور آگسٹس کے نالائق جانشینون کے نام گنانے سے کوئی فائدہ نہین ۔ انھون نے جس شاندار تماشہ گاہ پر اپنی لاثانی کمزوری اور بداخلاقیون کا مرقع دکھایا ہے اُس کی وجہ سے آج گمنامی کے قعر مین نہین پڑے ہین ورنہ آج انکا کوئی نام بھی نہ جانتا۔ خونخوار ٹائیبرئس، ظالم کیلیگولا، کمزور طبیعت کا کلاڈئس، ظالم اور عیش پرست نیرو

اپنی قسمت سے جو رتبہ اُس نے پایا تھا، اُس کو وہ حد اعتدال مین رہ کر فائدہ اُٹھاتا اور سوسائٹی کی دلچسپیون سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ اسکی طبیعت کچھ اس قسم کی تھی کہ مین دوسرون کو فائدہ پہونچاؤن اور اس کا خوش مزاجی کے ساتھ اکثر اظہار بھی کرتا رہتا تھا۔

مارکس مارکس آرلیوس انیٹونینس کی عادت اس سے ذرا سخت اور دقت پسند تھی۔ اسکی عادات و اطوار علمی مجلسون، کسب علم کی تکلیفون اور آدھی آدھی رات تک کتب بینی کرنے کا نتیجہ تھین۔ بارہ برس کی عمر مین اُس نے فقیرانہ زندگی پسند کی تھی اور اس فلسفہ سے اسکو یہ تعلیم ملی تھی کہ جسم کو روح کے، اور جذبات کو عقل کے ماتحت رہنا چاہیے، فضائل اصل خوبی، اور رذائل اصل خرابی ہین اور تمام ظاہری چیزین ناقابل التفات ہین، اسکے افکار جنکو اس نے میدان جنگ کے شور و شغب مین ترتیب دیا تھا آجتک موجود ہین۔ اور وہ مسائل فلسفہ کی اس عام طریقہ پر اشاعت کرتا تھا۔ جو نہ تو ایک حکیم کی انکساری کے لیے موزون تھی اور نہ ایک شاہنشاہ کے شایان شان اسکی زندگی، زینو کی تعلیمات کی مکمل شرح تھی۔ وہ اپنے لئے بہت سخت تھا، دوسرون کی کمزوریون کو نظر انداز کرتا تھا اور تمام بنی نوع انسان کے ساتھ انصاف اور خلق سے پیش آتا تھا۔ اسکو اس بات کا افسوس تھا کہ اویڈیس کیسیس جس نے سیریا مین ایک انقلاب کو ابھارنے کی کوشش کی تھی خودکشی کر کے مجھے نا امید کر دیا اگر وہ ایسا نہ کرتا تو مین اسکو دشمنی کے بدلے اپنا دوست بنا کر مسرت حاصل کرتا۔ اس نے اپنے خیال کو اس طرح پایہ ثبوت کو پہونچایا کہ اس باغی شخص کے جتنے پیرو تھے انکی بابت مجلس ملکی کے خیالات کو نرم کر دیا جنگ کی بابت اس کا خیال تھا کہ اس سے انسانی فطرت پستی کی طرف مائل ہوتی ہے اور یہ قابل نفرت شے ہے۔ لیکن جب حفاظت خود اختیاری مین ہتھیار اُٹھانے کی ضرورت پڑی، تو برف سے جمے ہوئے دریائے ڈینیوب کے کنارون پر وہ آٹھ حملون مین خود شریک رہا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انتہائی سردی کے باعث اور اس کی جسمانی کمزوری کی وجہ سے اس کو سخت نقصان پہونچا۔ آنے والی نسلین اسکا نام عزت سے لیتی ہین اور اس کے مرنے کے بعد ایک صدی سے زیادہ تک اکثر لوگ مارکس انیٹونینس کے بت کو اپنے خاندانی دیوتاؤن کی صف مین جگہ دیتے رہے۔

رومیون کی فارغ البالی اگر کسی شخص سے یہ سوال کیا جاوے کہ دنیا کی تاریخ مین کس زمانہ مین بنی نوع انسان نے نہایت خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کی ہے تو وہ بلا کسی پس و پیش کے کہہ دیگا کہ۔ جو زمانہ ڈومیشین کے وفات سے لیکر کموڈس کی تخت نشینی تک گذرا ہے وہ سب سے زیادہ فارغ البالی کا زمانہ تھا۔ روم کی وسیع سلطنت شخصی حکومت کے ماتحت تھی اور یہ حکومت عقلمندانہ اصول پر مبنی تھی۔ پانچ تاجدار ایسے ہوئے ہین، جنکے آگے بے اختیار جھکنا پڑتا ہے ان تاجدارون نے اپنی سپاہ کے

تو شہنشاہ نے بہت رنج منایا اور اسکی بُری باتون کو بھلا دیا۔

دو انٹونینس کا متبنّیٰ ہونا

جب ہیڈرین کی خواہش پوری ہوگئی اُسے ناکامی ہو چکی تو اُس نے تخت کے لئے ایک ایسے لائق جانشین کا انتخاب کیا جس سے بعد کی نسلین اسکی ہمیشہ ثناخوان رہین۔ اسکی دوربین نگاہون نے مجلس ملکی کے ایک ایسے ممبر کو منتخب کر لیا جسکی عمر پچاس برس کی تھی اور جس کی زندگی بالکل پاک صاف تھی۔ اس کے علاوہ اُس نے ایک دوسرے نوجوان کا انتخاب کیا جسکی عمر سترہ برس کی تھی۔ اور جس سے یہ امید کی جاتی تھی کہ جیسے جیسے عمر بڑھتی جائیگی اُسکے پسندیدہ صفات مین اضافہ ہوتا جائیگا۔ ہیڈرین نے اول الذکر کو اس شرط پر اپنا جانشین مقرر کیا کہ وہ موخرالذکر کو فوراً اپنا متبنّیٰ کر لے یہ دونون انٹونینس ۴۲ برس تک رومی دنیا پر نہایت عقلمندی اور سلامت روی سے حکومت کرتے رہے۔ اگرچہ پیس کے دو لڑکے موجود تھے لیکن اُس نے اپنے ملک کا اپنے خاندان کے مقابل مین زیادہ خیال کیا اُس نے اپنی بیٹی فاسٹینا کا عقد، نوجوان، مارکس سے کرکے اسکو حاکم فوجداری اور مدار المہامی کے اختیارات مجلس ملکی سے دلوا دیئے اور حکومت کے معاملات مین اسکو دخیل کر دیا۔ مارکس اپنے سرپرست کی بہت عزت کرتا تھا، اسکو مثل اپنے والدین کے سمجھتا تھا۔ اور مثل آقا کے اسکی اطاعت کرتا تھا۔ جب پیس کا انتقال ہوگیا، تو اُس نے نظام حکومت کو پیس ہی کے خیالات اور اصول پر قائم کیا یہی شاید دو ایسے تاجدار گذرے ہین، جنکے زمانہ مین رعایا کی بہبودی، حکومت کا خاص مقصد تھی۔

پیس کی سیرت اور حکومت

ٹائٹس انٹونینس پیس کو لوگ بجا طور پر، دوسرا نوما[1] خیال کرتے ہین۔ نوما کی طرح ان دونون شہزادون کو بھی، مذہب، انصاف، اور صلح پسندی سے شوق تھا۔ لیکن دوسرے شہزادہ کے دوران حکومت مین ایک ایسا موقع پیش آیا جب وہ اپنی خوبی کا اظہار پوری طور پر کر سکا۔ نوما نے تو صرف یہی کیا تھا کہ چند ہمسایہ گاؤن کو ایک دوسرے کی فصل برباد کرنے سے روک دیا تھا۔ لیکن، انٹونینس نے دنیا کے بہت بڑے حصہ مین امن وچین قائم کر دیا۔ اسکے عہد حکومت کی ایک خصوصیت بھی ہے کہ اُس عہد مین ایسے مواقع بہت کم پیش آئے جو تاریخ مین درج ہونے کے لائق ہون اُس زمانہ کی تاریخ مین صرف غلطیون، جرمون، اور بدنصیبیون کا ذکر پایا جاتا ہے۔ خانگی زندگی مین وہ بہت محبت والا اور خلیق آدمی تھا۔ اسکی فطری سادگی، اُس غرور اور تصنع کے خلاف تھی جو اُسے برتنا پڑتی تھی

---

[1] نوما کے متعلق تاریخ سے کوئی بات یقینی معلوم نہین ہوتی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ روم کا دوسرا تاجدار تھا اور [illegible] مذہب کی تبلیغ وترویج کا بہت شوق تھا۔ اُس نے [illegible] ۴۳ برس حکومت کی۔

ہو جو دینا چاہئے؛ انہیں حیات مستعار کے آخری لمحون مین شاہنشاہ بیگم پلوٹینا کی چالاکی سے یا تو ٹراجن نے ایک مستقل ارادہ کر لیا اور یا ایک غلط اور متبنی کرنے کے قصے کو صحیح مان لیا۔ اس قصہ کو نہ ماننے مین مختلف قسم کے خطرے تھے اور اس لئے ہیڈرین بلا کسی جھگڑے فساد کے ٹراجن کا جانشین تسلیم کر لیا گیا جیسا بیان کیا جا چکا ہے اس کے عہد حکومت مین سلطنت مین امن و امان رہا اور اس نے خوب ترقی کی۔ اس نے ارباب فن کی بہت افزائی کی، قوانین کی اصلاح کی، فوجی قواعد کی سختی سے پابندی کرائی، اور تمام صوبجات کا خود معائنہ کیا۔ اسکی عقل بڑے سے بڑے نقطۂ نظر پر جلدی ہو جاتی، اور ملکی پالیسی کے ہر پہلو کو وہ خوب سمجھتا تھا لیکن اسکو نئی باتین دریافت کرنے کا شوق اور اظہار شان کا خبط تھا اور جس زمانہ مین جس بات کا زور زیادہ ہوتا، اسی نسبت سے اسکے اعمال مین فرق ظاہر ہونے لگتا۔ کبھی وہ قابل تقلید جذبہ ہوتا کبھی ایک شکم آگین سوفسطائی اور کبھی ظالم و جابر حاکم۔ لیکن عام طور پر وہ تعریف کا مستحق ہے کیونکہ وہ منصف تھا اور اکثر اعتدال سے کام کرتا تھا۔ لیکن اپنے عہد حکومت کے ابتدائی ایام مین اس نے مجلس ملکی کے ان چار شخصون کو قتل کرا دیا جو اس کے دشمن تھے۔ حالانکہ ان کا وجود سلطنت کے لئے ضروری خیال کیا جاتا تھا اور جب وہ ایک بیماری مین مبتلا ہوا تو بہت چڑچڑا اور ظالم ہو گیا۔ مجلس ملکی مدت تک یہ نہین طے کر سکی کہ اسکو ہمدیوتا مانین یا ظالم خونخوار۔ اور وہ عزت درست جس سے اُس کی یاد تازہ رکھی گئی، مقدس انٹونینس کی کوششون کا نتیجہ تھی۔

چھوٹے بڑے ویریون کا متبنی ہونا

ہیڈرین کے وہم نے اسکو کسی نہ کسی شخص کو جانشین منتخب کرنے پر مجبور کیا۔ اسکی نگاہ والا کئی آدمیون پر پڑی تھین، جس مین قابلیت موجود تھی اور جنکی وہ عزت کرتا تھا اور جنکی قابلیت کی بنا پر وہ نفرت بھی کرتا تھا۔ ان لوگون مین سے اُس نے لیسیس ویرس کو انتخاب کیا جو نفس پرستی اور عیش و عشرت مین زندگی بسر کرتا تھا اور جس کی خوبصورتی نے شاید اُس کی سفارش کی لیکن عین اُس موقع پر جب کہ وہ اپنے نئے جانشین کے انتخاب پر خوشی منا رہا تھا اور جب اسکی سپاہ بھی شاہنشاہ سے معقول رقم پاکر اسکو جانشین تسلیم کر کے ان مسرتون مین حصہ لے رہی تھی، تو نئے سیزر کو موت کے ظالم ہاتھون نے اُن سے بہت جلد جدا کر دیا۔ اُس کے ایک لڑکا تھا ہیڈرین نے اس لڑکے کو انٹونینس کے سپرد کر دیا۔ جس نے اسکو اپنا جانشین بنایا اور جب وہ تخت نشین ہوا، تو حکومت کے مساوی اختیارات اُس لڑکے کو بھی حاصل ہوئے۔ جہان اس چھوٹے ویرس مین مختلف قسم کی برائیان تھین وہان ایک خوبی یہ بھی تھی کہ وہ اپنے بڑے اور عقلمند بھائی کی بہت عزت کرتا تھا اور سلطنت کے تمام کام جس کے سپرد کر دیے تھے۔ فلسفی مذاق رکھنے والا شاہنشاہ اسکی حماقتون کی پردہ پوشی کرتا تھا اور جب وہ مر گیا

معمولی سپاہی تھا۔ اور اس کا باپ محصول جمع کرنے والا ایک معمولی سردار۔ اپنی قابلیت کی بدولت وہ اس ترقی یافتہ زمانہ مین سلطنت پر قابض ہوگیا۔ لیکن اسکی قابلیت سے فوائد بہت ہوتے تھے اور اسکی طبیعت مین نمایش بہت کم تھی۔ اُس مین جو خوبیان تھین وہ اُسکے انتہائی بلکہ ذلیل بخل کی وجہ سے قابل تحسین نہ خیال کی جاتی تھین۔ ایسے مزاج کے تاجدار نے اپنے فوائد کا تحفظ اس طریقے پر سوچا کہ مین اپنی زندگی مین اپنے لڑکے کو سلطنت مین دخیل کر لون۔ اس سے فائدہ یہ متصور تھا کہ اس کے عمدہ اور پسندیدہ عادات واطوار کی وجہ سے لوگ اُس کے ذلیل خاندان کا خیال نہ کرینگے بلکہ اُن کی آنکھین ان شاندار فتوحات وغیرہ سے خیرہ ہوجائین گی جو فلیوین خاندان کے تاجدارون کو حاصل ہونگی ٹائٹس کے رحیمانہ طرز حکومت کی بدولت رومی دنیا مین عارضی طور پر سختی وجبر کا استیصال ہوگیا اور اُس کی یاد سے ملک اُس کے بھائی ڈومیشین کے مظالم سے پندرہ برس تک محفوظ رہا۔

ٹراجن کا متبنی ہونا اور اسکے عادات واطوار

نروا نے جیسے ہی حکومت کی باگ ڈومیشین کے قاتلون سے اپنے ہاتھ مین لی اُس نے دیکھا کہ مین اپنی کم عمری کی بدولت ان فسادون کا استیصال نہین کرسکتا جو میرے پیشرو کے مظالم کی بدولت ترقی پذیر ہوتے رہے ہین۔ ملک مین جو عقلمند اور سلیم الطبع لوگ تھے وہ اسکی حکومت کو بہت پسند کرتے تھے لیکن تنزل پذیر رومیون کے لئے ایک زیادہ سخت حکمران کی ضرورت تھی جو اپنے انصاف کی وجہ سے مجرمون کے دلون مین خوف بٹھا دے۔ اگرچہ اسکے عزیز واقارب موجود تھے لیکن اس نے ایک غیر شخص کو اپنی جانشینی کے لئے انتخاب اور ٹراجن کو اپنا متبنی کیا جس کی عمر اس وقت چالیس برس کی تھی اور جو لوور جرمنی مین ایک فوج کے ساتھ موجود تھا۔ نروا نے مجلس ملکی کے ایک حکم کے مطابق فوراً اسکو اپنا دوست اور متبنی قرار دے دیا۔ یہ بات واقعی قابل افسوس ہے کہ جب ہم نیرو کے جرمون اور حماقتون پر اظہار نفرت کرتے ہین، تو ٹراجن کے افعال پر یا تو ہم پوری طور پر نظر نہین ڈال سکتے اور یا ہمین اسکے مداحون کے بیان پر اعتماد کرنا پڑتا ہے۔ اُس کا ایک مداح ایسا ہے جس کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ چاپلوسی کے جرم کا مرتکب نہین تھا۔ جب ٹراجن کی وفات کو دو سو پچاس برس گذر چکے تھے تو ایک نئے شاہنشاہ کی تخت نشینی کے موقع پر مجلس ملکی نے حسب معمول اسکی تعریف کرتے ہوئے یہ امید ظاہر کی تھی کہ ہمارا نیا تاجدار، رحم وکرم مین آگسٹس سے اور خوش خوئی مین ٹراجن سے بڑھکر ہوگا۔

ہیڈرین

ہم کو اس بات کا یقین کرنا چاہیئے کہ یہ رحیم وشفیق بادشاہ ایک عرصہ تک یہ فیصلہ نہین کرسکا کہ مجھے ہیڈرین کے مشکوک عادات واطوار پر بھروسہ کرکے اسے شاہانہ اختیارات

ایک جانشین کا مقرر کرنا

ان مقامات پر جہان کہ شاہنشاہ کا انتخاب ہوتا ہے، جگہ خالی ہونے پر ہمیشہ جھگڑے فساد اور خطرات کا اندیشہ رہتا ہے۔ رومی شاہنشاہون نے اس خیال سے کہ ہمارے بعد افواج کو اتنا وقت نہ مل سکے کہ دوسرا شخص انتخاب کرین اور اُس پیش بندیون کا لحاظ کرین یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنی حیات مین ہی اپنے مقرر کردہ جانشین کو حکومت مین بہت بڑا حصہ دینے لگے۔ تاکہ ہماری وفات کے بعد حکومت کے دیگر اختیارات بھی انکے ہاتھ مین آجائین اور ایک دوسرے تاجدارون کے ہاتھ مین نہ جاسکے۔ آگسٹس کی آرزوئین بعض بزرگون کی ناوقت وفات سے خاک مین مل گئین

ٹائبیریس کا جانشین مقرر ہونا

اب اُس نے اپنی تمام امیدین ٹائبیریس کی ذات سے وابستہ کرلین اور اپنے متبنّیٰ لڑکے کو عدالت کا حاکم اور محتسب مقرر کیا اور ایک ایسا قانون بنایا جس سے آیندہ زمانے مین شہزادون کو صوبجات اور افواج پر ویسے ہی اختیارات حاصل ہوئے، جو آگسٹس کے لیے تھے۔ اسطرح وسپاسین نے اپنے بڑے لڑکے کی طبیعت پر قابو پایا!

ٹائٹس کا تقرر

ٹائٹس کو وہ مشرقی افواج دل سے پسند کرتی تھین جنھون نے اسکی ماتحتی مین یہودیا کو فتح کیا تھا۔ لیکن اس کی طاقت پر لوگون کو حسد ہوا اس کے افعال حسنہ کی نسبت یہ کہا گیا کہ وہ شباب کی بدکاری کا نتیجہ ہین اور اس کی تجاویز مشکوک قرار دی گئین۔ لیکن شاہنشاہ نے کسی کی بات پر کان نہ دھرا اور اپنی عقلمندی سے ٹائٹس کو شاہنشاہی کے پورے اختیارات عطا کردیئے۔ ٹائٹس نے مہربان باپ کے احسانات کا بدلہ اسطرح دیا کہ وہ ہمیشہ اپنے باپ کی اس طرح خدمت کرتا رہا جس طرح ایک اطاعت گزار اور وفادار وزیر اپنے آقا کی کرتا ہے۔

سیویرس کی اولاد اور فلیوین خاندان

وسپاسین اپنی عقلمندی سے اُن تمام مواقع سے فائدہ اُٹھاتا رہا جن سے اسکی حال مین حاصل کی ہوئی قوت کو استحکام ہوسکتا تھا۔ فوجی آدمیون کو جو وفاداری کی قسم کھانا پڑتی تھی، اس سے اور افواج کی وفاداری سے ایک صدی مین سیزر کا نام اور خاندان مقدس سمجھا جانے لگا۔ اور اگرچہ یہ خاندان، تخت حکومت پر صرف متبنّیٰ کرنے کی غلط رسم کی بدولت قابض رہا پھر بھی رومی لوگ نیرو کی اس لحاظ سے عزت و حرمت کرتے رہے کہ وہ جرمینیکس کا پوتا اور آگسٹس کی اولاد مین تخت کا جائز وارث تھا اور جب محافظ سپاہ کو یہ ترغیب دی گئی کہ وہ اس ظالم و جابر شاہنشاہ کی اعانت نہ کرے تو وہ لوگ بڑی مشکل سے راضی ہوئے لیکن گالبا اور وائٹیلیس کے زوال سے افواج کو ایک سبق ملا اور وہ خیال کرنے لگین کہ شاہنشاہ ہماری مہربانی کے اور ہماری مدد کے محتاج ہین۔ وسپاسین ایک ذلیل خاندان مین پیدا ہوا تھا۔ اس کا دادا ایک

ہو گئی لوگون نے مجلس ملکی کا ساتھ چھوڑ دیا فوجی طاقت نے ان پر دباؤ ڈالا اور اُنھون نے محافظ سپاہ کے منتخب کردہ امیدوار کو انتخاب کر لیا۔ کلاڈیس نے اِس موقع پر ایک سمجھوتہ کر لیا۔ یہ فعل اُس کا بہت عقلمندانہ تھا اور کلاڈیس اِس سمجھوتہ پر قایم رہا۔

افواج کے لئے آزادی کا مجسمہ

(۲) افواج جس دریدہ دہنی سے پیش آتی تھین، اُس سے آگسٹس کو اور زیادہ خوف پیدا ہوا۔ عوام مایوسی کے زمانے مین وہی پا سکتے تھے جو سپاہ اپنے اسلحہ کے زور سے حاصل کر سکتی تھی۔ وہی لوگ جنکو اُس نے ملکی فرض کا پامال کرنا سکھلایا تھا، اُسکے اختیارات کو بھی تسلیم نہ کرتے تھے۔ انکے باغیانہ خیالات سے اُسکو آگاہی تھی اور وہ اِن اوقات سے بہت ڈرتا تھا جب وہ ایک جگہ بیٹھکر ٹھنڈے دل سے معاملات پر غور کرتے تھے۔ ایک انقلاب کو اوس نے انعام واکرام دیکر روک دیا۔ لیکن دوسرے انقلابات کے روکنے کے لئے ممکن تھا کہ اسکو دوگنا انعام دینا پڑتا۔ افواج بالاعلان سینزر کی حمایت کرتی تھین لیکن عوام کی حمایت بالکل غیر مستقل اور بے بنیاد ہوتی ہے۔ جو خیالات رومیون کے دماغون مین اُس کی طرف سے قائم تھے اُنسے اُس نے مدد لینا چاہی۔ قوانین کی پابندی پر سختی سے لوگون کو مجبور کیا۔ اور مجلس ملکی کی حرمت کو بیچ مین ڈالکر بحیثیت جمہور کے افسر اعلیٰ ہونے کے انکی وفاداری کا جویا ہوا۔

انکی وفاداری

جب یہ نظام سلطنت قائم ہوا۔ اِس وقت سے کموڈس کی وفات تک دو سو بیس[۲۲۰] برس کی طویل مدت مین وہ خطرات جو فوجی حکومت کے لوازمات ہین ظہور پذیر نہین ہوئے۔ سپاہیون کو اپنی طاقت اور ملکی حکومت کی کمزوری کا بھی احساس نہین ہونے پایا اور جب ریشتر یا بعد مین یہ احساس ہوا تو اس کے نتائج بہت خطرناک نکلے۔ کیلیگولا اور ڈومیشین کو اُنکے خاص محل مین انکے عزیزون نے قتل کر دیا۔ کیلیگولا کی وفات پر جو فساد برپا ہوا، وہ روم کی شہر پناہ تک محدود رہا۔ لیکن جب شاہنشاہ نیرو کا خاتمہ ہوا تو سلطنت کو بھی صدمۂ عظیم پہونچا۔ اٹھارہ ماہ مین چار شہزادہ تلوار کے گھاٹ اُتارے گئے اور افواج کی مخالفت سے تمام ملک تباہ ہو گیا۔ اِس قلیل عرصہ کو نظر انداز کرنے کے بعد جس مین افواج کو آزادی سے اپنے حسب منشاء کام کرنے کا موقع ملا تھا۔ باقی وقت مین آگسٹس سے لیکر کموڈس کے زمانہ حکومت تک مین نہ کوئی انقلابات ظہور پذیر ہوئے اور نہ خون کی ندیان بہین۔ شاہنشاہ کا انتخاب مجلس ملکی کے اختیار اور سپاہ کی اجازت سے ہوتا تھا۔ سپاہ اپنی اُس قسم پر قائم رہتی تھی جو وہ تاجدار سے وفاداری کرنے کے لئے کھاتی تھی۔ اِن تین معمولی انقلابون کے حالات معلوم کرنے کے لئے رومی تواریخ کی ورق گردانی کرنا پڑیگی جو بہت جلد اور بغیر کسی جنگ کے، فرو کر دیئے گئے۔

تھے۔ لیکن اُس کے چچا کے خاص دوستون نے اسکے خلاف بغاوت مین حصہ لیا تھا۔ ممکن تھا۔ اسکی
فوجین عام بغاوت کے موقع پر وفادار رہتین۔ لیکن ایک جمہور پسند باشندہ کے خنجر سے وہ اسے کیونکر
بچا سکتی تھین۔ اور وہ رومی لوگ جنھون نے بردش قتل کو پسندیدہ نظرون سے دیکھا تھا، شاید اسکی
کامگاری کو بھی بنظر تحسین دیکھتے۔ سیزر اپنی تقدیر کو کچھ تو اپنی طاقت کے اظہار اور کچھ طاقت کے غلط
استعمال کی بدولت برگشتہ کر دیا تھا۔ ممکن تھا کہ وہ حاکم اعلیٰ یا حاکم فوجداری کے نام سے حکومت کرتا
رہتا۔ لیکن بادشاہ کے خطاب سے رومی اُس کے خلاف ہو گئے۔ آگسٹس کو اتنی سمجھ تھی اور وہ جانتا تھا
کہ بنی نوع انسان پر صرف نام کی بدولت حکومت کی جا سکتی ہے۔ اور اس کا یہ خیال بالکل صحیح ثابت ہوا
کہ مجلس ملکی کے ممبر اور عوام سب غلامانہ طریقہ پر زندگی بسر کرینگے اگر انکو اس بات کا یقین دلا دیا جائے
کہ تمھاری آزادی پرانے قدیم زمانے کی مثل قائم و برقرار رہیگی۔ کمزور مجلس ملکی اور بزدل عوام اُس وقت تک
نہایت خاموشی سے آگسٹس اور اس کے جانشینون کی اطاعت کرتے رہے جب تک ان لوگون نے فہم و فراست
سے کام لیا۔ کیلیگولا، نیرو اور ڈومیشین کے خلاف جن باغیون نے ہتھیار اٹھائے ان کا مقصد ملکی آزادی
کے بجائے اپنی حفاظت کرنا تھا۔ ان لوگون نے شاہنشاہ کے اختیارات پر حملہ کرنے کے بجائے اُنکی ذات پر
حملہ کیا تھا۔

کیلیگولا کی موت پر مجلس ملکی کی کوشش

کم از کم ایک موقع ایسا نظر آتا ہے جب مجلس ملکی نے اپنے ابتدائی حقوق کو
ستر برس صبر کرنے کے بعد حاصل کرنے کی کوشش کی اور یہ کوشش
رائیگان ثابت ہوئی۔ جب کیلیگولا کے قتل کے بعد تخت خالی تھا تو حکام
اعلیٰ نے مجلس ملکی کو جیوپیٹر کے مندر مین جمع کیا۔ سیزر کے خاندان والون سے نفرت کا اظہار کیا اور تھوڑے
سے سپاہیون کو آزادی عطا کی جو دو دن تک اپنے علم کی حفاظت اور جمہور کے افسرون کی حیثیت سے کام
کرتے رہے۔ لیکن جب یہ لوگ معاملات طے کر رہے تھے، محافظ سپاہ[1] فیصلہ کر چکی تھی۔ بیوقوف کلاڈیس
جو جرمینکس کا بھائی تھا، ان لوگون کے دار الحرب مین پہونچ چکا تھا۔ شاہنشاہی کی نشانی یعنی سوسن کا
پھول اُس کے ہاتھ مین تھا اور وہ اپنی انتخاب کے وقت اسلحہ سے مدد لینے کے لئے تیار تھا۔ مجلس ملکی جو
آزادی کا خواب دیکھ رہی تھی وہ خاک مین مل گئی اور وہ اپنے خواب سے غلامانہ اطاعت کرنے کے لئے بیدار

[1] یہ ایک چھوٹی سی سپاہ ہوتی تھی جسکا کام یہ تھا کہ وہ شاہنشاہ روم کی حفاظت کرے۔ ان لوگون کی جماعت
ایک زمانہ مین بہت زور پکڑ گئی تھی اور شہنشاہ انکے ہاتھون مین مثل کٹھ پتلی بیجان کے رہتے تھے۔

کو بھی بطور کنیت کے اپنے نام مین شامل کر لیا۔ لیکن اس کو اتنی عقل تھی کہ وہ اپنے نام اور سنیزر کے ناموں مین فرق کو ملحوظ رکھتا۔ اُس نے کبھی اس بات کی کوشش نہین کی کہ لوگ اس فرق کو مٹا دین۔ مجلس ملکی مین یہ تجویز ہوئی کہ آکیٹو یانس کو جس نے وزارت کا کام انجام دیا ہے، ایک نیا خطاب ملنا چاہیے۔ بہت بحث و مباحثہ کے بعد دیگر خطابون مین سے آگسٹس کو لوگون نے اس وجہ سے انتخاب کیا کہ اس سے صلح اور پاکیزگی کا اظہار ہوتا ہے اور یہ چیزین اسکی سیرت کا جزو ہین۔ آگسٹس کا خطاب صرف اسکی ذات کے لیے تھا اور سنیزر کا کل خاندان کے لیئے اول الذکر خطاب شاہزادہ کی زندگی کے ساتھ ختم ہو جانے والا تھا لیکن موخر الذکر اولاد مین منتقل ہونے والا تھا خواہ اولاد اپنی ہوتی یا متبنی کی ہوئی۔ جولین خاندان کے لئے جو خطابات اور اعزازات مخصوص تھے انکا آخری دعویدار، نیرو تھا لیکن اسکی وفات کے وقت ایک صدی کے استعمال سے یہ خطابات مستقل طور پر شاہانہ عظمت کے ساتھ وابستہ ہو گئے تھے۔ اور ان خطابات کو رومی، یونانی، فرینک، اور جرمن بادشاہون نے جمہور کے برباد ہونے کے بعد سے اس وقت تک قائم رکھا ہے لیکن جلد ہی ایک فرق نمایان ہوا۔ آگسٹس کا خطاب تاجدار کے لئے مخصوص ہو گیا لیکن سینزر کا خطاب آزادی سے اس کے اعزہ کو دیا جاتا تھا۔ اور ہیڈرین کے زمانے سے یہ قاعدہ ہو گیا کہ سنیزر کا خطاب صرف اس شخص کو ملتا تھا جو حکمران تاجدار کے بعد تخت کا مالک ہوتا۔

آگسٹس کی سیرت اور اسکا طرز عمل

آگسٹس جس عزت کی نظر سے اس آزادانہ نظام حکومت کو دیکھتا تھا جسے اس نے غارت کر دیا تھا، اس کا صرف اس طرح علم ہو سکتا ہے کہ ہم نہایت غور سے اسکی سیرت کا مطالعہ کرین۔ وہ کبھی جھگڑے فساد سے گھبراتا نہ تھا۔ اس کے دل مین جذبات کوئی اثر نہ پیدا کرتے تھے لیکن فطرتاً وہ نہایت بزدل تھا یہی باتین تھین جنھون نے اُسے مجبور کیا کہ وہ انیس برس کی عمر سے ایک ظاہر فریب زندگی بسر کرنا شروع کرے اور عمر بھر اسی حالت مین رہے۔ اسی قسم کے دل و دماغ کی بدولت اس نے سسرو کو سزا اور سنّا کو معافی دیدی۔ اسکی خوبیان یہانتک کہ اسکی برائیان بھی مصنوعی تھین اور اپنے فائدہ کے لحاظ سے وہ پہلے پہل تو رومی جمہور کا سخت دشمن تھا لیکن بعد مین وہ اس کا مربی بن گیا اور جب شخصی حکومت کا ڈھانچہ تیار ہو گیا تو اس کو خوف کی وجہ سے اعتدال کی روش برتنا پڑی وہ لوگون کو ملکی آزادی کے۔ افواج کو ملکی حکومت کے فرضی مجسمے سے فریب دینا چاہتا تھا۔

عوام کی آزادی کا مجسمہ

(۱) سینزر کی موت کا سمان ہمیشہ اس کے پیش نظر رہتا تھا۔ اس نے دولت اور اعزازات نہایت آزادی سے اپنے پیروؤن مین تقسیم کر دیئے

مشرقی قومون کی نقل کی اور انہی کی مثل چاپلوسی کرنا شروع کی اور سیزر اوّل کی حاکمانہ طبیعت نے انکو
اس بات پر آمادہ کیا کہ مین زندگی ہی مین روم کے محافظ بتون مین اپنا بت شامل کرا دون - اسکے جانشین
نے جو اس کی بہ نسبت بہت نرم مزاج کا تھا، اتنی بڑی عزت قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور یہ اعزاز کو
کیلیگولا اور ڈومیشین نے اپنے جنون سے حاصل کر لیا۔ لیکن اور کسی کو پھر نصیب نہ ہوا۔ آگسٹس نے
البتہ بعض صوبون کے شہرون مین اپنی عزت کے لئے مندرون کی تعمیر کی اجازت دیدی تھی لیکن شرط یہ
تھی کہ میری پرستش کے ساتھ ساتھ روم کی پرستش بھی کی جائے۔ اس کے علاوہ، اُس نے ضعیف الاعتقادی
کو بھی جائز قرار دیا جس سے اُسکو برابر فائدہ پہونچتا رہا۔ لیکن اُس نے نہایت عقلمندانہ طریقے سے اس پر
اکتفا کی کہ عوام اور مجلس ملکی کے ممبر محض میری عزت کرتے رہین۔ اس نے اپنا بت بنانا مستقبل مین آنے والے
جانشینون کے لئے چھوڑ دیا اور پھر تو یہ ایک عام رسم بن گئی کہ ہر شاہنشاہ کی وفات پر جسکا دامن ظلم و جبر کے
دھبون سے پاک ہوتا، مجلس ملکی اپنے حکم سے اسکو دیوتاؤن کی صف مین جگہ دیدیتی اور جن رسوم کی ضرورت
ہوتی، وہ وفات کے وقت ہی ادا کی جاتین۔ اس رسم کو جسے ہمارے سخت اصول غیر عقلمندانہ اور ناپاک قرار
دیتے ہین، اُس زمانے مین لوگ ذرا سے انکار کے بعد منظور کر لیتے تھے۔ چونکہ یہ لوگ کئی کئی خداؤن کے قائل
ہوتے تھے، اس لئے وہ اسے آسانی سے مان لیتے تھے اور علاوہ اس کے یہ رسم مذہبی نہین بلکہ ملکی خیال کی
جاتی تھی۔ اگر ہم انیٹونینس کے خصائل کا ہرکولیس اور جیوپیٹر کے افعال قبیحہ سے مقابلہ کرین تو یہ اُس کے
لئے بہت توہین کی بات ہو سیزر اور آگسٹس ذی اقبال، ہر دلعزیز دیوتاؤن سے کہین بہتر تھی، لیکن انکی
بدقسمتی تھی کہ یہ لوگ اس زمانے مین ہوئے جب علوم کا دور دورہ تھا اور انکے کارنامے بالکل صحیح طور پر درج
کئے جاتے تھے۔ اس طرح سے عوام کو ان پر حاشیہ چڑھانے اور ضعیف الاعتقادی کی بنا پر انکو کہین سے کہین
پہونچا دینے کا موقع نہ ملتا تھا۔ جب وہ قانوناً دیوتا مان لئے گئے، تو پھر کس مپرسی کا عالم ہو گیا تھا اس سے
نہ خود انکی شہرت مین نقصان ہوا نہ انکے جانشینون کی شہرت مین۔

آگسٹس اور سیزر کے خطابات

زمانہ شاہنشاہی کے حالات بیان کرتے ہوئے ہم نے اکثر اسکے بانی کا ذکر اس کے
خطاب آگسٹس کے ذریعہ کیا ہے لیکن یہ خطاب اسکو اس وقت دیا گیا تھا جب اس نے
اپنا کام قریب قریب ختم کر لیا تھا۔ اس کا اصل نام آکٹیویانس تھا جو اُس
کے خاندان سے آتا تھا۔ اُس کا خاندان نہایت رذیل خاندان تھا اور ایریشیا کے چھوٹے قصبہ مین رہتا تھا۔
اس خاندان کے دامن پر قتل و رذالت کے بدنما دھبے تھے اور آگسٹس جہان تک ممکن ہوتا اس بات کی کوشش
رہا کہ گذشتہ زندگی کے واقعات کو لوگ بھول جائین اور جب فخر اعلیٰ نے اسکو متبنّی بنایا تو اس نے لفظ سیزر

ہر مہینہ مین تین مخصوص[۱] تاریخون مین اُنکے جلسے ہوتے تھے۔ بحث و مباحثہ مین سب کو آزادی تھی اور وہ شاہنشاہ جو مجلس ملکی کے رکن ہونے پر فخر کرتے تھے، مجلس مین خود مثل دوسرون کے بیٹھتے اور رائین دیتے تھے۔

شاہنشاہی طرز حکومت کا ایک عام خاکہ

ہم اب پھر ایک دفعہ مختصراً اس شاہانہ حکومت کا حال بیان کرتے ہین جسکو آگسٹس نے قایم کیا تھا اور جس پر وہ تمام تاجدار عمل کرتے رہے جو اپنے اور اپنی رعایا کے فائدہ، نقصان کو سمجھتے تھے یہ حکومت شخصی حکومت تھی لیکن جمہوری حکومت کے پردہ مین رومی دنیا کے تاجدار، اپنے تاج و تخت پر بظاہر فخر نہ کر سکتے تھے وہ اپنی طاقت کو چھپاتے، اور اپنے تئین مجلس ملکی کے وزیر کہتے تھے جیسے ہر ممبر جواب طلب کر سکتا تھا اور جو بظاہر مجلس ملکی کے احکام کو بلا چون و چرا کے قبول کرتے تھے، حالانکہ یہ احکام اکثر اوقات خود انکے اشارہ سے صادر کیے جاتے تھے۔

دربار

دربار کا طریقہ وہی تھا جو عام نظام حکومت کا تھا۔ اُن ظالم شاہنشاہون کے سوا جنھون نے اپنی حماقت سے تمام قوانین توڑ دیئے تھے کوئی تاجدار ایسا نہین تھا جو اس شان و شوکت کا دلدادہ ہوتا جس سے خود انکے اختیارات مین کوئی اضافہ نہ ہوتا بلکہ رعایا بددل ہو جاتی۔ تمام شعبہ جات زندگی مین وہ اپنی رعایا کے ساتھ ملتے جلتے تھے، میل ملاقات، اور دعوتون کے موقعون پر انسے مساویانہ طریقے سے ملتے تھے۔ انکا لباس محل اور اسباب وغیرہ ویسا ہی ہوتا تھا جو مجلس ملکی کے ہر خوشحال ممبر کے ہان موجود ہوتا۔ انکے خاندانون مین خواہ کتنے ہی لوگ ہوتے اور خواہ وہ خود کتنا ہی شاندار کیون نہ ہوتا، غلام اور آزاد شدہ دونون طرح کے لوگ شامل ہوتے۔ آگسٹس اور ٹراجن کو کسی معمولی سے معمولی رومی سے بھی وہ خدمتین لینے مین شرم آتی تھی جو برطانیہ کے معزز اور مغرور امراء، از خود اپنے محدود اختیارات رکھنے والے بادشاہ کی کیا کرتے ہین۔

درجہ الوہیت پانا

اپنے بت بنوانے مین شاہنشاہ لوگ اپنے عقلمندانہ اور انکسارانہ طریقہ پر قایم نہ رہے ایشیائی یونانیون نے اول اول اس طریقہ کو اختیار کیا اور اسکندر اعظم کے جانشین وہ پہلے لوگ تھے جنکی اس غلامانہ طریقہ سے پرستش شروع کی گئی۔ بادشاہون کے بعد ایشیا کے صوبہ دارون کا نمبر آیا یہان تک کہ بعض اوقات تو رومی مجسٹریٹون کے بت بنائے جاتے تھے اور وہ صوبون کے دیوتا بن جاتے تھے۔ انکے لئے قربانگاہین، مندر، وغیرہ بنتے تھے تاکہ وہان قربانیان کی جاسکین اور دیگر رسمین ادا ہوسکین۔ یہ بات بالکل قدرتی تھی کہ شاہنشاہ لوگ بھی اس چیز کے لئے انکار نہ کرین جسکو مدار المہامون نے قبول کیا تھا اور یہ مذہبی اعزاز جو ان دونون کو صوبون سے حاصل ہوئے وہ اس بات کا ثبوت ہین کہ روم محکوم نہین بلکہ حاکم تھا لیکن فاتحین نے

---

[۱] یہ مخصوص تاریخین پہلی پانچوین اور پندرھوین تھین۔

ان عہدون پر فائض ہوتی اور اپنے فرائض کو انجام دیتی۔ رومی ابتک ان عہدون پر پہونچنے کی تمنائین
کرتے تھے اور اگرچہ شاہنشاہون کو تمام عمر کے لئے حاکم اعلیٰ کا عہدہ ملتا تھا لیکن وہ اس کے متمنی
رہتے تھے کہ رعایا کے بڑے بڑے معزز لوگون کے ساتھ ہمکو بھی ہر سال یہ عہدہ از سر نو ملتا رہے
آگسٹس کے عہد حکومت مین جب مجسٹریٹون کا انتخاب ہوتا تو عوام کو ایک وحشت آمیز جمہور کی مشکلات کا
سامنا کرنے کی اجازت ہوتی۔ یہ ہوشیار شہزادہ بجائے ناراضی اور بے صبری ظاہر کرنے کے، عاجزانہ طریقہ سے
اپنے اور اپنے دوستون کے لئے انکی رائین حاصل کرنے کی کوشش کرتا اور پورے طور پر ایک معمولی امیدوار
کے فرائض انجام دیتا لیکن ہم اسکی کونسلون مین، بعد کے زمانون مین جو تبدیلیان ہوئین انکا عکس دیکھ سکتے
ہین۔ تبدیلی یہ تھی کہ اب انتخاب مجلس ملکی کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ عوام کی جماعتین ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معدوم
کر دی گئین اور شاہنشاہون کو عوام کے گروہون سے نجات مل گئی، جو بجائے آزادی کے قائم رکھنے کے
حکومت کے کامون مین خلل ڈالتے اور خطرناک ثابت ہو سکتے تھے۔

مجلس ملکی

ماریس اور سیلا نے اپنے کو لوگون کی آزادی کا محافظ مشہور کر کے، ملک کے نظام
حکومت کا تختہ الٹ دیا، لیکن اسوقت جب مجلس ملکی کا زور ٹوٹ چکا تھا اور وہ دوسرون کی
دست نگر ہو چکی تھی پانچ چھ سو ممبرون کی یہ جماعت، تاجدارون کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی، اسی
مجلس کی بدولت آگسٹس اور اسکے جانشین اپنی حکومت کو قائم رکھ سکے۔ اور جب کبھی موقع ملتا، تو وہ شرفا
کے اصول اور انکے لہجہ کو اختیار کرتے۔ اپنے اختیارات کو استعمال کرنے مین یہ لوگ ہمیشہ مجلس ملکی کی رائے
لے لیتے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صلح و جنگ کے تمام ضروری معاملات مجلس ملکی ہی طے کرتی ہے۔ روم، اٹلی
اور اندرونی صوبجات، براہ راست مجلس ملکی کے زیر حکومت تھے۔ ملکی معاملات مین مجلس ملکی اپیلون کی عدالت
عالیہ تھی، معاملات فوجداری مین یہ ایک ایسی جماعت تھی، جو ان تمام جھگڑون کے فیصلے کر سکتی تھی جو عام
مقامات پر برپا ہوتے تھے یا جنکا تعلق امن وامان اور حکومت کے رعب وداب سے ہوتا تھا۔ مقدمات
کا فیصلہ کرنا، مجلس ملکی کا خاص کام بن گیا۔ اور وہ اکثر یہی کام کرتی رہتی۔ اگلے زمانے مین لوگون کو ہم
فن تقریر کے اظہار کے جو موقع ملتے تھے، اسکی آخری جھلک بس اسی مقام پر نظر آتی تھی جہان مجلس ملکی
کے روبرو وکلا مقدمات پر بحث کرتے۔ مجلس ملکی کو حکومت کی کونسل اور عدالت عالیہ ہونے کی حیثیت
سے جو اختیارات حاصل تھے، وہ بہت معتد بہ تھے۔ لیکن وضع قوانین کے بارہ مین گو مجلس ملکی کو سب
[illegible] خیال کرتے تھے لیکن اس مجلس مین صرف [illegible] شاہانہ اختیارات کے آگے سر تسلیم خم کیا جاتا تھا
[illegible] بادشاہ کی بدولت حاصل ہو سکتے تھے، اور جو قانون مین انکی منظوری سے ترمیم ہو سکتی تھی

انکی طاقت بہ نسبت کسی کام کو سرانجام دینے کے مخالفت کرنے کے لئے زیادہ موزون تھی ۔ انکا کام یہ تھا
کہ مظلومون کی حمایت کرین، خطاؤن کو معاف کرین، بدمعاشون کو ماخوذ کرین، اور جب ضرورت سمجھین
تو حکومت کے تمام کاروبار کو روک دین، جبتک جمہوریت قائم رہی اس وقت تک ان خطرون سے بچنے کے لئے
جو مجسٹریٹ اعلیٰ یا حکام فوجداری کے اختیارات کی بنا پر ظاہر ہو سکتے تھے، بعض قیدین بھی تھین، یہ لوگ
اس زمانہ مین صرف ایک سال کے لئے منتخب ہوتے تھے "مجسٹریٹ اعلیٰ" کا عہدہ دو آدمیون اور حاکم
فوجداری کا عہدہ چار آدمیون کے سپرد تھا۔ اور چونکہ یہ لوگ ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑتے بھڑتے
رہتے تھے اس لئے اُنکے آپس کے ناخوشگوار تعلقات سے حکومت کو نقصان پہونچنے کے بجائے فائدہ
ہوتا تھا، لیکن مجسٹریٹ اعلیٰ اور حاکم فوجداری کے اختیارات ایک شخص کو تمام عمر کے لئے سونپ دیئے گئے
اور فوج کا سپہ سالار ہی مجلس ملکی کا وزیر اور عوام کا نمایندہ ہونے لگا، اس وقت یہ ناممکن ہوگیا کہ اسکے
اختیارات کی حد کی تعین کی جا سکے یا اُس کے حکم سے کوئی سرتابی کر سکے۔

شاہی اختیارات اتنے اختیارات حاصل ہونے پر آگسٹس کے عاقلانہ طرز عمل سے اسکو سردار
بادری اور محتسب اعلیٰ کے مزید اختیارات حاصل ہوگئے۔ سردار بادری کے اختیارات ملنے سے اسکو مذہبی معاملات
کے انتظام کرنے اور محتسب اعلیٰ ہونے سے عوام کے افعال وغیرہ پر قانوناً دست اندازی کرنے کا
موقع ملا۔ اگر اتنی زیادہ طاقتین اور اختیارات پوری طور پر ایک دوسرے سے متحد نہ ہوتے تو مجلس ملکی
اس بات پر بالکل تیار رہتی کہ ہر کسی کو مزید رعایتون سے پورا کرتی رہے۔ شاہنشاہ لوگ، جنکی حالت زمانہ
جمہور کے وزیر اعظمون کی سی تھی، بعض تکلیف دہ قوانین کی پابندی اور بازپرسی سے آزاد تھے۔ وہ
"مجلس ملکی" کو بلا سکتے تھے۔ ایک ہی دن مین کئی کئی باتین مجلس کے روبرو پیش کر سکتے تھے، خطابات
در معزز عہدون کے ملنے کے لئے بعض امیدوارون کی سفارشین کرتے تھے۔ شہرون کی توسیع کر سکتے
تھے، اور محصول کو جس طرح چاہتے صرف کر سکتے تھے۔ وہ صلح اور جنگ کرتے اور صلحنامون مین ترمیمین
کرتے تھے ایک عام اور بے معنی جملہ سے اونکو ان تمام باتون کا اختیار دیا گیا تھا جنکو وہ سلطنت کے لئے مفید
خیال کرین خواہ انکا تعلق عوام سے ہو یا محض اُنکی ذات سے اور خواہ وہ سیاسی ہون یا مذہبی۔

حکام جب حکومت کے اکثر اختیارات، شاہی مجسٹریٹ کو سپرد کر دئیے گئے تو جمہور کے عہد کے معمولی
مجسٹریٹ گمنام ہوگئے۔ ان مین کام کرنے کا شوق باقی نہ رہا اور وہ بیکاری کی زندگی بسر
کرنے لگے۔ پُرانے نظام حکومت کی شکل اور عہدون کے نامون کو آگسٹس نے سختی سے قائم رکھا اور
ان مین کسی قسم کی تبدیلی کو جائز نہ سمجھا۔ چنانچہ اعلیٰ مجسٹریٹ اور حکام فوجداری کی مقررہ تعداد

یہ علوم ہوگیا کہ تاجدار یعنی آگسٹس کی حکومت سلطنت کے ہر حصہ مین یکسان طور پر مانی جاتی ہے۔

آگسٹس روم مین اپنا فوجی انتظام اور محافظ سپاہ کو قائم کرتا ہے

اس فرضی رعایت کی بجائے آگسٹس کو ایک بہت ضروری فائدہ حاصل ہوا جس سے وہ روم اور اٹلی کا مالک بن بیٹھا۔ زمانۂ قدیم کے رواج کے خلاف، اس کو اس بات کی اجازت دی گئی کہ وہ اپنے فوجی استحکام کو ایک جماعت کے ذریعہ قائم رکھے۔ حالانکہ یہ بات خطرہ سے خالی نہ تھی، اس جماعت کو وہ صلح کے زمانہ مین رکھ سکتا تھا اور دار السلطنت مین موجود ہونے کی حالت مین بھی وہ ساتھ رہ سکتی تھی اسکے ماتحت سو شہری تھے، جو فوجی قسم کھانے کے بعد ملازمت مین شامل ہوئے تھے۔ لیکن رومی لوگون کی طبیعت مین غلامی سرایت کر گئی تھی اور حالت یہ تھی کہ مجسٹریٹ، مجلس ملکی کے اراکین، سوار فوج از خود وفاداری کی قسم کھاتے تھے۔ رفتہ رفتہ نوبت یہ پہونچی کہ یہ قسم گو پہلے پہل محض چاپلوسی کے لئے کھائی جاتی تھی لیکن بعد مین وہی سالانہ اس لئے لی جاتی تھی کہ لوگ وفاداری پر قائم رہین۔

مجسٹریٹ اعلیٰ اور حاکم فوجداری کے اختیارات

اگرچہ آگسٹس محکمۂ فوج کو حکومت کی بقا کا ضامن سمجھتا تھا لیکن اس نے اسکو مضر سمجھ کر اس کی طرف سے نظر عنایت پھیر لی یہ بات اسکی طبیعت کے موافق تھی کہ وہ پرانے زمانے کے مجسٹریٹ کے معزز لقب سے حکومت کرتا اور رفتہ رفتہ تمام ملکی حکومت کو اپنی ذات مین محدود کر لیتا۔ اس خیال کو پیش نظر رکھکر، اس نے مجلس ملکی کو اس بات کی اجازت دی کہ آپ لوگ تمام زندگی کے لئے "مجسٹریٹ اعلیٰ" اور "حکام فوجداری" کے اختیارات میرے سپرد کر دین اور اسی کے ساتھ یہ شرط بھی کر دی کہ یہ تمام اختیارات میرے بعد میرے جانشینون کو حاصل رہین گے "مجسٹریٹ اعلیٰ" جو لوگ تھے وہ روم کے بادشاہون کے جانشین ہوئے اور انھون نے حکومت کی شان کو قائم رکھا وہ مذہبی رسوم کا انتظام کرتے، فوجون پر حکومت کرتے اور انھین نقل و حرکت کا حکم دیتے تھے، باہر سے جو سفرا آتے تھے، انکو باریابی کے موقع دیتے تھے اور "مجلس ملکی" اور عوام کے جلسون مین صدر ہوتے تھے۔ محصولون کے تمام انتظامات انکے ہاتھ مین تھے اور اگرچہ مقدمات فیصل کرنے کا بذات خود انکو بہت کم موقع ملتا تھا، تاہم وہ قانون، مساوات، اور امن و امان کے محافظ سمجھے جاتے تھے۔ معمولی حالت مین انھی لوگون کے اختیارات یہ تھے، لیکن جب کبھی مجلس ملکی مجسٹریٹ اعلیٰ کو جمہور کی بہتری کے لئے مخصوص اختیارات سپرد کرتی اسوقت اس کے لئے قانون کی پابندی لازمی نہ رہتی اور وہ خود مختار حاکم کی شکل ہو جاتا تھا۔ حکام فوجداری کی حالت مجسٹریٹ اعلیٰ سے بالکل مختلف ہوتی تھی۔ یہ لوگ معمولی لباس مین رہتے لیکن مقدس خیال کئے جاتے تھے اور انکے فیصلہ سے کوئی سرتابی نہ کر سکتا تھا۔

اِن افسرون کی عزت وہی تھی، جو پُرانے زمانے مین پرو کونسلون کی تھی اور اختیارات بھی وہی تھے
لیکن وہ ہرطرح تاجدار کی مرضی کے تابع تھے اور انکی جگہین مستقل نہ ہوتی تھین ۔ انکو یہ مرتبے شاہنشاہ
کی عنایت سے ملتے تھے اور اسی کی مرضی سے وہ ان جگہون پر قائم رہ سکتے تھے ۔ اور اگر وہ کوئی عمدہ
کام کرتے، تو یہ کہا جاتا تھا کہ یہ کام بادشاہ کے مبارک اثر سے ظہور پذیر ہوا ہے، وہ لوگ بادشاہ کی نمایندے
ہوتے تھے شاہنشاہ خود، جمہوریہ[1] کا سپہ سالار ہوتا تھا، تمام فتوحات پر اسکو ملکی و مالی اختیارات حاصل
ہوتے تھے "مجلس ملکی" کو اس بات سے ذرا اطمینان رہتا تھا کہ عموماً تاجدار اپنے حقوق مین سے بعض مجلس کے
اراکین کو سپرد کر دیتا۔ شاہی مددگارون کی عزت و حرمت وہی تھی جو کونسلون کی تھی یا جو شاہنشاہ کے
حفاظتی سپاہیون کی تھی "مجلس ملکی" کے اراکین کو پلٹنون کی افسری ملتی رہتی تھی اور مصر کی سرداری ہی
ایک ایسا عہدہ تھا جس پر کسی دی اسورما کا ہی تقرر ہوتا تھا۔

مجلس ملکی اور شاہنشاہ کے درمیان صوبون کی تقسیم

چھ دن کے بعد جب آگسٹس کو مجبور کر کے، اتنا بلند مرتبہ سپرد کر دیا گیا تھا تو اُس نے بغیر کسی قربانی کے مجلس ملکی کے اراکین کو اپنا ممنون احسان بنالیا۔ آگسٹس نے اُن سے کہا کہ "آپ لوگون نے مجھکو وہ
طاقتین اور وہ اختیارات عطا کر دیئے ہین، جنکی موجودہ صورت حالات کے لحاظ سے ضرورت نہین
ہے" اور اراکین مجلس نے آگسٹس کو مجبور کیا تھا کہ وہ افواج اور حدود کی حکومت کو اپنے ہاتھ مین لینے سے
انکار نہ کرے، لیکن اب اس نے اس بات پر اصرار کیا کہ اندرونی محفوظ حصص ملک کی حکومت کو جہان
کبھی شر فساد نہین ہوتا ہے، مین ملکی مجسٹریٹ کے سپرد کر دونگا صوبون کی تقسیم کے وقت، آگسٹس نے اپنے
اور جمہور دونون کے فوائد کا لحاظ رکھا، مجلس ملکی کے سردارونکو اور خاص کر ان لوگون کو جو ایشیا، یونان
اور افریقہ مین حکومت کرتے تھے، شاہنشاہ کے ماتحتون سے جو گال اور سیریا مین مقرر کیئے گئے تھے زیادہ
مرتبہ حاصل تھا، اول الذکر کے ساتھ تبر بردار رہتے تھے اور موخر الذکر کے ساتھ معمولی سپاہی ۔ ایک قانون بھی
پاس ہوا کہ جس کی رو سے جس جگہ شاہنشاہ موجود ہو، وہان اُس کے غیر معمولی افسرون کو صوبہ دار کی حکومت
پر فوقیت حاصل رہیگی اور ایک ضابطہ بنایا گیا کہ تمام نئی فتوحات، شاہنشاہ کا حصہ ہین اور بہت جلد لوگون کو

---

[1] اس مقام پر شاہنشاہ اور جمہوریت کے الفاظ مین اجتماع ضدین کی شان نظر آتی ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ روم کی حکومت
گو بظاہر جمہوری تھی اور لوگ روم کی سلطنت کو جمہوری کہتے بھی تھے، لیکن حکومت کے اکثر اختیارات وغیرہ صرف شاہ
تاجدار کے ہاتھون مین تھے اور اجزاے حکومت کی مشینین کو صرف وہی چلاتا تھا۔

کی پابندی کرتے تھے۔ سردار اعظم یا قونسل کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ رومی نوجوانون کو فوجی خدمت پر مجبور کرے۔ اور اگر کوئی شخص بزدلی یا محض ضد کی بنا پر اس کا حکم نہ مانتا تو سردار اعظم اسکو سخت سے سخت سزا دیتا تھا۔ وہ اس کا نام شہریون کی فہرست سے خارج کر دیتا، اسکی جائداد ضبط کر لیتا، اور یا اسکو غلام بنا کر فروخت کر لیتا تھا۔ آزادی اور حریت کے وہ مقدس حقوق جنکو تریبیون اور جمہوریت قانون تسلیم کرتا تھا۔ فوجی نقل و حرکت کے موقع پر ملتوی کر دیئے جاتے تھے۔ انکے کیمپ مین سپہ سالار کو موت و زندگی کے پورے اختیار حاصل رہتے اس کے لئے کسی قسم کی قانونی کارروائی کی ضرورت نہ تھی نہ اسکو ایسے موقعون پر قواعد کی پابندی کرنا پڑتی تھی۔ اس کے حکم کی اپیل نہ ہو سکتی تھی۔ مجرم کو فوراً سزا دی جاتی تھی جن لوگون کو قوانین وضع کرنے کے اختیارات تھے، وہی اس بات کا فیصلہ کرتے تھے کہ روم کے دشمن کون لوگ ہین۔ لیکن جنگ و صلح کے ضروری سے ضروری معاملات، مجلس ملکی مین طے پاتے تھے۔ اور عوام ان مین اصلاح کرتے تھے لیکن جب رومی سپاہ، انکی سرحد سے بہت دور ہوتی تو سپہ سالار اپنی ذمہ داری پر جس قوم سے چاہتے جنگ و جدل کرتے اور سلطنت کی بہتری کے لئے جس طریقہ سے چاہتے عمل کرتے۔ انکو جو اعزاز دئے جاتے تھے وہ انکی فتوحات پر منحصر ہوتے تھے، نہ اس پر کہ انھون نے کوئی کام ٹھیک طور پر انجام دیا ہو۔ اپنی فتوحات کے استعمال مین خاصکر اس وقت جب مجلس ملکی تک کمشنرون کا ان پر کوئی دباؤ نہ رہا تھا، وہ لوگ نہایت آزادانہ روش سے کام کرتے تھے۔ جب پامپی مشرق مین سپہ سالاری کر رہا تھا اس نے اپنے سپاہیون اور مددگارون کو انعامات دیئے بادشاہون کو تخت پر سے اتارا، سلطنتون کی تقسیم کی نو آبادیون کی بنیاد ڈالی، اور متھریڈیٹس کے خزانہ کو تقسیم کیا۔ جب وہ روم مین واپس آیا تو مجلس ملکی اور عوام نے متفق طور پر اس کے افعال کو پسندیدہ قرار دیا۔ یہ وہ اختیارات تھے جو جمہوریہ کے سپہ سالارون کو سپاہیون اور روم کے دشمنون پر حاصل تھے یا یہ کہ وہ لوگ ان اختیارات کو خود اپنے ہاتھ مین لے لیتے تھے۔ یہ لوگ مسخر کئے ہوئے صوبجات کے صوبہ دار کیا بلکہ خود مختار مالک ہوتے تھے وہ ملکی و فوجی اتحاد پیدا کرتے، فیصلہ کرتے، محصول کا پورا انتظام کرتے، اور سلطنت کے واضعان قوانین اور حاکم دونون حیثیتون سے کام کرتے تھے۔

شاہنشاہ کے مددگار — جو کچھ باب اول مین بیان ہو چکا ہے اُس سے کچھ اندازہ اس بات کا ہو سکتا ہے کہ آگسٹس کے زیر حکومت صوبجات اور افواج کی کیا حالت تھی لیکن چونکہ یہ غیر ممکن تھا کہ وہ خود ان تمام فوجون کو، جو اُسکے زیر حکومت تھین اور مختلف حدود سلطنت پر منقسم تھین، پوری طور پر سنبھال سکتا، اس لئے مجلس ملکی نے جیسا کہ پیشتر وہ پامپی کو اختیار دے چکی تھین، اسکو بھی یہ اختیار دیا کہ وہ اپنے ماتحت افسران کو مقرر کرے، اپنے اصلی عہدون کے فرائض کو انجام دے۔

اپنے ملک کے لئے حاصل کی ہین، سب کے ساتھ ملکر فائدہ اُٹھاوین۔

آگسٹس سے لوگ درخواست کرتے ہین کہ وہ شاہنشاہ یا افسر فوج کی حیثیت سے حکومت قبول کرے

اگر ٹیسی ٹس، اوس مجلس ملکی مین شریک ہوا ہوتا، تو وہ مجلس کے ممبرون کے اُن جذبات کی جنکا اظہار کیا گیا اور جو پوشیدہ رہے عمدہ تصویر کھینچ سکتا تھا اور درحقیقت اس کا قلم اس کام کو خوبی سے کر بھی سکتا تھا۔ آگسٹس کی سچائی پر بھروسہ کرنے مین خطرے تھے، اور اگر بھروسہ نہ کیا جاتا تو صورت حالات اور زیادہ خطرناک ہوجاتی۔ شخصی اور جمہوری حکومت کے فوائد پر نظر کرکے لوگ دو مختلف جماعتون مین تقسیم ہوجاتے ہین لیکن اسوقت سلطنت روم کی جو عظمت تھی، ان لوگون کے اخلاق جس قدر خراب ہوچکے تھے اور سپاہ مین جس قدر بدنظمی تھی، اُسکی بدولت شخصی حکومت کے طرفدارون کو نئے دلائل ملے جنسے وہ شخصی حکومت کے فوائد کو ثابت کرسکتے تھے۔ ان کے علاوہ، ہر شخص کے اصول پر ان فوائد کی امیدون اور خطرات کا اثر بھی پڑتا تھا جنکی اسکو حکومت سے توقع ہوتی تھی۔ ان مختلف جذبات کے تلاطم مین مجلس ملکی کے تمام ممبر ایک رائے پر متفق تھے اور انکا فیصلہ بالکل قطعی تھا۔ اُنھون نے آگسٹس کے استعفا کو نامنظور کیا۔ اور اُس سے یہ کہا کہ آپ اس جمہور کو جسے آپنے بچایا ہی، اس حالت مین نہ چھوڑئیے کچھ عرصہ تک انکار کرنے کے بعد، اس مکار ظالم نے "مجلس ملکی" کا کہنا مان لیا۔ صوبجات کی حکومت اور فوجون کی سرداری کو اس نے قاضی القضاۃ، یا حاکم کے خطاب کے ساتھ قبول کرنا منظور کیا۔ لیکن یہ شرط کرلی کہ مین ان چیزون کو صرف دس برس کے لئے قبول کرتا ہون۔ اس کو امید تھی کہ اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے ہی ملکی فسادات وغیرہ دب جائینگے اور جمہور اپنی پوری طاقت سے کام کرنے لگے گی۔ اور تب میرے جیسے دخل درمعقولات کرنے والے حاکم کی کوئی ضرورت نہ باقی رہیگی۔ اس تماشہ کی یاد، آگسٹس کی مدت حیات مین تازہ ہوتی رہی اور سلطنت کے آخری لمحون تک انکا اعادہ ہوتا رہا۔ صورت یہ تھی کہ روم کے مستقل شاہنشاہ ہمیشہ اپنے عہد حکومت کے ہر دسوین برس نہایت شان وشوکت سے جشن کرتے تھے۔

رومی سپاہ سالارون کے اختیارات

نظام حکومت کے اصولون پر کاربند ہوتے وقت رومی سپہ سالارون کو اپنے سپاہیون، دشمنون، اور رعایا پر قریب قریب ہر قسم کے اختیارات حاصل تھے بہت پُرانے زمانے سے رومی سپاہیون کو آزادی بالکل نہ ملتی تھی۔ اُن کے دلون کو فتوحات کی اُمید سے تسکین رہتی تھی اور اسی وجہ سے وہ فوجی قوانین

سب ایپکورس کے فلسفہ کو مانتے، اس زمانے کے امن وچین کے برکات سے متمتع ہوتے تھے، اور نہین چاہتے تھے کہ اس امن وچین کو پرانے زمانے کی سی آزادی کی آرزو مین برباد کرین۔ طاقت کے ساتھ مجلس ملکی کی حرمت وعزت اور بہت سے پرانے خاندانون کا خاتمہ ہوگیا۔ جمہور کے لائق اور سمجھدار طرفدار یا تو میدان جنگ مین کام آچکے تھے اور یا شہر بدر کر دیے گئے تھے۔ اب مجلس ملکی مین ایسے لوگون کو جگہ ملی، جنھون نے اس مرتبے سے عزت وتوقیر حاصل کرنے کے بجائے ذلت وخواری پائی۔

مجلس ملکی کی اصلاح

مجلس ملکی کی اصلاح پہلا کام تھا جس مین آگسٹس نے اپنے کو ظالم وجابر کی حیثیت کے بجائے محبت وشفقت سے حکومت کرنے والے حاکم کی شکل مین پیش کیا۔ اسکو لوگون نے محتسب منتخب کیا اور اس نے اگریپا کے ساتھ مل کر مجلس ملکی کے ممبرون کی فہرست دیکھی۔ اور اُن مین سے چند ممبرون کو اس نے نکال دیا کہ انکو اپنی ضد کی سزا بھی مل جائے اور عوام کو عبرت بھی ہو۔ اور باقی ممبرون کو اس بات کی ترغیب دی کہ وہ از خود مجلس ملکی سے الگ ہوجائین کیونکہ بصورت دیگر وہ زبردستی علیحدہ کردیے جاتے۔ اب اس نے مجلس ملکی کے ممبر ہونے کی جو قید لگائی وہ یہ تھی کہ کم از کم ممبرون کے پاس دس ہزار پونڈ کی ملکیت ہونی چاہیے۔ اس نے کئی خاندانون کا درجہ بڑھا دیا اور اپنے لیے "مجلس ملکی کا شہزادہ" کا خطاب تجویز کیا۔ اس سے پہلے محتسبون کی طرف سے ان لوگون کو دیا جاتا تھا جو بہت معزز ہوتے تھے اور جو بہت عمدہ عمدہ خدمات انجام دے چکے تھے۔ اس نے اگرچہ "مجلس ملکی" کا وقار پھر قائم کیا، لیکن اس کی آزادی کو برقرار نہین رکھا۔ آزادانہ نظام حکومت کے اصول اس وقت ہمیشہ نظر انداز کر دیے جاتے ہین جب واضعان قوانین کو حکومت کے اراکین نامزد کرتے ہین۔

آگسٹس اس طاقت سے دستکش ہوتا ہے

اس طریقہ سے تیار کی ہوئی "مجلس ملکی" کے سامنے آگسٹس نے ایک زبردست تقریر کی جس سے اسکی حب الوطنی کا ثبوت ملتا تھا اور اس کے اصل مقاصد پر پردہ پڑتا تھا۔ اس کو اپنے گذشتہ افعال پر ندامت تھی لیکن وہ اپنے تئین قابل معافی خیال کرتا تھا کیونکہ بحیثیت اولاد کے اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لیتا۔ لیکن اس کی طبیعت کی فطری خوبیون نے ضرورت سے سخت قوانین پر اسے عامل نہ ہونے دیا۔ اور اُسے بعض نا اہل ہمراہیون کے ساتھ تعلقات قائم رکھنے پر مجبور کردیا جس وقت تک انٹونی زندہ رہا۔ اس وقت تک جمہوریت اس سے استدعا کرتی رہی کہ وہ ملک کے نا اہل رومی اور ایک وحشی مصری کے ہاتھون مین نہ چھوڑ دے۔ اب وہ آزادی سے اپنے فرض کو بیضابطگی کے موافق ادا کرسکتا تھا۔ اس نے اب مجلس ملکی کو اور عوام کو انکے پرانے حقوق عطا کیے اور اعلان کردیا کہ مین اپنے برادران ملکی سے ملنا جلنا پسند کرتا ہون اور چاہتا ہون کہ ان برکات سے جو مین نے

باب سوم

اینٹونینس کے زمانے مین رومی سلطنت کا نظام حکومت

شخصی حکومت کا خاکہ بظاہر شخصی حکومت کی تعریف یہ معلوم ہوتی ہی کہ جس حکومت مین ایک شخص کو خواہ وہ کسی نام سے دوسرون پر ممتاز کیون نہ ہو اگر قوانین کے نفاذ، محصولون کے انتظامات فوج پر اختیارات، سپرد کر دئیے جائین، تو وہ حکومت شخصی ہی، لیکن جبتک رعایا کی آزادی کا تحفظ نہ کیا جائے، اس وقت تک یہ بہت ممکن ہے کہ ایسے زبردست حاکم کی طاقت خودمختاری کی شکل اختیار کرلے۔ مذہبی پیشواؤن کے اثر سے اعوام کے حقوق کا تحفظ کیا جاسکتا ہی لیکن مالکان تخت وتاج اور پیشوایان مذہب کے درمیان ایسے تعلقات رہے ہین کہ شاذ ونادر ہی کبھی مذہبی جماعت نے عوام کی آزادی برقرار رکھنے مین مدد کی ہی جنگجو طبقۂ امرا اور عوام کی مسلح صندی نمایندے ہی جنکو اپنی جائدادون کی بدولت، استحکام حاصل تھا، اور جو انتظامی جماعتون مین شرکت کرتے رہتے تھے ایسے لوگ تھے جنھون نے پر جوش بادشاہون کے مقابلہ مین عوام کے حقوق کی حفاظت کی ہی۔

آگسٹس کی حالت رومی نظام حکومت کی راہ مین جتنی رکاوٹین تھین، وہ سب ایک افسر اعلی کے سامنے جاتی رہین۔ اور ارباب حکومت کے تینون ارکین نے سختی سے ان کا ازالہ کر دیا ایکٹیم کی فتح کے بعد رومی دنیا کی قسمت کا فیصلہ آکٹیوس کے ہاتھون مین تھا جس کا خطاب سیزر تھا سیزر کو اس کے چچا نے اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد مجلس انتظامیہ کی چاپلوسی کی بدولت یہی اختیارات آگسٹس کو حاصل ہوگئے۔ کامیاب فاتح، جو الیس تجربہ کار پلٹنون پر حاکم تھا۔ یہ پلٹنین، اپنی طاقت اور حکومت کی کمزوری سے واقف تھین۔ انکو بیس برس کی طوائف الملوکی مین۔ خون بہانے اور ظلم کرنے کی عادت پڑگئی تھی۔ یہ لوگ خاندان سیزر کے بڑے خیرخواہ تھے کیونکہ وہی ایک ایسا مقام تھا جہان انکو بڑے سے بڑا انعام ملنے کی توقع تھی۔ صوبے، بہت زمانے سے جمہوری حکومت کے وزراؤ کے مظالم برداشت کرتے کرتے عاجز ہو گئے تھے اور اس کے خواہشمند تھے کہ کاش ایک شخص واحد حکومت کی باگ اپنے ہاتھ مین لے، امراان وزرا کا محتاج نہ ہو، بلکہ ان پر حاکم ہو۔ روم کے باشندے، امرا کی ذلت دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ ہمکو پیٹ بھر روٹی ملے اور کھیل تماشے دیکھنے کی اجازت ہو اور فیاض آگسٹس نے یہ دونون چیزین انکے لئے مہیا کر دی تھین۔ اٹلی کے دولتمند اور مہذب لوگ، جو قریب قریب

تھا کہ جس میں ایک شخص بھی ایسا نہیں پیدا ہوا جس میں ذاتی مادہ ہوتا اور جس کے طرز تحریر میں کوئی خصوصیت
ہوتی۔ مختلف اسکولوں میں فلاطون، ارسطو، زینو، اور ابیکیورس کے خیالات کی اب تک سب طرح دھوم
تھی۔ اور انکے بنائے ہوئے اصول بغیر کسی چون و چرا کے شاگردوں کی ایک نسل سے دوسری میں منتقل
ہوتے رہتے۔ اور اس طرح عقل انسانی اپنی طاقتوں کے استعمال، اور اپنے حدود کو وسیع کرنے سے
باز رہتی۔ شعرا اور مقررین کی خوبیوں سے بجائے اسکے کہ دوسرے لوگوں کو اپنی جدت طبع دکھانے کا
شوق پیدا ہوتا، صرف یہ ہوتا تھا کہ لوگ انکی غلامانہ تقلید کیا کرتے تھے۔ اور اگر کبھی کوئی شخص ذرا بھی
قدیم طریقے سے الگ ہٹتا تو بجائے خوبی و خوشنمائی کے کلام میں بدنمائی اور فضول گوئی کی شان پیدا ہو جاتی
لیکن جب علوم و فنون کا پھر چرچا ہوا تو ایک زمانے کی تساہلی، قومی مقابلے، نئی زبان، نئے مذہب
کی بنا یکایک نئی دنیا پیدا ہو گئی۔ خیالات میں جوش پیدا ہوا، اور یورپ کے جتنے ہوشیار لوگ تھے، وہ
میدان عمل میں آ جاتے۔ لیکن وہ لوگ جو روم میں صوبجات سے آ آ کر آباد ہوئے تھے، اور معمولی غیر ملکی
تعلیم پائے ہوئے تھے، اور یونانیوں کے مقابلے میں بہت کم دنوں ٹھہر سکتے تھے کیونکہ رومی لوگ مدت دراز سے
اپنی مادری زبان میں اپنے جذبات کو ادا کرتے رہے تھے اور تقریباً تمام خوبیوں کو ادا کر چکے تھے شاعر کے
نقاد کو سب لوگ بھول گئے تھے اور مقررین کی جگہ پر سوفسطائیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ ناقدوں، مرتبوں،
وغیرہ کی وجہ سے علوم تنزل کی حالت میں تھے اور اس تنزل کی بدولت مذاق بگڑ گیا تھا۔

قومی تنزل اس کے کچھ زمانے کے بعد معزز لانجینس جو ایک شامی ملکہ کے عہد حکومت میں تھا، اور جو پرانے
وقت کے اچھے مذاق و طرز پر مائل تھا، اپنے ہمعصروں کے اس تنزل پر آنسو بہائے۔ یہ تنزل ایسا تھا جس سے
انکے جذبات ذلیل، ہمت پست، اور قوا پژمردہ ہو گئے تھے۔ وہ کہتا ہے کہ جس طرح بعض بچے جنکے
اعضا کو بڑھنے کے مواقع نہیں ملتے، ہمیشہ پستہ قد بنے رہتے ہیں اسی طرح ہمارے دماغ جو غلامانہ رسوم و
بندشوں میں جکڑے ہوئے ہیں کسی طرح وسعت پذیر نہیں ہو سکتے۔ اور نہ وہ اس عمدہ طریقے پر نشو و نما پا سکتے
ہیں جس طرح قدیم زمانے کے لوگوں کے دماغ ہوتے تھے۔ یہ لوگ چونکہ ایک آزاد حکومت کے ماتحت زندگی بسر
کرتے تھے اس لیے آزادانہ طور پر ہر کام کر سکتے تھے۔ اگر ہم اسی پستہ قد والے استعارہ کو قائم رکھیں، تو ہم
کہہ سکتے ہیں کہ دن بدن زیادہ پستی کی طرف مائل ہوتے جاتے تھے اور رومی دنیا میں جتنے لوگ بستے تھے وہ
سب پستہ قد تھے۔ یہ حالت اس وقت تھی جب شمال کے قدآور اور طاقتور لوگوں نے ان پر حملہ کیا اور انکی
اصلاح کی۔ ان لوگوں نے یورپ میں مردانہ حریت و آزادی کی روح پھونک دی اور دس صدیوں کے انقلاب
کے بعد حریت کا اثر، رومی مذاق اور علوم پر غالب آیا۔

اُن قومون کے ساتھ بلکہ جو کسی زمانہ مین ایک دوسرے کی جانی دشمن تھین، مسرت کا اظہار کرتے ہین اور اس کی کوئی پرواہ نہین کرتے کہ آیندہ یہ صلح قائم رہے گی یا نہین" ممکن ہو کہ اس قول پر کچھ اعتراضات بے معنی الفاظ اور فن تقریر کی شان لئے ہونے کی وجہ سے کئے جائین، لیکن اس سے تاریخی حقیقت پر جو روشنی پڑتی ہو، اُس سے انکار نہین کیا جاسکتا۔

ہمت و جوان مردی مین کمی

یہ غیر ممکن تھا کہ اُس زمانے کے لوگ، تن آسانیون مین رہکر زوال کے اسباب کو دیکھ سکتے، ایک مدت سے امن امان اور رومیون کی مستحکم حکومت سے رومی زندگی مین آہستہ آہستہ ایک زہریلا اثر سرایت کرنے لگا تھا۔ ہوشیاری اور عقل مندی کا کہین پتہ نہ تھا، لوگون کی ذہنی ترقی کا معیار بہت ادنیٰ پر تھا اور سب سے بڑھ کر بات یہ تھی کہ ان مین جنگجویانہ صفات کا خاتمہ ہوتا جاتا تھا۔ یورپ کے باشندے بہادر اور طاقتور تھے، فوجین اسپین، گال، برطانیہ، اور آلیریکم کے صوبجات سے سپاہی بھرتی کئے جاتے تھے، اور انہین پر حکومت کی بنیاد تھی، ان سپاہیون مین ذاتی بہادری موجود تھی، لیکن اُن مین اخلاقی جرأت نہ تھی جو حریت پسندی، قومی عزت و حرمت کے خیال، خطرہ کی موجودگی اور تحکم وغیرہ کا لازمی نتیجہ ہو۔ رومی لوگ، تاجدارون کے بنائے ہوئے قوانین، اور انکے بھیجے ہوئے صوبہ دارون کو قبول کرتے تھے اور اپنی حفاظت کے لئے تاجدار کی اجرتی فوج کے محتاج تھے۔ بڑے بڑے راہنماؤن کی اولاد حکومت کی غلامی کا طوق گلے مین ڈالے ہوئے شہریون کے حقوق پر مطمئن تھی، ترقی کرنے والے، دربارون تک پہونچنے کی کوشش کرتے تھے اور ویران صوبون کے لوگ جن مین سیاسی طاقت اور اتحاد مفقود تھا، بغیر کسی احساس کے خانگی زندگی بسر کرنے لگے تھے۔

عقل و ہنر مین کمی آگئی تھی

قاعدہ کی بات ہو کہ جہان امن امان کا دور دورہ ہوتا ہو وہان علوم و فنون اور تہذیب و شائستگی، ترقی پاتے ہین، چنانچہ شاہنشاہ ہیڈرین اور شاہنشاہ انٹونینس کے عہد حکومت مین جو خود بھی قابل اور علوم و فنون کے شائق تھے، رعایا کو بھی ان چیزون کا شوق تھا۔ اس شوق کے آثار سلطنت کے ہر حصہ مین نمایان تھے۔ برطانویون کے وہ قبائل جو انتہائی شمالی حدود مین رہتے تھے، فن تقریر کے بڑے شائق تھے۔ دریائے ڈینوب اور رہائین کے کنارون پر رہنے والے ورجل اور ہومر کی کتابین پڑھتے اور انکا اتباع کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور جن لوگون کو ادب مین ذرا بھی دخل ہوتا انکو بہت معقول تنخواہین ملتی تھین۔ یونانی لوگون نے علم طبعیات اور علم الافلاک مین بہت کامیابی حاصل کی تھی، لوگ اب بھی بطلیموس کے مشاہدات اور گیلن کی کتابون کو پڑھتے ہین جنھون نے انکی تحقیقات کو زیادہ ترقی دی ہو اور ان کی غلطیون کو درست کردیا ہو۔ لیکن اگر ہم لوشین کو جس کے طرز تحریر کا تتبع ناممکن ہو مستثنیٰ کر دین تو یہ کہہ سکتے ہین کہ یہ تمام زمانہ ایسا

لے کی جاتی، وہ بہت معمولی مگر شاذ ہوتی تھیں۔ ایک پونڈ[1] ریشم ویسا ہی قیمتی خیال کیا جاتا جیسے ایک پونڈ سونا۔ قیمتی پتھر بھی آتے تھے اور جواہرات کے بعد موتی قیمت میں سب سے بڑھکر ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ کئی قسم کی خوشبودار چیزیں بھی آتی تھیں جو مذہبی اور موت کی رسموں میں صرف ہوتی تھیں۔ ان سفروں میں جتنی صعوبتیں اُٹھانا پڑتیں اور جتنے خطروں کا مقابلہ کرنا پڑتا ان کا کافی بدلہ نفع کی صورت میں ملجاتا تھا۔ لیکن یہ فائدہ رومی رعیت اُٹھا لیتا تھا اور صرف رعایا کے چند آدمی نفع اُٹھا کر مالدار ہو جاتے تھے۔ چونکہ عرب اور ہندوستان کے باشندے

سونا چاندی

اپنے ملک کی پیداوار اور صنعت و حرفت پر قانع تھے اس سبب سے رومیوں کے لئے چاندی ایک خاص دھات تھی جس سے وہ لین دین کر سکتے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ کوئی اور دھات بھی لین دین میں استعمال کیجاتی۔ یہ ایک بڑی شکایت تھی کہ عورتوں کے لئے جو زیورات وغیرہ خریدے جاتے ہیں ان کی وجہ سے ملک کی دولت باہر چلی جاتی ہے۔ یہ شکایت اس درجہ وسیع تھی کہ مجلس ملکی میں اور ٹیبریس کی گئی۔ ایک مورخ نے جس کو تجسس تحقیق کا شوق تھا لیکن جو زیادہ تر تعداد پر زور دیتا تھا، اندازہ کیا ہے کہ آٹھ لاکھ پونڈ سے زیادہ رقم ملک کے باہر چلی جاتی تھی۔ تو گویا ان میں اس طرح افلاس کے پھیلنے کے خیال سے بدنامی کے آثار نمایاں تھے لیکن اگر ہم سونے اور چاندی کے اُس تناسب کا جو [illegible] کے وقت میں تھا، کانسٹنٹائن کے عہد کے مقررکردہ تناسب سے مقابلہ کریں، تو ہم کو بہت کچھ ترقی کے آثار نظر آئیں گے کسی صورت میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سونا مقدار میں برابر کم ہوتا رہا لیکن یہ صاف ظاہر ہے کہ چاندی کثرت سے ملتی تھی اور خواہ ہندوستان اور عرب سے آنے والے مال کی مقدار کتنی زیادہ کیوں نہ ہو اس سے رومی دنیا کی دولت کا خاتمہ نہیں ہوا، بلکہ سامان کی پیداوار سے تجارت میں جن چیزوں کی ضرورت تھی، وہ پوری ہوتی رہی۔

باوجود اس کے کہ انسان گذشتہ کی تعریف کیا، اور موجودہ زمانہ کو برا ٹھہراتا ہے، رومی سلطنت کی زرخیزی اور امن و امان کو ہر شخص پسند کرتا تھا خواہ وہ کسی صوبے کا باشندہ ہو، خواہ دارالسلطنت کا۔ یہ لوگ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ سوشل زندگی، قوانین، زراعت، اور سائنس وغیرہ کے سچے اصولوں کو شروع میں ایتھنز نے دریافت کیا تھا لیکن روم کی طاقت نے ان کو مضبوطی سے قائم کیا ہے، اور اس طاقت کے زیر اثر نہایت وحشی قومیں بھی ایک حکومت کے ماتحت رہ کر ایک زبان بولتی ہیں۔ وہ یقین رکھتے ہیں کہ فنون کی ترقی سے بنی نوع انسان کی تعداد زیادہ ہو گئی ہیں، وہ شہروں کی شان شوکت اور دیہات کے خوشنما نظاروں پر جو باغات کی

عام خوشحالی

وجہ سے مثل باغ کے [illegible] ہیں خوشیاں مناتے ہیں، اور امن و امان [illegible]

---

[1] ایک پونڈ سونا قریب قریب آدھ سیر ہوتا ہے۔ ماخوذ از [illegible]

رکھتیں تو وہ مسرت بخش اور برکت پاک زندگی بسر کر سکتے تھے لیکن سوسائٹی کی موجودہ غیر مکمل حالت میں تعیش ہی خواہ
اس کی بنیاد بداخلاقی پر ہو خواہ حماقت پر، ایک ایسی چیز معلوم ہوتی ہے جو دولت کی غیر مساوی تقسیم کو سدھار سکتا ہے۔
محنتی کاریگر اور ایک ہوشیار صناع جن کو زمین کا کوئی حصہ نہیں ملا ہے، خود مالکان زمین سے بغیر کسی جبر و تشدد
کے اپنے گزارہ بھر کا روپیہ وصول کر لیتے ہیں، اور یا مالکان زمین اس خیال سے کہ ہم مسرت بخش چیزیں اور زیادہ خرید
سکیں، اپنی زمینوں کو حصول منفعت کی خاطر ترقی دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس صورت سے جو سوسائٹی
کی ہر جماعت میں خصوصیت سے ظاہر ہوتی ہے، آدمی بنا ہیں کرنے کا شوق اور زیادہ بڑھ گیا تھا۔ آدم کے آگے
اور یونکہ پتھ نے جو زمین مصنوعات سے وصول کی تھیں وہ یقیناً بہت جلد ختم ہو جاتیں اگر وہ پیشہ وروں اور کاریگروں
کے ہاتھوں میں نہ پہنچ جاتا۔ جب تک یہ دولت ملک میں ایک جماعت کے ہاتھ سے دوسری جماعت کے ہاتھوں
میں منتقل ہوتی رہی، اس وقت تک ملک کی سیاسی طاقتوں کو کل کا احساس ہوتا رہا۔ اور اس کا اثر مفید ہوتا
رہا، لیکن مضر کبھی نہیں ہوا۔

غیر ملکی تجارت

لیکن عیش و عشرت کے سامان کسی خاص ملک کے لئے مخصوص نہیں ہیں۔ دنیا کے دور دراز
شہروں سے بھی جو روم سے بڑے فاصلے پر واقع تھے، عمدہ عمدہ چیزیں اور اچھے اچھے تحفے روم
کے آراستہ کرنے اور اس کے عجائبات میں اضافہ کرنے کے لئے لائے جاتے تھے۔ سیتھیا کے جنگل میں قیمتی سمور پائے
جاتے تھے۔ عنبر بحیرۂ بالٹک[1] کے سواحل سے جنوبی یورپ میں آتا تھا اور جنگلیوں کو بجا طور پر بڑی قیمتی چیز
کے معمولی دام ملنے پر بہت تعجب ہوتا تھا۔ بابل کی بنی ہوئی دریوں اور مشرق کی دیگر مصنوعات کی بہت
مانگ تھی۔ لیکن سب سے زیادہ ضروری غیر ملکی تجارت جس کو لوگ ناپسند کرتے تھے، ہندوستان اور عرب کے ساتھ
ہوتی تھی۔ ہر سال سورج کے راس السرطان ہونے کے وقت مایوس ہرماس سے ایک بیڑہ ایک سو بیس جہازوں کا
روانہ ہوتا تھا۔ یہ مقام بحیرۂ قلزم میں مصر کا ایک بندرگاہ ہے۔ مانسونوں کی قیمتی امداد سے، وہ لوگ بحر اعظم کو
قریب قریب چالیس دن میں طے کر لیتے تھے۔ یہ لوگ عموماً ساحل مالابار یا جزیرۂ لنکا کی سمت سے چلتے تھے
اور یہی وہ تجارت گاہیں تھیں، جہاں ایشیا کے دور دراز ممالک سے تاجر آ کر رومی تاجروں کا انتظار کرتے
تھے۔ یہ بیڑہ مصر کو ماہ دسمبر یا جنوری میں واپس جاتا تھا، اور جتنی جلد یہ قیمتی اسباب جہازوں پر سے اتر کر اونٹوں
پر بار ہو کر بحیرۂ قلزم کے ساحل سے دریائے نیل تک پہنچتا، اور اس دریا کے نشیب کی سمت جاتا اسکندریہ
تک پہنچ جاتا، اتنی ہی جلد وہ سلطنت کے دارالحکومت میں منتقل ہو جاتا۔ مشرقی تجارت جن اشیاء کے حصول کے

---

[1] یہ سمندر یورپ کے شمال میں واقع ہے۔

کیا جاتا تھا کہ گال کے ان حصوں میں انگور کا پکنا غیر ممکن ہے، رفتہ رفتہ یہ دقت دور ہو گئی اور یہ کہنا قرین قیاس ہے کہ گرنتی کے انگور کے باغات اس زمانے کے ہیں جب اینٹونینس حکومت کرتا تھا۔ جیسے جیسے مغرب میں امن اور چین بڑھتا گیا، زیتون کی ترقی ہوتی گئی اور یہی درخت جو صلح کا نشان سمجھا جاتا تھا، روم کی بنیاد پڑنے کے دو سو

زیتون

برس بعد تک افریقہ اور اٹلی دونوں، اس مفید پودے سے ناآشنا تھے لیکن ان مقامات کی آب ہوا اس پودے کے لئے بالکل موافق ثابت ہوئی اور آخرکار اسکو لوگ اسپین اور گال کے اندرونی حصوں میں بھی لے گئے، قدیم باشندوں کی اس غلطی کا کہ اس پودے کے لئے ایک مقررہ گرمی کی ضرورت ہوتی اور یہ صرف سمندر کے ساحلوں پر پیدا ہو سکتا ہے، تجربہ اور محنت کی بدولت انکشاف ہوا۔ سن کی پیداوار مصر سے گال میں آئی، اور اس سے ملک کی دولت میں اضافہ ہو گیا۔ حالانکہ ان زمینوں کی جہاں یہ بویا جاتا تھا، زر

سن

خیزی وغیرہ کم ہو جاتی تھی۔ (۵) اٹلی اور صوبوں کے اکثر کاشتکار مصنوعی گھاس کے استعمال سے واقف تھے اور خاص طور سے یونان کے لوگوں کو اس کا استعمال خوب معلوم تھا، جو میڈیا سے آئے تھے

مصنوعی گھاس

اور جن کا نام بھی وہیں سے آیا تھا، لوگوں کو اس بات کا یقین تھا کہ موسم سرما میں مویشیوں کے لئے عمدہ غذا بڑی مقدار میں ملے گی اور اس وجہ سے مویشیوں اور گلوں کی تعداد بہت بڑھ گئی اور اسی وجہ سے زمین کی زرخیزی بڑھ گئی۔ ان ترقیوں کے ساتھ اس محنت اور جفاکشی کا ذکر بھی ضروری ہے جس سے لوگ کانوں میں کام کرتے تھے اور ماہی گیری کرتے تھے۔ ان کاموں کے لئے محنتی مزدوروں کی ضرورت پڑتی، اور اس طرح امراء کی دولت ترقی پا کر ان کی خوشی اور مسرت کا باعث ہوئی، اور غرباء اس بہانے سے اپنا پیٹ بھرتے۔ کولومیلا کے فصیح زبان میں لکھے ہوئے رسالہ میں ٹائبیریس کے عہد حکومت میں اسپین کے ترقی یافتہ

عام خوشحالی

فن زراعت کی البتہ تفصیل کی گئی ہے، اور اس مقام پر یہ کہنا مناسب ہے کہ ان قحطوں سے جن سے اس چھوٹی جمہوری حکومت کو نقصان پہنچا رہتا، روم کی وسیع سلطنت محفوظ تھی۔ جب کسی صوبہ میں غلہ کی کمی پڑ جاتی، تو آس پاس کے زرخیز صوبوں سے غلہ لا کر لوگوں کی ضرورت پوری کر دی جاتی۔

عیش و عشرت کے سامان

زراعت صنعت و حرفت کی بنیاد ہے اس لئے کہ قدرتی چیزوں پر فن کا دارومدار ہے۔ سلطنت روم کے زمانہ میں ایک سمجھدار اور محنتی قوم کی محنت سے ہمیشہ امراء فائدہ اٹھاتے تھے بہت سے جنس اعلیٰ اپنے لباس، مکان اور سامان میں آسائش، صفائی اور شان وغیرہ اور خو بالکل خصوصیت سے تیار رکھتے تھے، اول یہ کہ تمام چیزیں ہماری شان کے موافق ہوں، دوسرے یہ کہ عیش پرستی میں بھی ہوں۔ ان ترقیوں کو ہر زمانے میں سب لوگ عیش پرستی کے نام سے یاد کرکے نفرت کا اظہار کر [illegible] ہیں [illegible] شاید [illegible] اگر تمام نوع انسان کو ضروریات زندگی حاصل ہوتیں اور فضول چیزیں نہ

شمال کے اکثر شہروں کی حیثیت جن میں ٹریر بھی شامل تھا، ترقی کرنے والے باشندوں کے قصبہ کی تھی، جنوبی صوبے، آلی
کی دولتمندی اور تہذیب کی نقل کرتے تھے۔ گال، مارسیلز، آرلیز، نیمز، ناربون، ٹولو، بورڈو، آٹن، ویانا، لینگریز
اور ٹریوز وغیرہ کے ایسے شہر تھے، جن کی قدیم حالت موجودہ حالت کے برابر یا شاید بہتر تھی۔ صوبہ اسپین کی حالت ترقی پذیر
رہی لیکن جب وہاں سلطنت قائم ہوتی، تو تنزل کرنے لگا۔ پیل آ گیا اور اپنی ضعیف الاعتقادیوں کے وجہ سے اس کی
خانہ ویرانی کا باعث بیجا استعمال ہوا۔ دیکھو اسپین کے زمانہ کے تین سو ساٹھ شہروں کی فہرست جن کا ذکر پلینی نے کیا ہے اگر ہم
آج بتائیں تو اسپین کا غدر تھا کہ ہمیں مل جائے گا۔ (۳) ایک زمانہ میں افریقہ کے تین سو شہر کارتھیج کی برتری

افریقہ

کو تسلیم کرتے تھے، اور غالباً ان شہروں کی تعداد شاہنشاہوں کے زمانے میں بھی کم و بیش اتنی ہی رہی
کارتھیج کے ہمسایہ شہروں میں ایک دفعہ پھر ترقی کے آثار پیدا ہوئے اور دار السلطنت اور کارتھیج اور کیپیا
نے وہ تمام فوائد حاصل کرنا شروع کئے جو خود مختار شاہنشاہی سے حاصل ہو سکتے تھے۔ مشرقی صوبوں میں رومی شائستگی
شوکت اور ترکوں کی وحشت کا تفاوت نظر آتا تھا۔ قدیم زمانہ کے کھنڈرات اغیر فرو شہر زمین پر پھیلے ہوئے تھے، اور
جہالت کے سبب جادو کی طاقت کے متعلق جو توہمات تھے ان میں اضافہ کرتے تھے۔ یہ کھنڈر ایسے تھے کہ جن میں کوئی

ایشیا

مصیبت زدہ کسان یا خانہ بدوش عرب بمشکل پناہ گزین ہو سکتا تھا۔ سیزر کے عہد حکومت میں صرف ایشیا
خاص میں پانچ سو آباد شہر تھے، یہ شہر قدرت کے عطیوں سے مالا مال اور فنون کی بدولت آراستہ و پیراستہ
تھے۔ ایشیا کے گیارہ شہروں میں ایک دفعہ اس بات پر بڑا جھگڑا ہوا تھا کہ کس شہر کو ٹائبیریس کا ایک مندر بنانے
کی عزت حاصل ہو۔ ہر شہر کے حقوق کو علیحدہ علیحدہ دیکھنے کے لئے یہ معاملہ مجلس فضلاء کے سامنے پیش ہوا، ان میں
شہروں میں سے چار تو فوراً اس بنا پر ناکارہ ٹھہرائے گئے کہ وہ اس بوجھ کو نہ برداشت کر سکیں گے، ان چار
شہروں میں سے ایک شہر لوڈیشیا بھی تھا جس کی شان و شوکت کا اندازہ آج بھی اس کے کھنڈروں کے دیکھنے سے چلتا
ہے۔ لوڈیشیا میں بہت زیادہ محصول بھیڑوں کے گلوں سے جمع ہوتا تھا جو اپنے اون کی خوبی میں مشہور تھے، اس شہر
کو اس جھگڑے سے تھوڑا پیشتر ایک فیاض باشندے کے مال متروکہ سے اس کے وصیت نامہ کے مطابق چار لاکھ
پاؤنڈ سٹرلنگ پہنچے تھے۔ اگر لوڈیشیا کی افلاس کی یہ حالت تھی تو باقی شہروں کی دولت کا کیا ٹھکانا ہوگا جن کے
حقوق قابل ترجیح سمجھے گئے تھے۔ اور خاص کر پرگامس، سمرنا اور افسس کی دولت کتنی زیادہ ہوگی جب وہ محض ایشیا
کے صدر ہونے کے لئے مدت تک لڑتے رہے حالانکہ اس عہدہ میں کوئی خاص فائدہ نہ تھا۔
سیریا اور مصر کے دار الحکومت کو سلطنت میں اور زیادہ وقعت حاصل تھی، انطاکیہ اور اسکندریہ ماتحت شہروں پر
حقارت سے نظر ڈالتے تھے، اور روم کی عظمت و برتری کو تسلیم کرنے میں بھی ان کو بہت پس و پیش ہوتا
تھا۔

سے بھر گئیں، یہ باغ کسی نہ کسی طرح باشندوں کی صحت کو قائم رکھنے میں معین ہوتی تھیں یا ان وہ عبادت
کر سکتے تھے اور یا دل بہلا سکتے تھے نہر اور تالابوں پر بھی سب سے زیادہ توجہ کرنا چاہئے
ان کے بنانے میں جس قدر ہمت و جرأت درکار ہوتی تھی اور جس صبر سے کام ختم کیا جاتا تھا، اور جن مفید طریقوں
سے وہ استعمال کی جاتی تھیں، ان کی بنا پر یہ نہریں رومی ہوشیاری اور لیاقت کے نمونوں میں سے بہترین نمونے
ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جو نہریں تھیں ان کو اوروں پر برتری حاصل تھی، لیکن اگر کوئی مجسس مسافر اسپالیٹو، میٹز،
اسیگوویا کی نہروں کو تاریخ کی مدد کے بغیر دیکھے تو وہ فطرتاً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ صوبوں کے شہر کسی زمانہ میں
کسی زبردست بادشاہ کے دار السلطنت رہے ہونگے۔ ایشیا اور افریقہ کے سنسان اور ویران مقامات میں کسی زمانہ
میں خوشحال شہروں کی افزونی تھی ان شہروں کی گھنی آبادی اور زندگی کا دارومدار ان مصنوعی اور قدرتی چشموں
پر تھا جن کی بدولت تازہ پانی ان تک پہنچتا رہتا تھا۔

سلطنت کے شہروں کی تعداد اور انکی عظمت

ہم نے اس سے پیشتر سلطنت کے باشندوں کی تعداد پر قیاس لگایا تھا اور اس کے بعد ان کے رفاہ عام کے کاموں کا ذکر کیا،
شہروں کی تعداد اور ان کی عظمت کے جاننے سے پہلی بات کی تصدیق ہو جائے گی اور دوسری چیز کی تعداد میں اضافہ
ہو جائے گا۔ اس کی چند مثالیں جمع کرنا نامناسب نہ ہوگا، لیکن ہم کو یاد رکھنا چاہئے کہ قوموں کے غرور اور زبان
میں وسعت نہ ہونے کے سبب سے شہر کا نام روم اور لارنٹم دونوں کو دیا گیا ہے۔ (۱) کہا جاتا ہے کہ قدیم اٹلی میں گیارہ

اٹلی میں

سو تالیس شہر تھے اور خواہ لفظ قدیم سے کوئی زمانہ ہی کیوں نہ مراد لیا جاوے، اس بات کو ماننے کے
کافی وجوہات نہیں ہیں کہ انٹونینس کے زمانہ میں ملک کی آبادی بہ نسبت رومولس کے زمانہ کے کم
تھی۔ لیٹیم کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں، سلطنت کے دار السلطنت میں شامل تھیں، کیونکہ اسی کے اثر سے وہ ریاستیں اس کی
طرف مائل ہوئی تھیں۔ اٹلی کے ان حصوں پر جو پادریوں اور صوبہ داروں کے مظالم سے اتنے طویل زمانے سے برابر
ترقی کر رہے تھے، اب لڑائیوں کا بوجھ پڑا اور یہ بہ نسبت پہلے کے بہتر تھا۔ تنزل کے جن ابتدائی علامات کا اکثر
تجربہ ہوا تھا، اس کا نعم البدل یہ ہوا کہ سسالپائین گال نے بہت سرعت سے ترقی کرنا شروع کی۔ ویرونا کی عظمت
کے آثار آج بھی اس کے کھنڈروں میں ملتے ہیں، لیکن ویرونا بہ نسبت اکوئیلیا، پیڈوا، میلان اور ریونا کے کم مشہور

گال اور اسپین میں

(۲) ترقی صرف آلپس پہاڑوں تک محدود تھی بلکہ برٹانیہ کے جنگلات میں بھی اس کی
جھلک دکھائی دیتی تھی۔ یہ جنگلات اس غرض سے کاٹے اور صاف کئے جاتے تھے کہ
آسانی و صفائی سے ترک وطن کر کے سیاح حکومت کو قائم کیا تھا اور تمدن تجارت کی بدولت بہت دولتمند ہو گیا
تھا۔ اور آگو اپنے مفید صحت پانی کی وجہ سے مشہور تھا، مگر اپنے ہمسر شہروں پر بھی ناز کر سکتا تھا، اور اگرچہ

قدیم عمارت کی مرمت بھی کرائی تھی لیکن وہ پھر بھی منہدم ہو گئی، ہیروڈ نے اس کو ایک مرتبہ از سر نو قدیم خوبی اور آراستگی سے مزین کیا۔ اس شاندار شہری کی فیاضیاں صرف ایتھنز تک ہی محدود نہ تھیں۔ اُسنے کاکناسے میں نیپچون کے مندر کو آراستہ کرایا، کارنتھ میں تھیٹر بنوایا، ڈلفائی میں سٹیڈیم، تھرناپلی میں، حمام اور اٹلی کے مقام کینوسیم میں ایک نالہ وغیرہ تیار کرائے لیکن اس کی دولت ان سب باتوں کے لئے کافی ثابت ہوئی، ایپرس، تھسلی، یوبیا، بی شیا، پلوپونیس کے لوگ اس کی مراعات سے مستفیض ہو چکے تھے، اور ایشیا اور یونان کے اکثر شہروں میں جو کتبے ملے ہیں ان میں اکثر احسان مندی کے طریقہ پر ہیروڈیز اٹیکس کو مربی اور فیض رسان کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔

رومیوں کی اکثر عمارتیں رفاہ عام کے لئے وقف تھیں مثلاً مندر، تھیٹر اور حمام وغیرہ

ایتھنز اور روم کی جمہوری حکومتوں میں عام لوگوں کے مکانات نہایت سادہ تھے اور سب کو برابر درجہ کی آزادی حاصل تھی۔ اور جمہور کی شان و شوکت کا اُن عمارتوں سے اظہار ہوتا تھا، جو کسی خاص شخص کے استعمال کے لئے نہ تھیں۔ یہ روح جس کی بنا جمہوری اصولوں پر تھی، وہ شہنشاہی اور شاہنشاہی کے زمانوں میں بھی قائم رہی (وہ شاہنشاہ جو نیک سیرت ہوتے تھے) قومی شان کو بڑھانے اور قوم کو فائدہ پہونچانے میں اپنی شان و شوکت کا اظہار کرتے تھے۔ شاہنشاہ نیرو کے سنہرے محل کو لوگ بجا طور پر نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے، لیکن وہ رقبہ زمین جسکو اسنے اپنے آرام و آسائش کے خیال سے زبردستی اپنے قبضہ میں کر لیا تھا، اُس کے پیروؤں کے زمانے میں، روم کے سب سے بڑے تھیٹر، ٹائیٹس کے حماموں، کلاڈیس کی ڈیوڑھی، اور ان مختلف مندروں سے جو صلح کی دیوی، اور روم کی حفاظت کرنے والی دیوی کے نام پر منسوب کئے گئے تھے بھرا ہوا تھا۔ فن عمارت کے ان نمونوں کی آراستگی جو ردمی قوم کی ملکیت تھے، یونان کی تصویروں اور مجسموں سے کیجاتی تھی۔ اور صلح کی دیوی کے مندر میں قابل لوگوں کے شوق پورا کرنے کے لئے ایک عجیب و غریب کتب خانہ کھولا گیا تھا۔ اس سے ذرا فاصلہ پر ٹراجن کی بازار تھی، اس کے اردگرد وارلعبتہ الاضلاع کی شکل میں ایک بلند جلوخانہ تھا جس میں چار شاندار محرابیں تھیں اور انہی میں سے ہو کر اندر داخل ہونے کا راستہ تھا۔ اس کے بیچ میں ایک ستون ۱۱۰ فیٹ بلند تھا، جس سے اُس پہاڑی کی بلندی کا اندازہ ہو سکتا ہے جس کو کاٹ کر یہ عمارت بنائی گئی تھی، یہ ستون جو اب تک موجود ہے، پرانے زمانے میں اپنی خوبی و خوبصورتی کی وجہ سے اپنے بانی کی ڈیشین فتوحات کا پورے طور پر اظہار کرتا تھا۔ اس تجربہ کار سپاہی نے اپنے فتوحات کا افسانہ خود ہی سوچا اور قومی غرور کو ایسا فریب دے کر صلح پسند شہری نے اسپنے کو، قومی فتوحات کے ساتھ وابستہ کر دیا، رفاہ عام کی خاطر عمارتیں بنانے کا جو شوق پیدا ہو گیا تھا اس سے دارالحکومت کے تمام محلوں اور صوبوں کی رونق بڑھ گئی تھی یہ تمام عمارتیں، (مثلاً) تھیٹر، تماشہ گاہوں، مندروں، جلوخانوں، نہروں اور فتوحات کی یادگار میں جو محرابیں بنی تھیں ان کی ...

ہم کو عمدہ سے عمدہ عمارت بنانے کا ڈھنگ آتا ہے اور ہمارے پاس اس کے لئے کافی روپیہ موجود ہے۔ ایتھنز کا تھیسیس کی شاندار اور قابل فخر عمارت روم کو نذر کی گئی تھی کہ اس سے چھوٹی مگر اسی مصالحہ اور اسی شکل کی اکثر عمارتیں دیکھیں؛ اور دریا کے شہروں کے فائدہ کے لئے انہی شہروں کی طرف سے تیار کرائی گئیں۔ الکنتارا کے چھوٹے پل پر جو کتبہ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ دریائے ٹیگس پر اس پل کو لوسیٹانین گروہوں نے تیار کرایا تھا۔ جب پلینی کو بی تھینیا اور پونٹس کی حکومت سپرد ہوئی تو اس نے دیکھا کہ باوجود مفلس ہونے کے بھی یہاں کے شہر ایک دوسرے سے فن عمارت میں مقابلہ کرتے تھے۔ شاید غیر ملک والوں کو یہ عمدہ عمدہ عمارتیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہوگی، اور وہاں کے باشندے ان احسانوں کا اعتراف کرتے ہوں گے پروکونسل کے فرائض میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ان کی آرزوؤں کی اصلاح کرے، فن عمارت کے مذاق کو بہتر بنائے اور بعض اوقات ان کو ایک دوسرے کی نقل کرنے سے باز رکھے۔ روم اور دوسرے صوبوں کی مجلس ملکی کے ممبر اس بات پر فخر کرتے تھے اور اپنے تئیں اس پر مجبور سمجھتے تھے کہ ہم اپنے زمانہ اور اپنے ملک کو عمدہ عمدہ عمارتوں کے ذریعہ سے آراستہ کرتے رہیں چونکہ اس زمانے کا رواج یہی تھا اس وجہ سے ان میں خود بخود مذاق سلیم اور فیاضی کا جذبہ پیدا ہو جاتا۔ محسنوں کے اس بڑے گروہ میں سے جو اپنی ذمہ داری پر کام کرتے تھے، ہم ہیروڈیس اٹیکس کا نام لیتے ہیں جو انٹونینس کے زمانہ حکومت میں تھا اس کے طریق عمل کا مقصد خواہ کچھ ہو، یہ طے شدہ امر ہے کہ اس کی شان و شوکت تجربے سے بڑے بادشاہ کے برابر تھی۔

ہیروڈیس اٹیکس کی مثال

ہیروڈ کا خاندان کم از کم اس وقت سے جب سے کہ قسمت نے یاوری کی تھی سیمن اور ملٹیاڈیس، تھیسیس اور سکروپس اٹیکس اور جیوپیٹر کی خاص نسل سے سمجھا جاتا تھا، لیکن ان دیوتاؤں اور بہادروں کی اولاد نہایت خراب حالت میں پہنچ گئی، اس کے دادا کو ملک کے قانون سے نقصان پہنچا، اور اس کے باپ، جولیس اٹیکس نے اپنی زندگی کے آخری ایام مفلسی اور ذلت میں گزار دیے ہوتے اگر اس کو ایک پرانے مکان کے نیچے سے ایک بڑا خزانہ ہاتھ نہ لگ گیا ہوتا جو اس کے ورثہ کی آخری نشانی تھی۔ شاہنشاہ سخت قانون کی رو سے اس خزانہ پر قبضہ کر سکتا تھا، لیکن ہوشیار اٹیکس نے اس کو اس طرح بچایا کہ اس نے مخبروں کو خواہ مخواہ دخل در معقولات کرنے کا الزام لگا کر اقبال کر لیا، لیکن انصاف پسند نروا نے جو اب تخت حکومت پر بیٹھا تھا اس خزانہ کا کوئی حصہ لینے سے انکار کر دیا اور اٹیکس کو حکم دیا کہ وہ نہایت آزادی سے اپنی دولت خرچ کر سکتا ہے۔ لیکن چالاک ! خیر یہ (اٹیکس) نے اس پر اصرار کیا کہ اتنا خزانہ رعایا کے ایک فرد کے لئے بہت زیادہ ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس کو کس طریقہ سے استعمال کروں، تنگ مزاج مگر صاف دل شاہنشاہ نروا نے جواب دیا کہ اچھا اگر تم نہیں جانتے کہ اس دولت کو کس طرح مفید طریقے سے استعمال کر سکتے ہو تو خراب طریقے پر استعمال کرو کیونکہ یہ تمہارا مال ہے۔ بہت لوگ کہیں گے کہ دولت اٹیکس نے ویسا ہی صرف کیا جیسا شاہنشاہ نے اس کو

خیال کئے جاتے تھے۔ اوپر جو کچھ بیان کیا گیا اسکی تصدیق والٹی اور غلاموں کے بیان کو واضح کرنے کے لئے ہم مختلف قسم کی مثالیں بیان کرینگے۔ ایک افسوسناک موقع پر یہ معلوم ہوا کہ ایک محل میں چار سو غلام کام کرتے تھے، یہی چار سو کی تعداد، افریقہ کی ایک بیوہ کے پاس تھی، جس نے اپنی جائداد اپنے بیٹے کے نام وقف کردی تھی، اور اس سے زیادہ غلاموں کی جائداد اسنے اپنے نام ہبہ کر دی تھی۔ ایک آزاد شدہ شخص کے پاس آگسٹس کے عہد حکومت میں چار ہزار چھ سو بیل کے جوئے، ڈھائی لاکھ چھوٹے جانور، اور چار ہزار ایک سو سولہ غلام مرتے وقت موجود تھے۔ ان غلاموں کی حالت مویشیوں سے ذرا بھی بہتر نہ تھی اور اتنی جائداد اس حالت میں تھی جب خانہ جنگیوں سے اُسے بہت کچھ نقصانات پہنچ چکے تھے۔

سلطنت روم کی گھنی آبادی

اس رومی دنیا کی تعداد جو رومی تمام تر کو مانتی شہر لین کے قوانین کی پابندی کرتی، صوبہ والوں اور غلاموں پر مشتمل جو قیاس تھے، ان کو تسلیم کرتی تھی اتنی صحت کے ساتھ نہیں معلوم کی جاسکتی جتنی ضروری ہے۔ ہم کو یہ معلوم ہے کہ جب شاہنشاہ کلاڈیس نے مردم شماری کرائی ہے تو اس کو معلوم ہوا کہ چھ ارب نو لاکھ چھیالیس ہزار باشندے ہیں، ان میں سے مردوں کی تعداد بمقابلہ عورتوں اور بچوں کے دو کرور سے زاید تھی۔ رعایا کے ذلیل طبقوں کی تعداد ہمیشہ گھٹتی بڑھتی رہتی تھی لیکن تمام ضروری باتوں پر غور کر لینے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہر عمر اور ہر صنف کے جتنے لوگ شہری تھے، اسکے دوگنے صوبوں کے رہنے والے تھے، اور غلاموں کی تعداد کم از کم ان لوگوں کے برابر تھی جو سلطنت میں آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اس کا کل اندازہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کل تعداد تقریباً بارہ کرور تھی۔ یہ تعداد شاید موجودہ زمانہ میں یورپ کی آبادی سے زیادہ ہے، اور شاید ان تمام آبادیوں سے بھی زاید ہو، جو کبھی کسی حکومت کے ماتحت رہی ہوں۔

فرمان برداری اور اتحاد

رومیوں کے عاقلانہ اور صحیح اعتدال پر قائم رہنے والے طرز عمل کا نتیجہ یہ تھا کہ رضامندی اطاعت اور اتحاد قائم تھا، اگر ہم ایشیا کی شخصی حکومتوں پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ سلطنت کے مرکز میں ظلم وجور کا بازار گرم ہوتا تھا اور لشکر دوری حدود پر بمشکل ہوتی تھی۔ انصاف کرنے والے حکام اور محصول جمع کرنے والے عمال اسی وقت کام کرسکتے تھے جب فوجی طاقت ان کی مدد کے لئے موجود ہوتی۔ دیہاتوں میں وحشی لوگ اپنا قدم جما صوبوں میں وہ حاکم جن کے آباؤ اجداد کے وقت سے صوبہ داری چلی آتی تھی، بغاوت کرکے ملک کے حصوں اور اس آبادی پر قابض ہو جاتے جو خود علم بغاوت بلند کرنے پر ہر وقت آمادہ رہتی حالانکہ حصول آزادی کی صلاحیت انہیں نہ ہوتی تھی لیکن رومی احکام کو لوگ ہمیشہ بغیر جبر و تشدد کے ہر جگہ مانتے تھے، مفتوح قومیں، رومیوں کی زبردست قوم میں

سلہ بعض مورخ اس سے اختلاف کرتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ غلاموں کی تعداد آزاد لوگوں سے دوگنی اور بعض کہتے ہیں کہ تگنی تھی

ہوتے تھے، جو لوگ اپنے معمولی کاروبار میں ادبی رنگ آمیز کرنا چاہتے، ان کو دونوں زبانوں میں دسترس رکھنا پڑتی۔ یہ قریب قریب غیر ممکن تھا کہ کسی صوبہ میں کوئی رومی ایسا مل جائے جسکو اعلیٰ تعلیم ملی ہو اور جو یونانی اور لیٹن زبانوں سے بالکل ناواقف ہو۔

غلاموں کا حال

ایسی رسموں کی بدولت سلطنت کی دوسری قومیں، رفتہ رفتہ بغیر محسوس کئے ہوئے، رومی قوم میں شامل ہوکر رومی بن گئیں لیکن ہر صوبہ اور ہر خاندان میں ایسے لوگ باقی تھے جنکو سوسائٹی سے کسی قسم کا فائدہ نہ پہونچتا تھا بلکہ ان کو ہر طرح کا نقصان ہی اُٹھانا پڑتا تھا۔ زمانہ قدیم سے جو آزاد ریاستیں قائم تھیں ان میں کے ہر خاندان میں غلام ہوتے تھے جن پر ہر طرح کی سختی اور ظلم کیا جاتا تھا۔ رومی سلطنت کے باقاعدہ

انکے ساتھ کیسا برتاؤ ہوتا تھا

قیام سے پیشتر ایک زمانہ ظلم و جور کا بھی گذر چکا تھا۔ یہ غلام زیادہ تر مفتوح وحشی قیدی ہوتے تھے، جو جنگ کے موقع پر حاصل کئے جاتے تھے یا معمولی قیمتوں پر خرید لئے جاتے تھے۔ یہ لوگ آزادانہ زندگی بسر کرنے کے عادی ہوتے اور اس کے متمنی رہتے کہ کسی طرح ہمارے پیروں کی بیڑیاں کٹ جائیں اور ہم اپنے آقاؤں سے بدلہ لے سکیں۔ ایسے اندرونی دشمنوں کے لئے جنہوں نے کئی دفعہ بلوے کئے اور جمہوریہ روم کو تباہی کے کنارہ پر لے آئے، حفاظت خود اختیاری کے پردہ میں نہایت سخت قوانین بنائے گئے اور سخت سے سخت برتاؤ انکے لئے جائز قرار دیا گیا لیکن جب یورپ، ایشیا، اور افریقہ سب ایک تاجدار کے زیر نگین آگئے، تو غیر ممالک سے جو غلام بڑی تعداد میں آتے تھے، اسمیں کمی آگئی، اور رومی لوگوں کو غلاموں کے لئے صرف ان کی تولید پر قانع ہونا پڑا۔ یہ لوگ اپنے اُن غلاموں کو جو خاندانوں میں رہتے، یا جو ان کے دیہاتوں پر رہتے، مختلف طریقوں سے شادی کرنے کی ترغیب دلاتے۔ قدرتی نرم دلی، تعلیم، اور تابعدار غلاموں کی ایک جماعت وغیرہ یہ چیزیں ایسی تھیں جن سے اکثر اوقات، مالک اپنے غلاموں کے ساتھ ذرا بہتر سلوک کرتے۔ اگرچہ غلاموں کی خوشی کا دارومدار آقاؤں کے مزاج اور انکے حالات پر ہوتا تھا تاہم وہ لوگ اپنے غلاموں کے ساتھ اپنے فوائد کا لحاظ کرکے بہ نسبت خوف کے زیادہ انسانیت سے پیش آتے تھے اور اس وجہ سے غلاموں کا وجود اور زیادہ ضروری خیال کیا جانے لگا۔ عادات و اطوار میں جو خوبی پیدا ہوگئی تھی اس کا سبب، شاہنشاہوں کی عمدہ عادتیں، اور انکا طرز عمل تھا۔ ہیڈرین اور انٹونینس نے اس قسم کے قوانین نافذ کئے جن سے بنی نوع انسان کے بدترین افراد کی بھی حفاظت ہوتی تھی، غلاموں کی موت و حیات پر اول اول، معمولی آقاؤں کو اختیار حاصل تھا اور اس اختیار کو ان لوگوں نے اکثر بیجا طور پر استعمال کیا۔ لیکن یہ اختیار ان کے ہاتھوں سے لیکر مجسٹریٹوں کو دیا گیا۔ زمین دوز قید خانے، مسمار کردیئے گئے اور اگر کوئی غلام اپنے آقا کے ناقابل برداشت مظالم کی صحیح شکایت کرتا تو یا اُسے رہائی ملجاتی اور یا وہ کسی رحیم آقا کے سپرد کردیا جاتا۔

انجیل یا بھگی پا گویا بجاذ تنگ گئے۔ آخرکار ٹراجن ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس کو سیپیو کی طرح غیر ملک کا آدمی نہیں کہہ سکتے تھے۔ یونانیوں کی حالت جیشیوں سے بالکل مختلف تھی۔ یونانی رومیوں سے مہذب تھے گو بدافلاطون کا شاگرد ہو چکے تھے۔ ان کو اپنی زبان کے زندہ رکھنے کا شوق تھا اور اپنے ملک کے رسوم کو وہ فخریہ قائم رکھتے اور خود رومیوں کے رسم سے بچنے کی کوشش کرتے تھے۔ حالانکہ اپنے اسلاف کے محاسنات کو چھوڑ چکے تھے ابھی ان میں وہ مذاق تھا جس سے وہ فاتح رومیوں کے ناشائستہ عادات کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے لیکن ان کی عقل اور لیاقت کی تعریف کرنے پر مجبور تھے۔ یونانی زبان کا اشاعت ماجاسں صرف اس پیٹ جب ملک یونان ایک محدود تھا جو کسی زمانہ میں مشہور آفاق ہو چکا تھا۔ اس کی سلطنت مرنج کے زمانے میں، نوآبادیوں کی ترقی کی وجہ سے ہیلیبا تک پھیل کر دریائے فرات اور دریائے نیل تک پھیلی تھی۔ ایشیا میں یونانی شہر کثرت سے پائے جاتے تھے، اور مقدونیا کے بادشاہوں کے طویل زمانہ حکومت میں سیریا اور مصر میں خاموش انقلابات رونما ہوئے تھے۔ ان شاہزادوں کے شاندار درباروں میں ایتھنز کی فصاحت و شائستگی، اور مشرق کی عیش پرستی مل کر ایک ہو گئی تھی اور رعایا میں جو لوگ صاحب دولت و ثروت ہوتے وہ بھی اپنے حسب حیثیت درباروں کی نقل کرتے تھے۔ سلطنت روم اس طرح پر یونانی اور لاطینی بازوؤں میں منقسم تھی۔ ان میں ہم ایک تیسرے فرق کو بڑھا سکتے ہیں، جو سیریا اور مصر کے اصلی باشندوں کو دوسروں سے الگ کرتا تھا۔ یہ لوگ اپنی قدیم زبان بولتے تھے اور اس طرح دوسری قوموں سے رابطہ کرسکتے تھے اور تمدن کے میدان میں قدم رکھ سکتے تھے۔ رومی فاتح یونانیوں سے ان کی بزدلی اور مصریوں اور شامیوں سے ان کی بدتہذیبی کی وجہ سے نفرت کرتے تھے۔ ان اقوام نے رومیوں کے آگے سر تسلیم خم کر دیا تھا لیکن دیکھیں کہ اس کی تنا ہر دی اسد وہ اس قابل تھے کہ ان کے شہروں کو آزادی دی جاتی یہ مشہور تھا کہ جولیس کی تباہی کے دو سو تیس برس بعد کہیں ایک مصری شخص اس قابل سمجھا گیا کہ وہ رومی مجلس شوریٰ میں داخل کیا جائے۔

دونوں زبانوں کا عام استعمال

یہ کہنا کہ فاتح رومیوں نے یونانیوں کے فنون لطیفہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا تھا بالکل صحیح ہے گو یہ ایک فرسودہ بات ہے، وہ غیر فانی مصنفین جن کی کتابیں ہر ایک موجودہ یورپ سے واقف ہے، بہت جلد اٹلی اور مغربی صوبوں میں نہایت شوق و ذوق سے پڑھی جانے لگیں اور لوگوں نے ان کی نقل اتارنے کی کوشش کی لیکن رومیوں کی مذہب پسندی سے ان کے حکمت کے طرز عمل پر کوئی اثر نہیں پڑا تھا۔ حالانکہ رومی لوگ یونانی زبان کی خوبیوں کے معترف تھے اور لاطینی زبان کی بہت قدر کرتے تھے، لیکن صرف لاطینی زبان ہی کا استعمال ملکی و فوجی شعبہ جات میں ہوتا تھا۔ سلطنت میں دونوں زبانیں ایک ہی وقت میں متوازی جاری تھیں۔ یہ ملی زبان علوم و فنون کی زبان تھی، اور دوسری میں دفتری معاملات طے

شہرون کو دئے جاتے، ان کی لنسبت یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اُن کی خاص رعایت منظور رہی، صرف مجسٹریٹ لوگون کو جب انکی مدت ملازمت ختم ہو جاتی، تو زومی شہریون کے حقوق حاصل ہوتے، لیکن چونکہ مجسٹریٹ ہر سال مقرر ہوتے تھے، اس وجہ سے چند ہی سال مین معزز خاندانون مین ایسے شہریون کی تعداد بہت کافی ہو جاتی تھی۔ صوبون کے اُن باشندون کو جن کو فوج مین خدمات انجام دینے کی اجازت ملتی اور اُن سب کو بھی جنھین کسی طرح کی بھی ملکی خدمت انجام دینے کا موقع ملتا کچھ نہ کچھ انعام ضرور ملتا اور وہ لوگ بھی قابل انعام سمجھے جاتے جن مین کوئی خاص قابلیت ہوتی، لیکن انعامون کی قیمت ہمیشہ شاہنشاہون کے فرمان عطیون سے گھٹ جاتی تھی، لیکن پھر بھی انیٹونینین کے عہد حکومت مین جب سلطنت کے اکثر شہرون کو آزادی مل چکی تھی، اس رعایت خاص فوائد حاصل ہو جاتے تھے۔ اُن بہت سے لوگون کو جن کو یہ خطاب ملتا، رومی قانون سے خاصکر شادی، وصیت نامون، اور وراثت کے بارے مین فوائد حاصل ہوتے اور اُن لوگون کی تو گویا قسمت ہی چمک جاتی جن کو حقوق کے ساتھ رعایت حاصل ہو جاتی یا جن مین خود کچھ مادہ ہوتا، گالس کے جن پوتون نے جولیس سیزر کو الیشیا مین محصور کیا تھا، تو جن کی سرداری حاصل کی صوبون کی حکومتین ملین، اور وہ روم کی مجلس ملکی مین شامل کئے گئے۔ ان کی اُمیدون سے بجائے اس کے کہ حکومت کے امن امان مین خلل پڑتا، اُس کی عزت اور حفاظت کا سامان بہم پہونچتا گیا۔

لیٹن اور یونانی صوبون کی تقسیم

رومی لوگ قومی عادات پر زبان کے اثر کو یہان تک تسلیم کرتے تھے کہ وہ ہمیشہ سلطنت کے حدود کے ساتھ لیٹن زبان کو بھی ہر جگہ رائج کرنا ضروری خیال کرتے تھے، اٹلی کی پرانی زبانین سبین، اٹرسکن، اور وینشین، کس مپرسی کی حالت مین پہونچ گئین لیکن بہ نسبت مشرق کے مغرب کے صوبون مین فاتح معلمون کی کم مخالفت ہوتی تھی، اس ظاہر بظاہر فرق نمایان سے سلطنت کے دو حصون مین بڑا فرق ہو گیا اور گو یہ فرق اقبالمندی کے زمانہ مین زیادہ نمایان نہ ہوا، لیکن جب سلطنت روم پر زوال کی گھٹائین چھانے لگین تو یہ بہت نمایان ہو گیا۔ مغرب کے ممالک مین بھی انھین ہاتھون سے تہذیب کی داغ بیل پڑی جنھون نے انھین فتح کیا تھا، جتنی جلد، وحشیون کو حکومت کے زیر سایہ اطمینان سے رہنے کی عادت ہو گئی، انکے دماغ مین علوم اور تہذیب و شائستگی کی بابت نئے نئے خیالات آنے لگے ورجل کی زبان اور محاورات مین گو اکثر غلطیان ہوتی تھین پھر بھی وہ افریقہ، اسپین، گال، برطانیہ، پینونیا وغیرہ مین اس طرح رائج ہو گئی کہ پیونک اور سلٹک زبانون کے محاورہ، صرف پہاڑون اور کسانون تک محدود رہ گئے۔ ان ممالک کے اصل باشندون مین تعلیم اور کتب بینی سے وہی جذبات پیدا ہوئے جو رومی لوگون مین تھے، اور اٹلی کا طرز لباس اور قوانین وغیرہ سب لیٹن صوبون مین جا کر رائج ہوئے۔ ان لوگون کو حکومت کے اعزازات اور آزادی حاصل کرنے کا بہت شوق تھا اور وہی لوگ ان کو آسانی سے حاصل کر سکتے تھے۔ ان لوگون کی وجہ سے

گئے اور ان کا یہ مقصد تھا کہ درحقیقت تو وہ ان کو سلطنت کا حلقہ بگوش بنا دین، وہ خودمختار ریاستین، اور شہر جنھون نے روم کا
ساتھ دیا تھا، بظاہر روم کے اتحادی شمار کیے جاتے تھے۔ لیکن درحقیقت انکو اسکا احساس بھی نہ ہوا اور وہ روم
کی غلامی کرنے لگے۔ حکومت کی باگ مجلس ملکی یا شاہنشاہون کے مقرر کردہ عہدہ دارون کے ہاتھ مین تھی، انکے اختیارات غیر
محدود تھے اور انسے کسی طرح کی باز پرس نہ ہوسکتی تھی لیکن حکومت کے وہ سودمند اصول جن کی وجہ سے اٹلی مین امن
امان قائم تھا، اور وہ تجربہ بھی، تمام مفتوح مقامات مین برتے گئے۔ صوبون مین ایک مستقل رومی نظم و نسق کا طریقہ
تیار کی گئی۔ اول طریقہ یہ تھا کہ نوآبادیان قائم کی گئین اور دوسرا یہ کہ صوبون کے سب وفادار مستحق لوگون کو روم کی
آزادی مین حصہ دیا گیا۔

نوآبادیان اور میونسپلٹیون کے شہر

مشہور مقولہ ہے کہ رومی لوگ جس مقام کو فتح کرتے ہین وہین آباد ہو جاتے ہین اس قول کی واقعیت، تاریخ اور تجربہ دونون سے
ثابت ہوتی ہے۔ اٹلی کے باشندے عیش و عشرت یا حصول فوائد کی ترغیب سے فتوحات کی نیت سے
آگے بڑھے اور ہم دیکھتے ہین کہ ایشیا کی فتح کے چالیس برس بعد میتھریڈیٹس کے ظالمانہ حکم سے اسی ہزار رومی
موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔ یہ وہ لوگ تھے جو از خود حدود سلطنت کے باہر چلے گئے تھے اور ان مقامات مین
زیادہ تر تجارت، زراعت اور محصول جمع کرنے مین مصروف تھے لیکن اسوقت جب فوجکو شاہنشاہون نے
ایک مستقل پیشہ بنا دیا تھا، صوبون مین سپاہی آباد ہونے لگے۔ یہ سپاہی وہ تجربہ کار لوگ ہوتے تھے جن کو
خدمات کے صلہ مین زمین یا روپیہ ملتا تھا اور وہ لوگ ان دیہاتون مین اپنے خاندان سمیت متوطن ہو جاتے تھے
جہان انھون نے اپنے شباب کا زمانہ گزارا ہوتا۔ سلطنت کے تمام حصون اور خصوصاً مغربی حصون مین سب سے زرخیز
اضلاع اور سب سے اچھے مقامات نوآبادیون کے لیے مخصوص کر دیے جاتے تھے۔ ان نوآبادیون مین سے بعض ملکی اور
بعض فوجی قسم کی تھین۔ اپنے طریق عمل اور اندرونی انتظامات مین یہ نوآبادیان، روم کی نقل کرتی تھین، اور اصل
باشندون سے ان نوآبادیون نے اتحاد و دوستی کرکے، اپنے تئین ہر دلعزیز بنا لیا تھا۔ انھون نے سب جگہ رومی
نام کو محترم بنا دیا اور سب کے دلون مین اس بات کا شوق پیدا کر دیا کہ وہ رومی اعزاز اور دوسری مفید باتون
سے فائدہ اٹھائین۔ یہ امید ایسی تھی کہ جو اکثر موقع بموقع سے پوری ہوتی رہتی۔ میونسپلٹیون کے شہر شان و شوکت
اور عزت مین نوآبادیون کے برابر ہو گئے تھے، اور ہیڈرین کے زمانے مین یہ بات فیصلہ طلب تھی کہ ان جماعتون
مین سے جو جماعت باہر تھی اور وہ جو اسمین شامل ہو گئی تھین کون زیادہ قابل ترجیح مین، ایلیم[1] کے متوطن

(۱) ایلیم ایک شہر تھا جو مجلس شہر کی درخواست پر نوآبادی کے درجہ پر پہنچنے سے آزادی مل جاتی تھی۔

درمیان وہی فرق پیدا ہوگیا۔ جو اوّل اور سب سے زیادہ قابل احترام رئوسا کا ہوتا ہے اور ان کی تعداد میں جو تیزی سے زیادتی ہو رہی تھی، اُس کو اب بیشتر کے سے خطرے باقی نہ تھے، لیکن وہ عقلمند شاہزادے جو آگسٹس کے قدم بقدم چلتے تھے، رومی نام کی بے انتہا حفاظت کرتے تھے اور اپنی بخشی ہوئی آزادی کا حلقہ عقلمندی سے بہت وسیع کرتے تھے۔

اٹلی

سلطنت کے دیگر اقوام کی بہ نسبت جب تک رومیت کے حقوق کی زیادہ نگہداشت ہوتی رہی اسوقت تک اٹلی اور دیگر صوبجات کے درمیان بہت فرق رہا۔ اٹلی، اتحاد کا مرکز تھی اور نظام حکومت کی مضبوط بنیاد اسی جگہ قائم تھی، اٹلی ہی کو یہ فخر حاصل تھا کہ شاہنشاہ اور مجلس ملکی کے تمام ممبر یہیں پیدا ہوئے اور اسی ملک کو اپنا جائے رہائش قرار دیتے رہے، اٹلی کی ریاستوں کو محصول سے آزادی تھی اور ان کی جان و مال پر وہاں کے صوبہ داروں کو کسی طرح کا اختیار نہ تھا، شہروں میں جو میونسپلٹیاں تھیں وہ بالکل دارالحکومت کی میونسپلٹی کے مشابہ تھیں انکو مرکزی حکومت کے زیر نگرانی، قانون کو جاری کرنے کا پورا اختیار تھا، آلپس پہاڑ کے دامن سے لے کر کیلابریا کی آخری حد تک اٹلی کے تمام باشندے رومی شہری خیال کئے جاتے تھے، انکے جزئی اختلافات کا کچھ خیال نہ کیا جاتا اور اس طرح وہ لوگ بلا کسی احساس کے ایک زبردست قوم بن گئے جو زبان، رسوم اور نظام حکومت کی وجہ سے بالکل متحد تھے اور وہ قوم ایک زبردست حکومت کے شایان شان تھی۔ یہ جمہوری حکومت اپنے نیابتانہ طرز عمل پر فخر کرتی تھی اور اکثر ان لوگوں کی ذات سے فوائد حاصل کرتی تھی جن کو وہ رومی شہری ہونے کی عزت بخشتی تھی۔ اگر رومی نام صرف ان لوگوں تک محدود رہتا جو شہر پناہ کے اندر رہتے تھے، تو جمہوریت کے نام کو رونق دینے والے اُس میں شامل نہ ہو سکتے، ورجل مینٹوا کا باشندہ تھا۔ ہوریس اس شک میں رہا کہ میں اپنے تیئں ایپولین کہوں یا لوکانین، پیڈوا وہ مقام ہے جہاں سے ایک شخص ایسا پیدا ہوا جو رومی فتوحات کا حال لکھ سکا، کیٹس کا محب وطن خاندان ٹسکولم سے ظہور پذیر ہوا، اور آرپینم کے چھوٹے شہر کو میریس اور سسرو کے پیدا کرنے کا شرف حاصل ہے۔ میریس وہ شخص تھا جسکو رومولس، اور کیمیلس کے بعد، روم کا تیسرا بانی کہا جا سکتا ہے۔ سسرو نے اپنے ملک کو کیٹیلائن کی تجاویز سے بچانے کے بعد اُس قابل بنا دیا کہ وہ انٹنی سے فن تقریر میں مقابلہ کر سکے۔

صوبے

سلطنت کے مختلف صوبوں میں جن کا ذکر باب اوّل میں کیا جا چکا ہے، عوام کو کسی قسم کی طاقت اور آزادی حاصل نہ تھی، اٹروریا، یونان اور گال میں مجلس ملکی کی یہ کوشش رہی کہ وہ ان خوفناک جماعتوں کا سختی سے استیصال کر دیں جو یہ تعلیم دیتی تھیں کہ رومی سپاہ کی کامیابی کا راز، وہ نا اتفاقی تھی جو ہم میں موجود تھی، اور اگر ہم میں اتحاد ہو تو انکو شکست حاصل ہوگی۔ وہ شہزادے جن کو احسان مندی کے اظہار میں اس بات کی اجازت مل گئی تھی کہ وہ کسی زرخیز خطہ پر حکمرانی کریں، تھوڑے عرصے کے بعد جب اپنا مقررہ کام ختم کر چکے تو تخت سے علیحدہ کئے گئے

جون حکومت کا زوال پر غالب آتا تھا، جو لوگ شہر بدر کئے گئے تھے واپس آگئے، اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار
کرنے والوں کی تعداد بڑھتی گئی، مندر وغیرہ، رفتہ رفتہ کے ساتھ پھر آباد ہوگئے، اور یہان تک ہوا کر ہی سرا آئیس اور اداۓ
ستر جو کے مندر شہید کئے گئے تھے، رومی دیوتاؤن کی صفون مین شامل کئے جانے لگے۔ یہ آزادی حکومت کے
پرانے اصول کے بالکل مطابق تھی۔ حکومت روم کے بہترین نادمین ایسکولا پئیس اور سیبل کر لینے کے لئے کئی مرتبہ تار
بھیجے گئے تھے۔ اور جب کوئی شہر محصور ہوتا تو شہر کے محافظ دیوتاؤن کو رومی لوگ اس طرح ترغیب دیتے تھے کہ اگر
شہر بچ گیا تو ہم تیری اتنی عزت و حرمت کرینگے، جتنی تیرے اصلی ملک مین ہوتی ہوگی۔ محکومون کی جتنی عبادتگاہین
تھین سب ملکر روم بن گیا تھا اور بنی نوع انسان کے جس قدر دیوتا تھے ان سب کو روم کے اندر پوری آزادی
حاصل تھی۔

روم کی آزادی روم کے قدیم لوگون کی نسل کو مخلوط ہونے سے بچانے کے لئے جو طریقہ اختیار کیا گیا اسکی بنیاد
تنگ خیالی پر تھی، اور اس وجہ سے انحطاط اور بادشاہون کی ترقی رک گئی اور انحطاط دل
شروع ہوگیا۔ ان عالی دماغ رومیون نے جن کے دل تمناؤن سے بھرے ہوئے تھے اپنے فخر و مباہات کے امیدون
پر قربان کر دیا۔ اور کسب فضیلت و اخلاق اختیار کرنا خواہ وہ کسی وجہ سے حاصل ہو سکین، زیادہ محترم اور قابل عزت خیال
کیا انہون نے غلامون، غیر ملک والون، دشمنون اور وحشیون تک سے بھی وہ باتین سیکھین جو مفید سمجھین، انحطاط
کی جمہوری حکومت کے شاندار عہد مین رعایا کی تعداد قریب تیس ہزار کے تھی لیکن گھٹتے گھٹتے اکیس ہزار رہ گئی،
اس کے مقابل اگر ہم رومی حکومت جمہوریہ کے عروج پر غور کرین تو معلوم ہوگا کہ جنگ و جدل اور فسادون کے باوجود
سرولیس ٹلیس کی مردم شماری مین باشندون کی تعداد تیراسی ہزار سے زیادہ تھی۔ یہ تعداد سوشل جنگ کے زمانے مین
۴ لاکھ ۶۳ ہزار تک پہنچ گئی تھی اور یہ سب لوگ جنگ مین شرکت کر کے اپنے ملک کی خدمت کر سکتے تھے جب روم کے
اتحادیون نے اختیارات وغیرہ مین انکے برابر حقوق لینا چاہے، تو رومی مجلس ملکی نے یہ فیصلہ کیا کہ ہمارے لے اس
طرح کی رعایتون کے منظور کرنے مین سخت تباہی ہے اور ہمین اسکا فیصلہ بزور شمشیر کرنا چاہئے۔ سیمنیز اور تو سکین
لوگون نے اپنی جلد بازی کا برا پھل پایا لیکن اٹلی کی دوسری ریاستین رفتہ رفتہ رومی حلقہ اثر مین آگئیں اور
جمہوری حکومت کے زیر سایہ جو لوگ بسر کرتے تھے، وہ شاہانہ اختیارات رکھتے تھے، اور خیال یہ تھا کہ اگر وہ اختیارات
کسی ٹیڑھی بات کے لئے گئے تو وہ پہلے تو اسکا مقابلہ کرینگی اور بعد مین انکو کھو بیٹھین گی، لیکن جبان
صوبون پر حاکمون کو تعین و ملکہ منتخب کرتے تھے، شاہنشاہون کے تمام حکومت نے بتایا تو فاتح اور مفتوح دونون کے

ملہ کہا جاتا ہے کہ یہ مشہور سٹ ایک دیوتا تھی، اسکا تعلق زمین اور زراعت سے تھا۔

حکام

یہ معلوم کرنا آسان نہیں ہی کہ ظلم وجور نے کس طرح رومی کونسلون مین جگہ پائی، مجسٹریٹ، لوگون کے اعمال بیجا اگر سچے تعصب کی رنگ آمیزی ہونا ممکن نہ تھی کیونکہ وہ خود بھی فلسفی تھے، اور ایتھنس کے اسکولون نے مجلس ملکی کے لئے قوانین بنا دئے تھے، اُن پر ذاتی اغراض و مقاصد کے حصول اور یا لالچ کا اثر کبھی نہ پڑسکتا تھا کیونکہ مذہبی اور سیاسی دونون عنانیتن انکے ہاتھون مین دی گئی تھین، مجلس ملکی کے معروف ترین فرد روم کے سردار پادری مقرر ہوتے تھے۔ اور سردار پادریون کے افسر اعلی کے اختیارات ہمیشہ شاہنشاہ کے ہاتھ مین رہتے تھے، یہ لوگ مذہب کے اُن فوائد سے جب وہ حکومت سے متعلق ہون، واقف تھے اور اسی لئے اسکی قدر کرتے تھے، وہ عوام کے تیوہارون کو رونق دینا چاہتے تھے کیونکہ اس طرح عوام کے عادات مین انسانیت آتی ہی پیشین گوئی کے فن کو وہ خوب استعمال کرتے تھے کیونکہ انکے طرز عمل کے لئے نہایت آسان طریقہ تھا اور وہ اس بات کو اکثر کہا کرتے تھے کہ موجودہ زندگی یا آئندہ زندگی مین دیوتا یقیناً جھوٹی قسم کھانے والے کو سخت سزا دینگے اس کی وجہ یہ تھی کہ اس سے سوسائٹی کا نظام قائم رہتا تھا، حالانکہ وہ مذہب کے عام فوائد کو تسلیم کرتے تھے لیکن انکو اس بات کا بھی پورا یقین تھا کہ مختلف قسم کے طرز عبادات سے بھی وہی فواید حاصل ہو سکتے ہین اور یہ کہ ہر ملک مین ضعیف الاعتقادی کی وہ فضا جس پر زمانہ اور تجربہ نے پسندیدگی کی مُہر لگا دی ہی۔ وہان کی آب ہوا، اور

صوبون کی حالت

باشندون کے لئے بہترین ہی لالچ اور ذاتی فدائیگی کی بنا پر اکثر ایسا ہوا ہے کہ فاتحین نے مفتوح قومونکے دیوتا اُن کے بتون اور انکے مندرون کی آرایش کے سامان وغیرہ کو لوٹ لیا ہی، لیکن مفتوحین کو ہمیشہ اس بات کا تجربہ ہوتا رہا کہ رومی فاتح انکو انکے اسلاف کے مذہب پر قائم رہنے کی آزادی دیتے تھے اور بعض اوقات خود ان کی حفاظت کرتے تھے۔ گال کا صوبہ ہی بظاہر ایک ایسا صوبہ معلوم ہوتا ہی جو اس کلیہ سے مستثنیٰ تھا۔ انسانی قربانی کو مٹانے کی آڑ مین شاہنشاہ ٹائبریس اور شاہنشاہ کلاڈیس نے ڈروڈس کی خوفناک طاقت کو پامال کردیا، لیکن یہان بھی پادری، انکے دیوتا، انکے قربان گاہ وغیرہ، اطمینان سے گمنامی کی حالت مین اسوقت تک قائم رہے جب تک کفر کا پورا استیصال نہ ہولیا۔

روم کی حالت

روم مین جو ایک بہت بڑی شخصی سلطنت کا دارالحکومت تھا ہمیشہ دنیا کے ہر مقام کے لوگ موجود رہتے تھے ان تمام لوگون کو اپنے وطن کی ضعیف الاعتقادیون کے رائج کرنے اور ان پر عمل کرنے کی آزادی حاصل تھی، سلطنت کے ہر شہر کو اس بات کا حق حاصل تھا کہ وہ اپنے پرانے رسوم کو بعینہ اسی طرح بجالائے جس طرح اسگلے زمانے مین ہوتا تھا، رومی مجلس ملکی جسکو تمام اختیارات حاصل تھے، کبھی کبھی بیچ مین پڑکر ان غیر ملکی رسوم کو روکنے کی کوشش کرتی تھی، مصری رسوم جو نہایت درجہ قابل نفرت اور خراب تھین، اکثر سختی سے روک دی گئیں۔ سراپیس اور آئسس کے مندر تڑوا دئے اور [illegible] بانٹنے والے روم اور اٹلی سے نکال دئے گئے لیکن تعصب ہی

گرادی یہ ثبوت یا فلسفیون کے جو چار مشہور اسکول تھے ان مین سے بزرگون اور پیروان افلاطون نے اس بات کی کوشش کی کہ مذہب اور عقلی مسائل کو متحد کردین۔ انھون نے ہمارے لئے مسبب الاسباب کی ہستی اور اسکے اکمل ہونے کے جو ثبوت چھوڑے ہین وہ نہایت زبردست ہین، بیراگی فلسفیون کے نزدیک، صناع اور اس کی صنعت مین کوئی فرق نہ تھا اسی طرح وہ مادہ کی خلقت پر کبھی غور بھی نہ کرسکتے تھے، اس کے خلاف فلاطون اور اسکے پیرو، جس روحانی طاقت کو مانتے تھے، جسمین مادہ کو کوئی منفرد تھا وہ بالکل خیالی تھا۔ ایناڈیکس اور اپیکورینس کے خیالات کم مذہبی تھے، لیکن جب اول الذکر علمی کی بنا پر ہر چیز کو شک کی نظر سے دیکھنا شروع کیا تو آخرالذکر نے اپنی تلون طبعی کی بنا پر قادر مطلق کی طاقت سے بالکل انکار کردیا تحقیق کے شوق سے جس کی عام طور پر تعریف ہوتی تھی اس آزادی کی وجہ سے جو حاصل تھی علماء کے فلسفہ مین اختلاف ہوگیا تھا، اور وہ مختلف گروہون مین جو ایک دوسرے سے الگ بحث کرتے رہتے تھے منقسم ہوگئے تھے، ان ہوشیار نوجوانون کو جو بغرض تحصیل علم سلطنت کے تمام حصون سے ایتھنس اور دوسرے علمی مرکزون مین آتے تھے۔ ہر اسکول مین یہی تعلیم ملتی تھی کہ وہ عوام کے مذہب کو ذلت اور تحقیر کی نظر سے دیکھین اور واقعی یہ کیونکر ممکن تھا کہ ایک فلسفی شعرا کے فضول لچر افسانون، اور بے ترتیب روایات متبرکہ کو مذہبی حقایق کی مثل تسلیم کرلیتا، اور ان لوگون کی جن کو وہ معمولی انسان خیال کرتا تھا دیوتاؤن کے مثل پرستش کرتا۔ ایسے نا اہل مخالفین کے مقابلہ مین سسرو نے اپنے خطیبانہ اور عقلی طاقتون کے اسلحہ کا استعمال شروع کیا لیکن دشمن کی ہیچ، اس سے زیادہ مناسب اوسکا ہرگز ثابت ہوئی، اور ہم کو پوری طور پر اس بات کا یقین رکھنا چاہیے کہ اگر تعلیم یافتہ طبقہ مین دیوتاؤن کی طرف سے نفرت اور ذلت کے خفیہ جذبات نہ پیدا ہو چکے ہوتے تو تمام عالم سے واقفیت رکھنے والے مصنف، کبھی اپنے ملک کے دیوتاؤن کی اس آزادی سے ہنسی نہ اڑا سکتے۔

باوجود اس کے کہ انٹونینس کے عہد حکومت مین مذہبی کاروبار رواج تھا، پادریون کے نمایاں اور عوام کے عقائد کی قدر کی جاتی تھی مگر گفتگو کے وقت اس زمانے کے فلسفی عقل کی برتری و آزادی کا اعلان کرتے تھے لیکن اپنے اعمال کو قوانین اور رسوم کے ماتحت رکھتے تھے، وہ عوام کی غلطیون کو افسوس اور ہمدردی کی نظر سے دیکھتے لیکن اپنے آبا و اجداد کی رسوم پر سختی سے قائم رہتے، دیوتاؤن کے مندرون مین معتقدانہ کی شان سے اکثر جاتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ضعیف الاعتقادی کے تھیٹر مین اپنے دہریانہ خیالات چھپا کر اور پادریون کا مذہبی لباس پہن کر خود بھی کام میں ہاتھ بٹاتے۔ اس طرح کے عامیان عقل و فلسفہ سے اس بات کی کب امید ہوسکتی تھی کہ وہ اپنے عقائد اور مذہب کو بچانے مین سرگرمی سے دوسرون کا مقابلہ کرین گے، عوام کے اعتقادی خیالات ہر شکل اپنی پابندیاں اختیار کرتے، ان کو اس سے بحث نہ تھی، وہ لوگ باطن مین نفرت کرتے لیکن ظاہر مین معتقدانہ کی شان سے لستین، نہتین اور کیپٹو لین جیوپیٹر کی قربانگاہون مین جاتے رہتے تھے۔

شوق، خواب، کسی قسم کا شگون، بد انتظامی، دور دراز مقامات کا سفر وغیرہ، یہ ایسی چیزین تھین جن سے اُن چیزون مین اضافہ ہوجاتا جن پر وہ اعتقاد رکھتے تھے، اور ان محافظین کی تعداد بڑھ جاتی، جن سے اچھے ورد کی توقع ہوتی تھی، جن چیزون پر رومی بت پرستون کے علم الاصنام کی بنیاد تھی، وہ کئی تھین لیکن باہم مختلف نہ تھین جب یہ طے پایا کہ اُن عقلمندون اور بہادرون کو جنہون نے ملک کی خدمت کرنے مین عمر بسر کی ہے یا جو اس حالت مین مر گئے ہین، عزت و مرتبہ ملنا چاہیے اور انکے نام کو قائم رکھنا چاہیئے تو عام طور پر اس بات کا اقرار کیا گیا کہ فی الواقع یہ لوگ اگر قابل پرستش نہین ہین تو کم از کم اس قابل تو ضرور ہین کہ تمام بنی نوع انسان انکو عزت کی نظر سے دیکھین۔ رومن لوگون کے نزدیک ہزارون درختون کے جھنڈون اور ہزارون چشمون کے دیوتا الگ الگ تھے اور وہ سب بلا ایک دوسرے سے جنگ و جدل کئے ہوئے نہایت سکون سے مختلف مقامون پر اپنا اپنا اثر قائم کئے ہوئے تھے، ان کی آزاد خیالی کا یہ عالم تھا کہ وہی رومی جو دریائے ٹائبر کے غصہ سے ہمیشہ استغفار کرتے تھے۔ اُن مصریون سے کسی قسم کی نفرت نہ کرتے جو دریائے نیل کی دیوی کے آگے تحفے تحائف پیش کرتے رہتے تھے وہ انکے نزدیک فطرت کی ظاہر و ظاہر طاقتین مثلاً سیارے اور عناصر، تمام کائنات کے لئے ایک سے تھے اور اُن مین کوئی فرق نہ تھا۔ اُن دیوتاؤن کی بابت جن کی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ اخلاقی دُنیا کے منتظم ہین ایسی قسم کی چیزین مشہور تھین اور مختلف افسانے اور تمثیل وار قصے گھڑے جاتے تھے، ہر خوبی و بدی کا ایک ایک دیوتا ہر فن اور پیشہ کا ایک ایک مربی تھا، ان لوگون کے صفات مختلف زمانون اور دُور و دراز کے ممالک مین انکے پوجاریون کی صفات کے لحاظ سے متعین کئے جاتے تھے، دیوتاؤن کی اس جمہور کے لئے جس کا ہر فرد دوسرون سے الگ خیالات رکھتا، ایک ایسی ہستی کی ضرورت تھی جو اپنے علم اور دوسرون کی چاپلوسی کی نسبت سے رفتہ رفتہ ابدی آتالیق اور قادر مطلق شاہنشاہ تسلیم کیا جانے لگا۔

اس قدیم زمانے کے لوگون کی مذہبی حالت یہ تھی جسکا بیان ہوا۔ قومین، مذہبی اختلافات کے بہ نسبت، مشابہتون پر زیادہ توجہ کرتی تھین۔ یونانی، رومی اور وحشی جب اپنے اپنے قربان گاہون کے سامنے اکٹھا ہوتے تو وہ آسانی سے اپنے دلون کو یون تسلی دے لیتے کہ مختلف نامون اور مختلف رسوم کے باوجود ہم سب ایک ہی دیوتا کی پرستش کر رہے ہین۔ ہومر نے جس لطافت سے عہد قدیم کے علم الاصنام کا بیان کیا ہے اُس سے قدیم زمانہ کے شرک و کفر کی تصویر نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہے۔

فلسفی

یونان کے فلسفی اپنے نظریات، فطرت انسانی کے مطالعہ پر قائم کرتے تھے اور مذہب اور احکام خداوندی سے زیادہ سروکار نہ رکھتے تھے، وہ اکثر پاکیزہ فطرت پر اس لحاظ سے غور کرتے کہ وہ نہایت عجیب اور ضروری چیز ہے، اور اس زبردست مسئلہ پر غور کرکے ان لوگون نے انسانی سمجھ کی بلند پروازی اور

باب دوم

انٹونینین بادشاہوں کے عہد حکومت میں سلطنت کا اتحاد اور اندرونی خوشحالی

اصول سلطنت صرف فتوحات کی رفتار اور وسعت ہی سے ہم سلطنت روم کی عظمت کا اندازہ نہیں کر سکتے روس کا تاجدار اُس سے کہیں زیادہ رقبہ پر حکومت کرتا ہو ہیلیسپانٹ کا راستہ طے کرنے کے سات برس بعد اسکندر اعظم نے مقدونیہ کے علامات فتح کو دریائے ہائی فاسس کے کناروں پر تعمیر کیا تھا۔ ایک صدی سے کم کے عرصہ میں چنگیز اور دوسرے مغل شاہزادوں نے ظلم و جور اور اپنی عارضی حکومت کو ایک طرف تو بحر چین اور دوسری طرف مصر اور جرمنی کے سرحدوں تک پہونچا دیا تھا۔ لیکن رومی سلطنت کی مضبوط بنیاد مدتوں غور و خوض کر کے قائم کی گئی تھی، ٹراجن اور انٹونینس کے فرمان بردار صوبجات قانوناً سلطنت میں ملائے گئے تھے اور اب وہاں علوم و فنون کا دور دورہ تھا۔ ایسا بھی ہوتا تھا کہ ارباب حکومت کی حرکتوں سے انکو نقصان پہونچتا لیکن حکومت کے عام اصول عقلمندی، سادگی اور رفاہ عام پر مبنی تھے یہ لوگ اپنے آبا و اجداد کے مذہب پر قائم تھے، اُن پر انصاف اور عقل سے حکمرانی کی جاتی تھی اور انہیں بہت سے فائدے اور فاتحین کے مساویانہ حقوق حاصل تھے۔

درگزر کرنے کی عام پالیسی شاہنشاہوں اور مجلس ملک کا مذہب کے متعلق جو طرز عمل تھا، وہ خوش قسمتی سے تعلیم یافتہ طبقہ کے خیالات کے مطابق تھا اور ضعیف الاعتقاد لوگ بھی اسی طریقہ کے مانع تھے ملک میں عبادت کے مختلف طریقے رائج تھے، اور ان تمام طریقوں کو لوگ سچا سمجھتے تھے فلسفی لوگ ان سب کو غلط اور مجسٹریٹ ان کو مفید خیال کرتے تھے، اس مذہبی آزادی سے نہ صرف لوگ ایک دوسرے کے معتقدات کے متعرض نہ ہوتے بلکہ ان میں بہ سبب اتحاد بھی تھا۔

عوام عوام کی ضعیف الاعتقادی میں مذہب کی سختی کو کوئی دخل نہ تھا۔ اور نہ انکی ضعیف الاعتقادی چند خاص خیالات تک محدود تھی، وہی لوگ جو کسی خدا کو پوری عقیدت سے پوجتے، اور اپنے قومی رسم کو بکمال بجا لاتے تھے، دنیا کے تمام مذاہب کی سچائی پر یقین کامل رکھتے تھے، خوف، احتیاج

شاعرون نے مفصل تعریفین کی ہین، لیکن یہی پہاڑ اس بحر اعظم کے کنارے پھیلا ہوا ہی، جو پرانے براعظم کو نئے براعظم سے جدا کرتا ہی۔

میڈیٹرینین سی اور اسکے جزائر

رومی سلطنت کے مقبوضات کو مشرح بیان کرنے کے بعد ہم دوسری طرف رجوع کرتے ہین: اسپین اور افریقہ مین ایک تنگ آبنائے حد فاصل ہے جسمین ہوکر بحر اٹلانٹک کا پانی میڈیٹرینین مین گرتا ہے۔ ہرکیولیس کے ستون، جو پرانے زمانے مین بہت مشہور تھے، دو پہاڑ تھے جو عناصر کی کشمکش سے بیچون بیچ سے پھٹ گئے تھے، اور جو پہاڑ سرزمین یورپ پر واقع ہے اُس پر اب جبرالٹر کا قلعہ بنایا گیا ہے۔ پورا میڈیٹرینین سی معہ اپنے سواحل و جزایر کے سلطنت روم مین شامل تھا، دو بڑے جزیرون مین سے بیلریس جن کا نام وسعت کے لحاظ میجارکا اور مانارکا پڑا، اول الذکر اسپین کے ماتحت اور آخرالذکر برطانیہ عظمیٰ کے ماتحت ہے۔ جزیرہ کورسیکا کے حالات بیان کرنے کی بہ نسبت، اسکی قسمت پر افسوس کرنا زیادہ بہتر ہے۔ دو اٹلین بادشاہونکے شاہانہ خطابات سارڈینیا اور سسلی سے متعلق ہین، کریٹ جسکا دوسرا نام کینڈیا بھی ہے۔ یونان اور ایشیا کے چھوٹے جزیرون کے ساتھ ترکون کے زیر حکومت ہے مالٹا کی چھوٹی سی پہاڑی چٹان نے ترکون کا خوب مقابلہ کیا ہے اور اپنے فوجی نظام کے ماتحت بہت شہرت حاصل کی ہے۔

سلطنت روم کی عام حالت

اس سلطنت کے بے شمار صوبون کے نامون اور تعداد کی بنا پر جن کی بنیادون پر آج کئی زبردست حکومتین قائم ہین، ممکن ہے کہ ہم رومیون کے بیجا فخر و غرور اور انکی جہالت کو بھول جائین، رومیون نے نشۂ حکومت سے بیخود ہوکر، اپنی ناقابل تسخیر طاقت کے زعم مین اور رومی شہنشاہون کے واقعی یا ظاہری اعتدال پر نازان ہوکر سرحدی ممالک پر حقارت سے نظر ڈالی اور اکثر انکے فتح کرنیکا خیال تک دلمین نہ لائے، اس طرح وہ ممالک اپنی وحشیانہ آزادی کو برقرار رکھ سکے اور وہ بھی اپنی سلطنت کو پورا کرۂ زمین سمجھتے رہے، لیکن زمانہ حال کے ایک مورخ کے علم و فراخ کے لئے اس سے صحیح تر زبان کی ضرورت ہے، وہ اس طرح صحیح طور پر واقعات کی ایک تصویر کھینچ سکتا ہے کہ وہ سلطنت کی چوڑائی انٹونینس کی دیوار اور ایشیا کے شمالی حد سے لیکر اٹلس پہاڑ اور خط سرطان تک دو ہزار میل سے کچھ زیادہ تھی۔ اسکی لمبائی مغربی بحر اعظم سے دریائے فرات تک تین ہزار میل سے زیادہ تھی۔ یہ سلطنت منطقۂ معتدلہ کے بہترین مقام مین شمالی عرض البلد کے چوبیسوین [۲۴] اور چھپنوین [۵۶] ڈگری مین واقع تھی، اور اس کا رقبہ سولہ لاکھ [۱۶] مربع میل سے زیادہ تھا جس مین سے اکثر حصہ زرخیز اور آباد تھا

خدایں نوع انسان کو ہمیشہ یاد رہین گے، کیونکہ امریکہ اور یورپ دونون کو خود مُغتیا نے علوم اور انھین فلسفیون نے
مذہب کی تعلیم دی ہے۔ میرا کے گرد و نواح مین ایک ریگستان ہے جسمین نہ جنگل ہین اور نہ پانی کا پتہ ہے، یہ دریائے
فرات سے لیکر بحر قلزم تک پھیلا ہوا ہے اور عربون کی خانہ بدوشی ان کی آزادی ضامن تھی، اور جب کبھی انھون
نے کسی خطہ پر جو دوسرے مقامون کے بہ نسبت زیادہ زرخیز تھا مستقل بود و باش اختیار کی، وہ رومی سلطنت
کے محکوم ہوگئے۔

مصر

جن لوگون نے پرانے زمانے کا جغرافیہ لکھا ہے ان کو اکثر یہ دقت پیش آئی کہ کرۂ زمین کے کس حصہ کو مصر
قرار دین، بلحاظ جگہ کے مصر، افریقہ کے عظیم الشان جزیرہ نما مین واقع ہے، لیکن مصر تک انسان صرف
ایشیا کے راستے پہونچ سکتا ہے، جہان کے ہر انقلاب کے سامنے مصر سر تسلیم خم کرتا رہا ہے، ایک رومی سردار ٹالمیز
کے شاندار تخت پر جلوہ افروز تھا اور آج بھی بادشاہون کا آہنی شاہی عصا ترکی پاشا کے ہاتھ مین ہے، دریائے
نیل اس ملک مین خرطوم سے میڈیٹرینین تک طول مین پانچ سو میل سے زیادہ بہتا ہے، اور آس پاس کی
زمین کو دور دور تک اپنے سیلابون سے زرخیز بنا دیتا ہے، سائرین جو مغرب کی طرف ساحل سمندر پر واقع ہے پہلے
ایک یونانی نوآبادی تھی، اس کے بعد مصر کا ایک صوبہ بن گئی، اور اب وہ بارکا کے ریگستان مین غائب ہو گئی ہے

افریقہ

سائرین سے لے کر بحر اعظم تک افریقہ کی وسعت پندرہ سو میل سے زیادہ ہے۔ لیکن وہ خطہ جو میڈیٹرینین
اور صحرائے عظیم کے درمیان ہے اس قدر تنگ ہے کہ کسی مقام پر ۸۰ یا ۱۰۰ میل سے زیادہ چوڑا نہین ہے۔
رومی، افریقہ کے مشرقی حصہ کو اس کا ممتاز اور خاص صوبہ خیال کرتے تھے۔ فونیشین کے آنے تک اس زرخیز ملک
مین لیبیا کے لوگ جو نہایت وحشی تھے آباد تھے، کارتھیج والون کے زیر حکومت یہ تجارت اور سلطنت کا مرکز بن گیا
لیکن اب اسی کارتھیج کی حکومت زوال پذیر ہوتے ہوتے طرابلس اور ٹیونس کی ریاستون مین محدود ہو گئی ہے
نومیڈیا کی وسیع سرزمین جو کسی زمانہ مین میسی نسا اور جبرگتھا کے زیر اثر متحد تھی، اب الجیرس کے فوجی حکومت کے
ماتحت ہے لیکن آگسٹس کے زمانے مین نومیڈیا کے حدود وسیع نہ ہے اور کم از کم ملک کے دو ثلث حصے نے ماریٹینیا
کے نام کو سیزیرینسس کے لقب کیساتھ قبول کر لیا، اصل ماریٹینیا یا زنگیون کا ملک اور پرانے شہر ٹنگی یا ٹنجیر مین ٹنجیٹانا
کے نام سے مشہور تھی، اس ملک کی جگہ آج فیض نے لے لی ہے سیلی کہ جو ساحل سمندر پر ہے اور جو بحری ڈاکہ زنون
کی وجہ سے آج کل بہت بدنام ہے، رومی اپنی سلطنت کی حد اور اپنے جغرافیہ کا آخری مقام خیال کرتے تھے،
ان کو آباد کیا تھا ایک شہر سیکرنزر کے نزدیک پایا جاتا ہے، یہان وہ وحشی بادشاہ حکمران ہے جسکو ہم مراکو کا شاہ
کہتے ہین لیکن یہ کسی طرح ثابت نہین ہوتا کہ جنوبی حصے جسمین مراکو خاص اور سیلیکا شامل ہین، کبھی رومن سلطنت کے
زیر نگین تھے، افریقہ کے مغربی حصون مین سے ہو کر بہت سے سلسلہ اٹلس پہاڑ کے گزرے ہین، اس پہاڑ کی

مین بہت فوائد حاصل ہوئے، اور یہ سلطنت اپنی ماتحت ریاستون، ایپرس اور تھسلی کی وجہسے ایجین سی سے لیکر آیونین سی تک پھیلی ہوئی تھی۔ جب ہم اسپارٹا کے تھیبز اور ایتھنس کے آرگاس کی شہرت پر غور کرتے ہین، تو ہم مشکل سے اس بات کا یقین کر سکتے ہین کہ اتنی زبردست اور غیر فانی جمہوری ریاستین، رومن سلطنت کے ایک صوبہ مین شامل کر لی گئی تھین، یہ صوبہ چونکہ ایکین لیگ کے زیر اثر تھا، اس لئے وہ صوبہ آچیا کہلاتا تھا۔

ایشیائے مائنر

رومی تاجدارون کے زمانہ مین، یورپ کی حالت یہ تھی جس کا ذکر کیا گیا۔ ایشیا کے تمام صوبہ جات مع ٹراجن کے عارضی فتوحات کے، آج ٹرکی کے مقبوضات مین شامل ہین لیکن عارضی شخصی تقسیمون کے بجائے جو جہالت پر مبنی تھین، ہمارے لئے یہ زیادہ مفید اور بہتر ہوگا کہ ہم قدرتی تقسیم کو دیکھین، اس جزیرہ نما کا نام جو الوکسن اور میڈیٹیرینین سے محدود ہے اور جو دریائے فرات کی طرف سے یورپ کی جانب آتا ہے، بجا طور پر ایشیائے مائنر ہے، اس وسیع اور زرخیز خطہ کو جو ٹارس پہاڑ اور دریائے ہیلیس کے مغرب مین پھیلا ہوا ہے، رومی ایشیا کے نام سے پکارتے تھے، اس صوبہ کے ماتحت ٹرائے لیڈیا اور فریجیا کی قدیم حکومتین پیمفیلنس، لیشنیس اور کیریئنس کے ممالک جو ساحل سمندر پر واقع تھے، اور آیونیا کی یونانی نوآبادیان وغیرہ تھین جو علوم و فنون مین یونان کے برابر اور سپاہ گری مین اُس سے کمتر تھین، بتھینیا اور پونٹس مین جزیرہ نما کا شمالی حصہ قسطنطنیہ سے لے کر ٹریبی زونڈ تک شامل رہتا، مقابل مین سائیلیشیا کا صوبہ سیریا کے پہاڑون تک پھیلا ہوا تھا، ملک کا اندرونی حصہ جسکو رومن ایشیا سے دریائے ہیلس جدا کرتا تھا اور جسکو آرمینیا سے دریائے فرات علیحدہ کرتا تھا، ایک وقت مین کیپاڈوشیا کی خود مختار سلطنت مین شامل تھا، اس مقام پر ہم کو دیکھنا چاہئے کہ ٹریبی زونڈ کے اس پار، آکزائین کے شمالی کنارہ پر اور ڈینوب کے اُس پار یورپ مین لوگ رومی شاہنشاہون کی حکومت مانکے ماتحت شاہزادون، اور رومی سپاہ کی سرداری کو تسلیم کرتے تھے۔ ان وحشی خطون کے موجودہ نام بڈزک، کریم ٹارٹری، سرکاشیا اور منگریلیا ہین۔

سیریا، فونیشیا اور ارض فلسطین

اسکندر اعظم کے جانشینون کے زمانے مین سیریا، سیلوسیڈی کا دار الحکومت تھا جو بالائی ایشیا پر اُس وقت تک سلطنت کرتا رہا جب پارتھینس کی کامیاب سرکشی نے ان کی حکومت کو دریائے فرات اور میڈیٹیرینین کے مابین محدود کر دیا، جب سیریا رومی سلطنت کے تحت مین آگیا تو یہ اُس کا مشرقی کنارہ تھا، اس صوبہ کی وسعت خود مختاری کے زمانہ مین بھی شمال مین کیپاڈوشیا کے پہاڑون تک اور جنوب مین مصر کے گرد و نواح اور بحر احمر تک محدود تھی۔ فونیشیا اور ارض فلسطین بعض اوقات سیریا مین شامل کر دئے جاتے اور بعض اوقات الگ کر دئے جاتے تھے، فونیشیا ایک پتلا اور پہاڑی ساحل سمندر تھا، اور ارض فلسطین رقبہ اور زرخیزی کی حیثیت سے ویلس سے کسی طرح بہتر نہ تھا، تاہم یہ

بہت اتحاد تھا۔ رومی عہد حکومت میں بھی وہ لوگ متحد تھے اور آج تک ایک خاندان کے ورثہ دار بنے ہوئے ہیں
ان مقامات میں ایک جرمن شہزادہ مسکن گزین ہے جو اپنے آپ کو رومیون کا شاہنشاہ سمجھتا ہے اور جو آسٹرین حکومت
کا ممد یا باعث تقویت ہے۔ اس موقع پر یہ کہنا مناسب ہوگا کہ اگر ہم بوہیمیا، موریویا، آسٹریا کے شمالی
حصے اور ہنگری کے اس حصہ کو جو تھیس اور ڈینیوب کے درمیان ہے، علٰحدہ کر دین، تو باقی حصہ جو آسٹرین حکومت میں
باقی رہا ہے وہ سب کا سب رومی حدود سلطنت مین شامل تھا۔

ڈلمیشیا

ڈلمیشیا جسکو الیریکم کہنا زیادہ موزون ہے، دریائے سیوا اور بحر اڈریاٹک کے درمیان ایک لمبا حصہ
ملک تھا جس کی چوڑائی کم تھی۔ ساحل کا بہترین حصہ جس کا پرانا نام آج تک چلا آتا ہے، ریاست
وینیشیا کا ایک ٹکڑا ہے، اور ایک چھوٹی سی ریاست رگوسا کا دارالحکومت ہے۔ ساحل سے ہٹکر جو مقامات اندرونی
حصہ ملک مین واقع ہین، وہ اپنے اسکلیونین نامون کروشیا اور بوسنیا سے پکارے جاتے ہین، کروشیا ایک آسٹرین
صوبہ ہے اور بوسنیا ایک ترکی پاشا کے زیر حکومت ہے لیکن تمام ملک مین اب تک وحشی قبیلے آباد ہین اور ان کی
خودمختارانہ آزادی سے یہ پوری طور پر نہین معلوم ہو سکتا کہ عیسائی اور اسلامی حدود کے درمیان حد فاصل کیا ہے۔

میسیا اور ڈیشیا

جب تھیس اور سیوا دریائے ڈینیوب مین مل چکے تھے، تو یونانی اسکو آئسٹر کے نام سے یاد
کرنے لگے، شروع مین یہ دریا میسیا اور ڈیشیا کے درمیان حد فاصل تھا۔ ہم پہلے لکھ
چکے ہین کہ ڈیشیا ٹراجن کی فتوحات مین سے تھا، اور دریا پار کا اکیلا صوبہ تھا، اگر ہم ان ممالک کی موجودہ حالت
معلوم کرنا چاہین تو دیکھین گے کہ دریائے ڈینیوب کے بائین کنارے پر کے ٹیمسوار اور ٹرانسلوینیا کسی انقلاب
کے بعد ہنگری کی حکومت مین شامل کر لیے گئے ہین۔ اور والیشیا و مالڈیویا سلطان ٹرکی کو اپنا سردار تسلیم کرتے
ہین۔ میسیا جو بعد مین دریائے ڈینیوب کے داہنے کنارہ پر ہے اور جو قرون وسطیٰ مین وحشیون کی دو سلطنتون، سرویا
اور بلغاریا مین منقسم تھا، اب پھر ٹرکی کے مقبوضات مین شامل ہو گیا ہے۔

تھریس بمعہ مقدونیہ اور یونان

تھریس، مقدونیہ اور یونان کی وسیع خطہ کو ترک آج تک رومیلیا
کے نام سے پکارتے ہین، اس سے ان کی اس حالت کا پتہ
چلتا ہے، جو انکو رومی حکومت کے زیر سایہ حاصل تھی، آگسٹس کے زمانہ مین تھریس کا جو خطہ کوہ ہیمس اور کوہ
روڈوپ سے لیکر باسفورس اور ہیلسپانٹ تک ایک صوبہ شمار کیا جاتا تھا۔ باوجود اس کے کہ مختلف بادشاہ
اس کے بعد تخت سلطنت پر بیٹھے اور مذہب مین بے انتہا تغیرات واقع ہوئے، شہر روم جسکو قسطنطین نے
باسفورس کے کنارہ پر آباد کر کے دارالسلطنت قرار دیا تھا، آج تک ایک بڑی سلطنت کا دارالحکومت بنا ہوا ہے
مقدونیہ جس کی حکومت کا سکہ اسکندر کے زمانہ مین ایشیا مین بیٹھا ہوا تھا فلپ اول و ثانی کے عہد حکومت

کا اُس وقت وجود بھی نہ تھا لیکن اس کی سرحد پر فنیشین لگ آباد تھے۔ جزیرہ نما کے وسطی حصہ میں جہاں پر آج کل ڈچی آف ٹسکنی اور ایک مذہبی ریاست واقع ہیں، پرانے زمانے سے اٹرسکنس اور امبرینس کا مسکن تھے لیکن اٹرسکن وہ لوگ ہیں جنھوں نے اٹلی میں اوّل اوّل تہذیب، تمدن کو روشناس کیا۔ اس لئے تمام اٹلی ان کی ممنون احسان ہے۔ روم کی سات پہاڑیوں کے نیچے ہوکر دریائے ٹائبر بہتا تھا، اور سابین لیٹین، اور والسنی کا مسکن، دریا کے کنارے سے نیپلس تک اُس کی ابتدائی فتوحات کا تماشا گاہ تھا، اس مشہور و معروف سرزمین پر کانسلوں نے اوّل اوّل اپنے فتوحات پر جشن منائے، اُنکے جانشینوں نے محل تیار کرائے، اور بعد میں آنے والی نسلوں نے اس مقام پر صومعے تیار کئے۔ نیپلز کے بعد کی سرزمین کیمپیا اور کیمپانیا کے قبضہ میں تھی، باقی سلطنت میں مختلف جنگجو قومیں آباد تھیں، ان میں سے چند کے نام مرسی، سیمنائٹس، اپولینس اور لوکانینس ہیں اور ساحل سمندر پر خوشحال یونانیوں کی نوآبادیاں قائم تھیں۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب آگسٹس نے اٹلی کو گیارہ صوبوں میں تقسیم کیا، تو آسٹریا کے چھوٹے سے صوبہ کو روم کے دارالسلطنت میں شامل کر دیا۔

ڈینوبیا اور الیریا کی سرحدیں سلطنت روم کے وہ صوبے جو یورپ میں تھے، رہائن اور ڈینوب کی وجہ سے محفوظ رہتے تھے، دریائے ڈینوب، رہائن کے مخرج سے صرف تیس میل کے فاصلہ پر پہاڑوں سے نکلتا ہے، جنوبی مشرقی حصہ میں تیرہ سو میل زمین کو سیراب کرنے، ساٹھ جہاز رانی کے قابل دریاؤں کو اپنا معاون بنانے کے بعد چھ شاخوں میں منقسم ہوکر یوکسین میں جو اتنے پانی کے مقابل بہت پست معلوم ہوتا ہے، گرتا ہے، ڈینوب کے صوبوں کا عام نام الیریکم یا الیرین پڑا اور یہ صوبے سلطنت میں سب سے زیادہ جنگجو خیال کئے جاتے تھے، لیکن زیادہ موزون یہ ہوگا کہ وہ رہیٹیا، نارکیم، پینونیا، ڈلمیشیا، ڈیشیا، میزیا تھریس، مقدونیا، اور یونان کے نام سے پکارے جائیں۔

رہیشیا رہیشیا کا صوبہ جس نے ونڈالیشین کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ ایلپس کی چوٹیوں اور دریائے ڈینوب کے منبع سے لے کر اس مقام کے کنارے تک جہاں وہ دریائے ان سے ملتا ہے پھیلا ہوا تھا، اس وسیع ملک کا زیادہ حصہ، بویریا کے والی حکومت کے زیر فرمان ہے۔ شہر آگسبرگ کی حفاظت جرمن حکومت کی طرف سے ہوتی ہے۔ گریسنس لوگ اپنے پہاڑوں میں محفوظ ہیں، اور ٹائرال کے ملک کا شمار آسٹریا کے تاجدار کے بہت سے صوبوں میں ہوتا ہے۔

نارکیم اور پینونیا وہ وسیع خطہ جو دریائے ان، ڈینوب اور سیو کے درمیان گھرا ہوا ہے، اور جس میں آسٹریا، کیرنتھیا، کارنیولا، جنوبی ہنگری، اور اسلیونیا وغیرہ آباد ہیں، پرانے وقت کے لوگوں کو نارکیم اور پینونیا کے نام سے معلوم تھے، ان کی ابتدائی خود مختاری کے زمانے میں یہاں کے وحشی باشندوں میں

الپس اور پیرینیز کے علاوہ بیلجیم، سوئٹزرلینڈ، رائن کی ریاستین، ریخ کی حدود، لگزمبرگ، ہالینڈ، فلانڈرس
اور بیرآئینٹ کو بھی شامل کرین تو وہ زمانہ قدیم کے گال کے برابر ہوسکتا ہے جب آگسٹس نے اپنے باپ کے مفتوح
مقامات مین قانون کو رواج دیا تو گال کو مختلف حصون مین تقسیم کر دیا اور یہ تقسیم افواج کی نقل و حرکت اور اپنی قومی
اور ملکی خصوصیتون کا لحاظ رکھکر عمل مین آئی حالانکہ انہی کی بدولت خطہ قریب قریب خود مختار ریاستون مین منقسم ہو چکا
تھا۔ میڈیٹرینین کے ساحل لینگیڈوک، پراونس اور ڈاؤفن وغیرہ کو ناربن کی نوآبادی سے نام ملا۔ الپائین کی حکومت
پائیرینیز سے لیکر آبنائے کاٹ تک وسیع کردی گئی، لوائر اور سین کے درمیان جو خطہ ملک تھا اسی کا نام سیلٹک گال رکھا
گیا، اُس کا نام ایک دوسری نوآبادی، لیجرقم یا لاتیس سے لیا گیا تھا، بلجک دریائے سین کے اس پار واقع تھا
اور پرانے زمانے مین صرف مارتین تک محدود تھا لیکن سیزر کے زمانے سے پیشتر اپنی طاقت کا ناجائز استعمال کرکے
جرمنون نے بلجک کے ملک کا ایک بہت بڑا حصہ دبا لیا تھا۔ رومی فاتحون نے ایسے موقع کو غنیمت سمجھا اور گال کے
رائن کے حدود کا نام بسل سے لیکر لیڈن تک "اپر جرمنی" اور "لوئر جرمنی" رکھا گیا، انٹونینس کے زمانے مین جو
چھ صوبے تھے، انکے نام ناربونینسز، اکیوٹین، سیلٹک، لائیونیز، بلجک، اور دو جرمنیان تھے۔

برطانیہ ہم اس سے پہلے بھی ان رومی فتوحات کا جو کہ برطانیہ مین حاصل ہوئین، اور اُن حدود کا جو انھون نے قائم کین، ذکر کر چکے ہین، رومی حکومت مین پورا انگلستان، ویلس، اور اسکاٹ لینڈ کا جنوبی حصہ ڈمبارٹن اور ایڈنبرگ کے فرتھ تک سب شامل تھے، رومی قبضہ مین آنے سے قبل برطانیہ تیس وحشی قبیلون کی ملکیت تھا، ان قبیلون مین سے سب زیادہ قابل وقعت بلجی قبیلہ مغرب مین بریگانٹیز، شمال مین سائلیورس، ویلس کے جنوب مین اور آئسینی، نارفک اور سفک مشرق مین تھے۔ جہان تک ہم اسپین، گال اور برطانیہ کے وحشیون کی زبان و انکے اطوار کا مقابلہ کرتے ہین، وہ وحشیون کی ایک بہادر قوم کی مختلف شاخین نظر آتی ہین جو وقت کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے قبل وہ اکثر دوران جنگ مین اپنی شکست کو شکست نہ سمجھکے جنگ دوبارہ بپا کر دیتے تھے، جب وہ رومی حکومت کے زیر اثر آگئے تو یورپی صوبون کے مغربی حصہ مین الپین کی آبادی تھی اور یہ صوبہ ہرکولیس کے ستونون سے لیکر انٹونینس کی دیوار تک، اور دریائے ٹیگس کے دہانے سے لیکر دریائے رائن اور دریائے ڈینیوب کے مخرجون تک پھیلا ہوا تھا۔

اٹلی رومیون کی ترقی سے قبل اس خطہ کا جو آجکل لمبارڈی کہلاتا ہے، ملک اٹلی مین شمار نہ ہوتا تھا، اس خطہ پر گال کے لوگون کی ایک نوآبادی کا قبضہ ہوگیا تھا، جو دریائے پو کے کنارون پر پیڈمانٹ سے لیکر رومگنا تک آباد ہوئے اور الپس کے سلسلہ کوہ سے لیکر اپینائنز تک اپنے جھگڑون کی دھوم مچا دی اور انکا نام اپنے نام پر رکھا، لیگورینز اُس سنگلاخ پتھریلے ساحل پر آباد تھے جہان آجکل جینوا کی جمہوری حکومت قائم ہے، وینس ابھی

کر دئے اسکے علاوہ کچھ اور جہاز بھی تھے جن سے برطانیہ اور گال کے درمیان آمد و رفت ہوتی تھی، بہت سے جہاز رہائن اور ڈینوب کے کنارے پر مقرر تھے، وہ دشمنوں کے ملک کو تباہ کرتے اور وحشیوں کے راستے کو روکتے رہتے تھے، تخمیناً تمام رومی سپاہ مین پیدل، سوار، امدادی سپاہ، محافظ سپاہ، رسالے اور بحری سپاہی وغیرہ سب ملاکر چار لاکھ پچاس ہزار نفوس سے زیادہ نہ ہونگے۔ یہ بڑی تعداد دیکھنے مین توضرور بڑی معلوم ہوتی ہے لیکن گزشتہ صدی کے

پوری فوج کا تخمینہ

ایک فرانسیسی تاجدار[1] کی فوج کے برابر ہے جس کے قبضہ مین رومی سلطنت کا صرف ایک حصّہ تھا۔

سلطنت کے مختلف صوبے

ہم نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ ان اصولوں کو جن پر ہیڈرین اور انٹونینس کے طرز عمل کی بنیاد تھی، اور اس طاقت کو جو ان کی تقویت کا باعث تھی تفصیلی طور پر بیان کرین، لہذا اس موقع پر وضاحت اور صحت کے ساتھ اُن صوبون کا بیان کرنا بے موقع نہ ہوگا جو روم کی عظیم الشان سلطنت کے زیر حکومت آگئے تھے اور جو اس سے پیشتر مختلف خود مختار ریاستون مین منقسم تھے۔

اسپین

ملک اسپین کے حدود (جو سلطنت روم، یورپ، اور اس زمانہ کی محدود دنیا کی مغربی حد تھی) ہمیشہ سے بغیر کسی تغیر و تبدل کے اپنی حالت پر قائم رہے ہین، پائرینیز سلسلہ کوہ، میڈیٹرینین سمندر اور بحر اٹلانٹک ملک کی قدرتی حدود ہین۔ اسپین کے بڑے جزیرہ نما کو جو آجکل دو تاجدارون کے درمیان منقسم ہے، آگسٹس نے تین صوبون مین تقسیم کر رکھا تھا۔ ان صوبون کے نام لوسی ٹینیا، بیٹیکا، اور ٹیراکونینسس تھے جس مقام پر آجکل پرتگال ہے، وہان لوسی ٹانینس کی جنگجو آبادی تھی، اور جو نقصان مشرق مین اُٹھانا پڑا تھا، وہ شمال کی طرف پیش قدمی کرنے سے پورا ہو گیا۔ غرناطہ اور انڈلوشیا کے اردگرد کے مقامات وہ ہین جو اس زمانہ مین بیٹیکا کے تھے، اسپین کے باقی حصے گیلیشیا، آسٹوریاس، بسکے، نورے، لیون، دونون کاسٹائلس، مرشیا، ولنشیا، کیٹالونیا، اور ارگون وغیرہ کو ملاکر ایک دوسری رومی حکومت قائم ہوئی تھی جسکا نام دار السلطنت کے نام پر ٹیراگونا رکھا گیا تھا، پرانے وحشیون مین سے سلٹیبیرینس بہت طاقتور تھے اور کنٹابیرینس، اور اسٹوریئنس بہت مستقل جنگجوئی کا مادہ رکھتے تھے، وہ اپنی پہاڑیون کو ایک مستحکم قلعہ سمجھتے تھے اور اسی بنا پر انھون نے آخر دم تک رومیون کا مقابلہ کیا اور سب سے آخر مین ان کی اطاعت قبول کی، یہی لوگ تھے جنھون نے سب سے پہلے عربون کی حکومت سے آزادی حاصل کی تھی۔

گال

گال کا پرانا صوبہ جسمین پائرینیز اور آلپس اور دریائے رائین اور سمندر کے درمیان کی تمام زمین شامل تھی، موجودہ فرانس سے وسعت مین کہین زیادہ تھا، موجودہ فرانس مین اگر اس کے زمانہ حال کے فتوحات

---

[1] یعنی لوئی چہاردہم آف فرانس۔

کرنے میں، برطانیہ کے لئے صرف تین رسالے کافی سمجھے گئے تھے، فوج کا خاص حصہ دریائے ڈینوب اور رائن کے کناروں پر رہتا تھا اور یہیں سولہ رسالے تھے، ان کی تقسیم یوں کی گئی تھی کہ دو رسالے جرمنی کے جنوب میں اور تین شمال میں رہتے تھے۔ ریشیا اور ناریکم میں دونوں جگہ ایک ایک رسالہ۔ پنونیا میں چار رسالے تھے، میسیا میں تین اور ڈیشیا میں دو۔ دریائے فرات کی حفاظت کے لئے آٹھ رسالے تھے جن میں سے چھ سیریا میں اور دو کپاڈوشیا میں رہتے تھے مصر، افریقہ اور اسپین چونکہ مرکزی سلطنت سے بہت دور تھے، اور جب سے وہاں صرف ایک ایک رسالہ ملک میں امن رکھنے کے لئے کافی تھا، اٹلی میں بھی فوجی انتظام کافی تھا، بیس ہزار سے زیادہ سپاہی "جو شہری دستوں" اور "سلطان کے محافظین" کے ممتاز لقبوں سے یاد کئے جاتے تھے، دار السلطنت اور تاجدار کی حفاظت کے لئے موجود رہتے تھے یہ سپاہی اکثر سازشوں اور خوفناک انقلابوں کے بانی ہوتے تھے، اور اسی وجہ سے ان کا ذکر خصوصیت سے آئندہ کیا جائے گا، لیکن ان کے اسلحہ اور انتظامات میں معمولی رسالوں کے سپاہیوں سے کوئی خصوصیت نہ تھی، البتہ ان کی وردی زیادہ بہتر ہوتی تھی اور وہ سختی سے فوجی قوانین کی پابندی کرنے پر مجبور نہ تھے۔

بحری طاقت سلطنت کی عظمت کے مقابلہ میں گو بحری طاقت کی حالت اچھی نہ تھی لیکن پھر بھی ضرورت کے وقت بہت کافی تھی، رومی اپنی فتوحات کو خشکی تک محدود رکھنا چاہتے تھے، اور ٹائر، کارتھیج اور اسپارٹا والوں کی طرح دوسرے ممالک میں جاکر وہاں کے ساحلوں پر قبضہ کرنے کے خواہشمند نہ تھے۔ بجائے اس کے کہ وہ سمندر پر شوق سے سفر کرتے، وہ ہمیشہ اس سے خائف رہے۔ کارتھیج کی تباہی اور بحری قزاقوں کی بربادی کے بعد پورا میڈیٹرینین سمندر رومیوں کے قبضہ میں آگیا اور انہوں نے اسکو اپنے صوبوں میں شامل کرلیا۔ شاہنشاہوں کا طرز عمل یہ تھا کہ وہ امن کے ساتھ اس سمندر پر قبضہ کئے رہیں اور ان کی رعایا اس کے ذریعہ تجارت کرسکے، اس اعتدال پسندی کی وجہ سے آگسٹس نے اٹلی کے دو بہترین مقاموں پر دو بیڑوں کو معین کیا، ایک بیڑہ روینا پر مقرر ہوا جو آڈریاٹک سمندر میں ہے اور دوسرا میسینم پر جو نیپلس کے خلیج میں واقع ہے۔ تجربہ نے آخرکار رومیوں کو بتادیا کہ جہاز دو یا زیادہ سے زیادہ تین ترتیب سے بحری فتوحات حاصل کرلیتے ہیں تو وہ بجائے عمدہ خدمات کے نمائش کے لئے زیادہ موزوں ہوتے ہیں، آگسٹس نے خود ایکٹیم کے موقع پر اس بات کو دیکھا کہ اس کے چھوٹے اور ہلکے جہاز دشمنوں کے بڑے بڑے عظیم الشان جہازوں سے کہیں زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں، آگسٹس نے ان چھوٹے جہازوں سے روینا اور میسینم کے بیڑوں کو ترتیب دیکر دو فوج کو میڈیٹرینین کے دونوں حصوں کی نگرانی سپرد کی اور ان بیڑوں کے لئے اس نے کئی ہزار بحری سپاہی مقرر کئے، ان دو بندرگاہوں کے علاوہ جن کی نسبت یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ رومی بحری طاقت کے دو مخصوص مقامات تھے، مقام فرجوس پر جو پرووینس کے ساحل پر ایک بندرگاہ ہے رومیوں نے ایک زبردست فوج مقرر کی اور اس کی حفاظت کے لئے چالیس جہاز اور تین ہزار سپاہی مقرر

رومی سپاہی بسر کرتے تھے، حالانکہ موجودہ زمانہ میں اتنی سپاہ کے لئے اس سے سہ گنی وسعت کی ضرورت ہوگی۔ لشکر گاہ کے وسط میں افسرون یا سپاہسالارون کے خیمہ ہوتے تھے اور یہ سب بلندی پر رہتے تھے، سوار، پیدل، اور امدادی سپاہ کے مقامات الگ الگ ہوتے تھے، سڑکین بہت کشادہ اور بہت سیدھی ہوتی تھین خیمون اور فصیل کے مابین دوسو فیٹ کا فاصلہ ہر طرف چھوڑا رہتا تھا۔ یہ فصیل عام طور سے ۱۲ فیٹ بلند ہوتی تھی اور اسکی حفاظت مضبوط اور پیچیدہ مورچون سے کیجاتی تھی، اسکے اردگرد ایک خندق ہوتا تھا جس کی گہرائی اور عرض دو نو ۱۲-۱۲ فیٹ تھے، ان چیزون کی تعمیر کا کام بھی فوج کے متعلق تھا، سپاہی جس طرح تلوار وغیرہ کا استعمال جانتے تھے اسی طرح وہ پھاوڑے اور چھینی وغیرہ بھی استعمال کرتے تھے، بہادرانہ طور پر کام کرنے کی صلاحیت، ممکن ہے کہ عطیہ قدرت ہو لیکن اس طرح کے کام کرنے کی صلاحیت جسمین انتہائی صبر کی ضرورت ہے بغیر عادت و تربیت کے نہین آسکتی۔

حالت سفر جب روانگی کا اعلان ہوتا تو فوراً تمام سپاہی لشکر گاہ سے نکلکر اپنی اپنی جگہ پر ترتیب کیساتھ پہونچ جاتے۔ اسلحہ کے علاوہ جو کسی طرح بھی سپاہیون کو بار نہ معلوم ہوتے۔ انکو استعمال کے برتن، فصیل بنانے کے اوزار، اور کئی کئی دن کے کھانے کا سامان بھی خود لیجانا پڑتا۔ اگر اتنا بوجھ آجکل کے سپاہیون کو لیجانا پڑے تو شاید انکے لئے یہ ایک ناقابل برداشت مصیبت ہوجائے لیکن رومی سپاہیون کو اتنا بوجھ لئے ہوئے ایک ساتھ قدم اٹھانا اور چھ گھنٹے مین بیس میل کی رفتار سے چلنا پڑتا تھا۔ جب دشمن سامنے آتا تو اسباب ایک طرف ڈالکر اپنی صفین بنالیتے تھے۔ پتھر چلانے والے اور تیر انداز آگے رہتے تھے، امدادی سپاہ آگے آگے اور اسکے پیچھے رومی سپاہ ہوتی تھی، فوج کے دائین بائین سوارون کے پرے ہوتے، اور فوجی انجن سب سے آخر مین رکھے جاتے تھے۔

فوجکی تعداد اور آراستگی یہی وہ فنون جنگ تھے جن کی بدولت رومی تاجدار اپنی وسیع مملکت کو فوجی آن بان کیساتھ اُسوقت محفوظ رکھ سکے جب عیش پسندی اور خود مختار شخصی حکومت کا دور دورہ تھا، اگر ہم رومی سپاہ کی نظم و ترتیب کا ذکر کرتے ہوئے اُن کی تعداد کا ذکر چھوڑ دین، تو ہم اُس کا صحیح حال نہ بتاسکین گے۔ خیال یہ ہے کہ اصل رومی فوج جو تعداد مین چھ ہزار آٹھ سو اکتیس سپاہیون پر مشتمل تھی، امدادی فوج سمیت بارہ ہزار پانسو ہوجاتی تھی۔ ہیڈرین اور اس کے جانشینون کے پُرامن زمانہ مین ایسے ایسے تیس سالم فوجین موجود تھے اور پوری فوجکی تعداد تقریباً تین لاکھ پچھتر ہزار تھی، رومی سپاہ کے خیال مین شہر پناہ کی دیوار کے اندر رہنا کمزوری کی علامت تھی، یہ لوگ دریاؤن کے کنارے وحشیون کی سرحد کے قریب اپنی چھاؤنیان بناتے اور ان مین رہتے تھے، چونکہ لشکر گاہ اکثر مستقل ہوتے تھے اسوجہ سے ہم سپاہ کی تقسیم کا حال بیان کرنا زیادہ مناسب خیال

بیات نہ ہوتی تھی، لیکن اوصاف تین بالکل یکسان تھین نہایت قابل سپاہ سالارون اور شاہنشاہون کا یہ شیوہ تھا کہ وہ خود اپنی موجودگی اور اپنی مثال سے سپاہیون کے دل بڑھاتے تھے، تاریخ بتاتی ہو کہ ہیڈرین، اور ٹراجن دونون اکثر بنفس نفیس ناتجربہ کار سپاہیون کو تعلیم اور محنتی سپاہیون کو انعام دیتے تھے۔ اور بعض اوقات انکے مقابلے مین اپنے کارہائے نمایان سے خود انعامات حاصل کرتے تھے، ان شاہزادون کے زمانے مین، فوجون کو نقل و حرکت کا علم پوری طور پر آگیا تھا، اور جب تک سلطنت مین ذرا بھی جان باقی رہی اُس وقت تک انکے فوجی احکام کی اس وجہ سے بڑی قدر ہوتی رہی کہ وہ رومی تنظیم و تربیت کا بہترین نمونہ ہین۔

شاہنشاہونکے زمانہ مین فوجکی حالت

کشت و خون سے بھری ہوئی نو صدیون مین فوجکی حالت بتدریج ارتقا پذیر ہوتی رہی۔ پیونک لڑائیون مین جو فوجین میدان جنگ مین گئی تھین، انکا حال پالیبیس[1] نے وضاحت سے لکھا ہو وہ اس سپاہ سے بالکل مختلف تھین جنھون نے سیزر کی لڑائیون کو سر کیا اور ہیڈرین و انٹونینس کی حکومت کو بچایا تھا، شاہنشاہون کی سپاہ کا نظام چند فقرون مین بیان کیا جاسکتا ہو، پیدل سپاہی جو فوج کی اصل طاقت تھے وہ دس مختلف حصون اور بارہ کمپنیون مین منقسم تھے، یہ سب اپنے اپنے افسرون یعنی مجسٹریٹون یا صوبہ دارون کے ماتحت ہوتے تھے۔ فوج کے پہلے پرے مین جو سب سے زیادہ معزز ہوتا تھا اور جس کو عقاب کا فوجی نشان سپرد ہوتا تھا، گیارہ سو پانچ سپاہی ہوتے تھے، یہ حصہ اپنی بہادری اور وفاداری مین مشہور تھا، باقی دیگر حصون مین سے ہر ایک مین پانچ سو پچپن سپاہی ہوتے تھے، اس طرح پوری پیدل سپاہ مین چھ ہزار ایک سو آدمی تھے۔ انکے اسلحہ وغیرہ سب

اسلحہ

ایک سے ہوتے تھے اور کام کے لئے بالکل موزون، انکے سر پر ایک کھلا ہوا خود ہوتا تھا جس پر ایک کلغی ہوتی تھی، جسم کے بالائی حصہ مین زرہ، پیرون مین انکو محفوظ رکھنے کو ایک خاص قسم کا لباس، اور بائین ہاتھ مین ایک سپر ہوتی تھی، یہ سپر مستطیل شکل کی ہلکی لکڑی کی بنی ہوئی ہوتی تھی، اس کی لمبائی چار فیٹ، اور چوڑائی ڈھائی فیٹ ہوتی تھی، اس سپر پر بیل کا چمڑا منڈھا ہوتا تھا اور حفاظت کے لئے اوپر سے پیتل کے پتر چڑھے ہوتے، ایک چھوٹی سی برچھی کے علاوہ سپاہیون کے داہنے ہاتھ مین ایک بہت بڑا نیزہ بھی ہوتا تھا جس کی لمبائی زیادہ سے زیادہ چھ فیٹ ہوتی تھی۔ اور جسکے سر پر ایک مثلث شکل کی اٹھارہ انچ کی انی ہوتی تھی، یہ ہتھیار ہمارے موجودہ آتشی اسلحہ کے مقابلہ مین بہت کم درجہ کا تھا، کیونکہ اگر دس بارہ قدم کے فاصلہ سے بھی حملہ ہو تو صرف ایک دفعہ نشانہ کیا جاسکتا تھا لیکن جب

[1] ایک مؤرخ جسنے روم کی تاریخ لکھی ہو۔

اپنے افسرون کے حکم کو بے چون وچرا قبول کرون گا اور اپنی جان کو شاہنشاہ اور سلطنت کے لئے قربان کرنے مین دریغ نہ کرونگا۔ رومی سپاہی جس وفاداری سے اپنے علم کی حفاظت کرتا تھا وہ مذہب اور عزت کے اثر سے ہوتا تھا۔ سنہرے عقاب کی جو تصویر رومی سپاہ کے سامنے رہتی تھی اُس سے لشکر پائے ثبات مین لغزش نہین ہونے پاتی تھی اور لوگ اپنے فوجی نشان کو خطرہ کے موقع پر چھوڑ دینے کو اتنا ہی مذموم جانتے تھے جتنا خلاف شرع افعال کو۔ ان بہ قوت تخیلہ کی رنگ آمیزی ہوتی اور علاوہ برین اُس سے زیادہ زوردار، اُمیدون، اور خوف سے تقویت دیجاتی تھی۔ اوقات معینہ پر تنخواہ کا ملنا، بعض خاص خاص موقعون پر انعامات کا حصول، اور مدت مقررہ کی ملازمت کے بعد اس کا عوض، یہ سب چیزین ایسی تھین جن کے مقابلہ مین فوجی زندگی کی صعوبتون کی کوئی اصل نہ تھی۔ اسکے مقابل بزدلون نافرمانون کے لئے سوائے سخت سزا کے اور کچھ نہ تھا۔ صوبہ دارون کو کوڑے لگوانے کی اور سپہ سالارون کو موت کی سزا دینے کا اختیار حاصل تھا، اور نظام فوجکی نسبت یہ مثل مشہور تھی کہ رومی سپاہی کو اپنے دشمن سے زیادہ اپنے افسر سے ڈرنا چاہئے۔ یہ ایسی قابل تعریف باتین تھین جن سے رومی سپاہ مین استقلال اور فرمانبرداری کی خصوصیتین پیدا ہو گئی تھین، بہ نسبت اس کے جشیون کی فوجون مین نہ کوئی انتظام [illegible] نہ باقاعدگی۔

قواعد رومی لوگ ایسے عقلمند تھے کہ وہ بہادری کو اُسوقت تک ناقص سمجھتے تھے جب تک ہوشیاری اور پیدری کی مشق حاصل نہ ہوئے، ان کی زبان مین لفظ "فوج" ایک ایسے لفظ سے مشتق ہوا تھا جسکے معنی "قواعد" ہین۔ قواعد انکے فوجی انتظام کی ایک نہایت ضروری اور لازمی شئے تھی، نئے رنگروٹون سے صبح و شام دونون وقت قواعد کرائی جاتی تھی، بوڑھے اور تجربہ کار سپاہی بھی جو فن جنگ کو پوری طور پر سیکھ چکتے تھے، قواعد سے مستثنی نہ تھے، موسم سرما کے لئے جو عمارتین فوج کے آرام وآسایش کے لئے بنی تھین، اُن مین اس قسم کے چھپر وغیرہ ڈالے گئے تھے، جن کے نیچے خراب سے خراب موسم مین بھی سپاہی قواعد کر سکتے تھے، اور وہ ہتیار جن سے سپاہی مشق کرتے تھے اصل ہتیارون کی بہ نسبت جو میدان جنگ مین استعمال ہوتے تھے، دُونے بھاری ہوتے تھے، ہمارا یہ مقصد نہین ہے کہ رومی سپاہ کی قواعد کا حال مفصل و مشرح بیان کرین بلکہ ہم صرف یہ دکھانا چاہتے ہین کہ رومی اچھی طرح سمجھتے تھے کہ کن چیزون سے جسمانی قوت بڑھتی ہے، کن باتون سے اعضا مین چستی وچالاکی آتی ہے، سپاہیون کو بہت محنت سے چلنے، دوڑنے، کودنے، تیرنے، بھاری بھاری بوجھ لے جانے، ہر قسم کے ہتیار خواہ وہ حملہ کرنے کے ہون خواہ نزدیک کے استعمال کرنے کے ہون، ان سب کی تعلیم دیجاتی تھی، ان کو مختلف طریقون پر نقل وحرکت کرنا، بانسری کی آواز پر چلنا اور فوجی رقص کرنا سکھایا جاتا تھا صلح کے زمانہ مین سپاہی جنگ کی مشق کرتے رہتے تھے، ایک مورخ کا (جو خود رومی سپاہ کے خلاف لڑا تھا) بیان ہے کہ جنگ اور مشق مین صرف یہ فرق ہوتا تھا کہ میدان جنگ مین خون کی بارش ہوتی تھی اور مشق کرتے وقت

ملک کی رقعت اب مثل رومی صوبوں کے رنگی ہو۔ لیکن ٹراجن کی موت سے تمام اُمیدوں پر پانی پھر گیا، اور یہ خوف پیدا ہو گیا کہ وہ تمام قومیں جن کو ٹراجن نے بزور شمشیر زیر کیا تھا، اس کی غیر موجودگی میں پھر خود مختار ہو جائینگی۔

ہیڈرین کا استغنا

ایک پرانی روایت چلی آتی تھی کہ جب کسی رومی بادشاہ نے کیپٹال کی بنیاد رکھی تو ٹرمینس[۱] نے (جو حدود کی حفاظت کرتا تھا اور جا سوقت کے رواج کے مطابق ایک بڑے پتھر کی صورت کی شکل میں پیش کیا جاتا تھا) جیوپٹر کو اپنے اختیارات دینے سے انکار کر دیا، حالانکہ تمام دوسرے دیوتاؤں نے جیوپٹر کو اپنے اختیارات سپرد کر دئیے تھے۔ اس سے لوگوں نے بخیال خویش ایک نتیجہ نکالا اور پیشین گوئی کرنے والوں نے یہ پیشین گوئی کی کہ رومی سلطنت کی حدود کبھی تنگ نہ ہونگی، لیکن گو ٹرمینس نے جیوپٹر سے اختلاف کیا تھا، اس نے ہیڈرین کے اختیارات کو تسلیم کر لیا۔ ہیڈرین نے پہلا کام یہ کیا کہ ٹراجن کے مشرقی فتوحات کو بالکل چھوڑ دیا، اُسنے پارتھینز کو اجازت دے دی کہ وہ اپنے لئے آئندہ سے ایک خود مختار اور آزاد بادشاہ انتخاب کیا کریں۔ اُسنے صوبجات آرمینیا، میسوپوٹامیا، اور اسیریا سے رومی سپاہ کو واپس بلا لیا۔ اور آگسٹس کی مثال کو سامنے رکھکر دریائے فرات کو اپنی سلطنت کی آخری حد قرار دیا۔ الزام لگانیوالوں نے جن کا یہی کام ہے کہ وہ بادشاہوں کے کاموں پر نکتہ چینی کیا کریں، اور انکے پوشیدہ مقاصد دریافت کرتے میں ہیڈرین کو حاسد قرار دیا ہو حالانکہ یہ ثابت ہو سکتا ہو کہ اسنے نہایت دانشمندی اور اعتدال پسندی سے کام کیا ہے۔ انھوں نے اس بادشاہ کے افعال کی بنا پر جو کبھی نہایت درجہ کم ظرفی کا ثبوت دیتے تھے اور کبھی اس کی عالی ظرفی کا نمونہ ہوتے تھے، لوگوں کو اس بات کا موقع دیا ہے کہ وہ حاشیہ چڑھا کر اپنے اپنے دلوں کے غبار نکالیں اُس کے لئے یہ قریب قریب ناممکن تھا کہ وہ ٹراجن کی فتوحات کا اپنے کو نااہل قرار دے کر کسی بہتر طریقے سے ٹراجن کی برتری ثابت کرتا۔

ہیڈرین اور انٹونینس پیس کا اختلاف طبائع

بہادر اور فتوحات کے شیدائی ٹراجن کی طبیعت اسکے جانشین کے اعتدال پسند مزاج سے بالکل جدا تھی، لیکن ہیڈرین کی آزردہ منش طبیعت جب انٹونینس سے مقابلہ کیا جاتا ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ انٹونینس آرام و آسایش کا شیدائی تھا۔ ہیڈرین کی زندگی اس طرح گذرتی تھی جیسے کوئی حالت سفر میں ہو، اُسمیں سپاہیانہ، مدبرانہ اور علمی قابلیتیں موجود تھیں اور وہ اپنے تمام شوق اپنا فرض ادا کر کے پورا کیا کرتا تھا، وہ موسموں اور اختلاف آب و ہوا

---

[۱] یہ ایک حدوں کا دیوتا تھا۔

سپاہیانہ جوش اور دماغ مین فوجی فتوحات حاصل کرنے کا سودا تھا ٹراجن نے پہلے ڈیشینس پر حملہ کیا جن کی زندگی بالکل فوجی تھی اور جو دریائے ڈینوب کے دوسری طرف رہتے تھے، انھین لوگون نے ڈامیشین کے زمانے مین نہایت آزادی سے سلطنت روم کی تحقیر کی تھی، یہ لوگ نہایت خونخوار تھے اور ان کی طاقت بہت زیادہ تھی اسپر طرہ یہ کہ حیات ابدی و تناسخ کے قائل تھے اور زندگی کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے، ڈیسیبالس جو ڈیشینس کا بادشاہ تھا، اپنے کو ٹراجن کا ہمسر مقابل خیال کرتا تھا، اسنے اُس وقت تک ہمت نہین ہاری جب تک دشمنون نے اس کی بہادری کا اقرار نہین کرلیا اور جب تک اُس کی ہمت و پالیسی کا خزانہ ختم نہین ہولیا، یہ یادگار جنگ پانچ برس سے زیادہ عرصہ تک جاری رہی اور چونکہ رومی شاہنشاہ سلطنت کی پوری طاقت استعمال کرسکتا تھا، اس لئے اُسنے ڈیشیون کے مقابلہ مین شاندار فتح حاصل ہوکر رہی، ڈیشیا کا نیا صوبہ جو آگسٹس کے اصول سے ہٹکر دوسرا مفتوح صوبہ تھا، وسعت مین تیرہ سو میل تھا، اس کے قدرتی حدود نیسٹر ہٹیس یا ٹسکس، دریائے ڈینوب کا آخری حصہ اور ایوکسین سمندر تھے، دریائے ڈینوب کے ساحل سے لیکر نیسٹر تک ایک فوجی سڑک کے نشانات آجتک پائے جاتے ہین، بندر زمانہ حال کی تاریخ مین بہت مشہور جگہ ہے اور روسی و ترکی حدود پر واقع ہے۔

مشرق مین ٹراجن کی فتوحات

ٹراجن شہرت کا طالب تھا اور جب تک کہ بنی نوع انسان اپنے تباہ کرنے والون کی بہ نسبت اپنے محسنون کے زیادہ تعریف کرینگے اسوقت تک فوجی فتوحات اُن تمام لوگون کا مطمح نظر رہین گے جو شہرت کے طالب ہین، سکندر اعظم کی تعریف مین شعرا اور مورخین نے جو کچھ لکھا تھا، اُس سے ٹراجن کو حسد پیدا ہوگیا تھا۔ سکندر کی مثل ٹراجن بھی مشرقی اقوام پر حملہ آور ہوا لیکن وہ اکثر اس بات پر متاسف رہا کہ میری عمر نے اس قابل نہین رکھا کہ مین سکندر اعظم کی برابری کرسکون، تاہم ٹراجن کی عارضی فتوحات بہت ممتاز تھین اور ان کی رفتار بہت تیز تھی، ناخلف پارتھینس، اپنے اندرونی اختلافات کی وجہ سے اس کے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ وہ آرمینیا کے پہاڑون سے فتح و نصرت کے جھنڈے اُڑاتا، دریائے ٹیگرس کے کنارون پر اُترا اور وہان سے خلیج فارس تک آیا۔ ٹراجن سب سے پہلا اور سب سے آخری بادشاہ تھا جسنے اس دُور دراز سمندر مین سفر کیا تھا۔ اس کے جہاز عرب کے سواحل پر حملہ آور ہوئے۔ ٹراجن اکثر اس بات کو فخریہ کہا کرتا تھا کہ مین ہندوستان کے قریب تر ہوتا جاتا ہون اس کے عہد مین ہر روز مجلس ملکی کو خبرین پہونچتی تھین کہ آج فلان نیا مقام فتح ہوا اور کل فلان نئی قوم حلقہ بگوش ہوگئی اور باسفورس، کالچس، آئبیریا، البانیا، آسٹروینن اور خود پارتھین شاہنشاہ نے رومی فاتح کے زیر نگین ہونا گوارا کرلیا ہے میڈین اور کارڈوشین کے آزاد قبائل نے اُس سے التجا کی ہے کہ وہ انکو اپنے سایۂ عاطفت مین لے لے، اور آرمینیا، میسوپوٹامیہ، اور اسیریا کے

مقابلہ کے خوف سے کانپ رہا تھا، اُس کا سپہ سالار اگریکولا کیلیڈونیس کی متحدہ افواج کو گریمپین پہاڑیوں کے نشیب میں شکست دے رہا تھا اور اُس کے بیڑے نامعلوم اور خطرناک مہمون پر جا کر رومی طاقت کا جزیرہ کے ہر حصہ پر سکہ بٹھا رہے تھے۔ برطانیہ ابتدا ہی سے مثل مفتوح ملک کے خیال کیا جاتا تھا اور اگریکولا نے اپنی تمام کوشش اس پر صرف کی کہ وہ اپنی فتوحات کی انتہا تک آئرلینڈ کو قرار دیں جو اس کے نزدیک بہت آسان بات تھی، اس کے خیال میں مغربی جزیرہ ایک قیمتی خطہ بنایا جا سکتا تھا، وہ سمجھتا تھا کہ اگر حریت و آزادی کی تعریفین ان کی آنکھوں سے دور رکھی جائیں اور ان کی تمام اُمیدیں منقطع ہو جائیں تو وہ رومی غلامی کا طوق اپنی گردن سے ہٹانے کی کوشش نہ کرینگے۔

لیکن اگریکولا کی قابلیت ہی اُس کے حکومت برطانیہ سے علٰحدہ ہونے کا سبب ہوئی، اور ہمیشہ کے لئے اُسکی شاندار عظیم الشان فتوحات کا خاتمہ ہو گیا لیکن اس سے پہلے کہ یہ قابل سپہ سالار، برطانیہ سے رخصت ہو اُسنے رومی حکومت کو استوار اور اس کی حفاظت کا پورا سامان مہیا کر دیا، اسنے دیکھا کہ جزیرہ برطانیہ دو حصوں میں دو متقابل خلیجوں کے ذریعہ سے جو آجکل اسکاٹ لینڈ کے فرتھس کہلاتے ہیں منقسم ہے اور ایک دوسرے سے جدا ہے۔ چالیس میل کے رقبہ میں اسنے فوجی چھاؤنیوں کی ایک قطار تیار کی۔ اور یہی اُس محافظ دیوار کی بنیاد تھی جو بعد ازان انٹونینس کے زمانہ میں تیار ہوئی۔ یہ دیوار موجودہ اڈنبرگ اور گلاسگو شہروں سے کچھ دور پر واقع تھی، اور رومی مقبوضات کی حد تھی۔ برطانیہ کے قدیم باشندوں کیلیڈونیس نے جو شمال میں رہتے تھے اپنی وحشت آمیز آزادی کو قائم رکھا۔ اس کی وجہ کچھ تو یہ تھی کہ وہ بہت جانبازی سے اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے تیار رہتے اور کچھ یہ کہ رومی انکو شکست دیکر ان کی مفلسی سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے، یہ لوگ کبھی کبھی رومی مقبوضات پر حملہ آور ہوتے تھے، اور اکثر پسپا ہو جاتے تھے۔

رومیوں نے (جو کہ روئے زمین کے ان ممالک کے مالک تھے جن کی آب و ہوا نہایت خوشگوار تھی) نہایت حقارت سے اس شمالی حصہ کو چھوڑ دیا، جہاں موسم سرما کے طوفان کہرے سے چھپی ہوئی جھیلیں، اور سنسان جنگلوں کی کثرت تھی جب نظر اٹھتی تو اس حصہ ملک میں سوائے برہنہ وحشیوں کے جو ہرن کا شکار کھیلا کرتے تھے اور کوئی شے نظر نہ آتی تھی۔

داسیا کی فتح آگسٹس کی وفات سے لے کر ٹراجن کی تخت نشینی تک رومی حدود مملکت اور شاہی طرز عمل کے مقاصد یہ تھے جو بیان کئے گئے۔ نیک اور ہوشیار شہزادہ ٹراجن کو فوجی تعلیم دی گئی تھی اور سپاہیانہ جوہر اسکو قدرت کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ اُس کے پیشروؤں کا صلح پسند طرز عمل زبردست جنگی نقل و حرکت سے بدل گیا۔ رومی تخت سلطنت پر مدت کے بعد ایک ایسا بادشاہ قدم رکھ چکا تھا

وہ لوگ خود نہایت بزدل تھے اور مختلف قسم کے عیوب اُن میں پائے جاتے تھے۔ سیزر خاندان کے لوگ عیش و عشرت کے بندے تھے، ظلم و جور اُن کا کام تھا، نہ اُنھیں فوجوں کی نظم و ترتیب کا خیال تھا نہ صوبوں کی دیکھ بھال سے کوئی واسطہ۔ انکو اس کی بھی فکر نہ تھی کہ کم از کم اپنے ماتحتوں کو اجازت دیں کہ وہ ان مقامات کو فتح کریں جن پر اُن کی بے پروائی سے اب تک فوج کشی نہیں کی گئی تھی اگر کوئی باشندہ فنون سپہ گری میں شہرت حاصل کرتا تو اُس کی نسبت یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ شاہنشاہ کے اختیارات کو بے دردی سے پامال کرنا چاہتا ہے۔ تمام سپاہ سالاروں کا فرض صرف یہ تھا کہ وہ ملک کے ان حدود کی نگہبانی کرتے رہیں جن پر وہ مقرر ہیں، ان نئے مقامات کو فتح کرنے کا وہ خیال تک نہیں کر سکتے تھے جن کے تصرف میں آنے سے رومی سپاہ سالاروں کا ویسا ہی نقصان ہوتا جیسا وہاں کے مفتوح وحشی باشندوں کو ہو سکتا تھا۔

فتح برطانیہ اس سے مستثنیٰ تھی

پہلی صدی عیسوی میں برطانیہ کا صوبہ ہی صرف ایک ایسا صوبہ تھا جو رومی سلطنت میں شامل کیا گیا۔ سیزر اور اگسٹس کے جانشینوں کو اس بات کی ترغیب دی گئی کہ وہ اگسٹس کے بجائے سیزر کی طرز عمل کی پیروی کریں۔ علاوہ اسکے برطانیہ، گال سے بہت قریب تھا، اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ برطانیہ کی کمزوری، خود رومیوں کو دعوت دے رہی تھی۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ رومیوں کو ساحل برطانیہ پر موتی نکالنے کی بہت ہوس تھی، چونکہ برطانیہ، براعظم سے بالکل الگ ایک نئی دنیا خیال کیا جاتا تھا اس وجہ سے اس کی نوعیت فتح بالکل جداگانہ تھی۔ برطانیہ پر حملہ کرنے والا سب سے زیادہ احمق[1] اور جنگ کو جاری رکھنے والا سب سے زیادہ عیش پرست[2] اور اسکو ختم کرنے والا سب سے زیادہ کمزور بادشاہ تھا[3]۔ یہ جنگ چالیس برس جاری رہی اور اس کے بعد ملک برطانیہ رومیوں کے زیر حکومت آگیا۔ برطانیہ کے اکثر قبایل میں بہادری تھی لیکن انتظامی قابلیت نہ تھی، اُن کے سروں میں آزادی کا سودا تھا، مگر اتحاد کا مادہ نہ تھا۔ انھوں نے جب رومیوں کے خلاف ہتھیار اُٹھائے تھے تو انتہائی خوف سے، اور جب انھوں نے لڑائی سے پیٹھ پھیری، یا بالفاظ دیگر جب ان میں آپس میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو صرف غیر مستقل مزاجی سے، یہ لوگ علیحدہ علیحدہ لڑتے تھے اور اس وجہ سے ہمیشہ شکست کھاتے تھے۔ کیر اکٹیکس کی مستقل مزاجی، بوڈیشیا کی مایوسی، اور ڈروئڈس کا جوش، غرض کوئی شئے ملک کو روم کی غلامی سے آزاد نہ کر سکی۔ اور اُن رومی سپہ سالاروں کا قدم برابر آگے بڑھتا گیا جنھوں نے اپنی قوم کی عزت و حرمت کا اُس وقت تحفظ کیا تھا جب رومی سلطنت کی باگ نہایت کمزور اور نااہل تاجداروں کے ہاتھوں میں تھی، عین اسوقت جب ڈامیشین اپنے محل میں محصور تھا اور اپنے

---

[1] کلاڈیس [2] نیرو [3] ڈامیشین

پسندی کی طرف مائل تھا ہو جسے اس کے لئے یہ معلوم کرنا نہایت آسان تھا کہ سلطنت روما نے اس زرین تاج
مین فتوحات کی امیدین کم تھین، اور خطرات بہت زیادہ ہین آس نے یہ بھی دیکھا کہ اگر دور دراز مقامات پر فوج
کشی کیجاتی ہو تو رومی سپاہ کو ہر روز نئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان کی فتوحات زیادہ تر کچھ یونہی
گی اور جن مقامات کو وہ اپنے تصرف مین لے گئے ہین انکا قبضہ ناپائیدار اور بیکار رہ جائیگا۔ ان سے کسی قسم کا
فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ اس خیال کو آگسٹس کے ذاتی تجربون سے اور زیادہ تقویت ہوئی اور اسکو پورا یقین ہوگیا کہ
سلطنت روم کی عظمت و بقا کے لئے وحشیون سے جن چیزون کے لینے کی ضرورت ہے۔۔ اسکے کونسلس کی باقاعدہ
جدوجہد سے نہایت آسانی کے ساتھ حاصل ہو جائینگی، بجائے اس کے کہ وہ اپنے اور اپنی سپاہ کو خطرہ مین ڈالتا
اسنے پارتھیا والون سے معاہدہ کرلیا جس کی رو سے اسکو وہ تمام علم اور قیدی وغیرہ واپس ملے جو کراسس کی شکست
کے وقت پارتھیا والون نے چھین لئے تھے۔

آگسٹس کی ابتدائی حکومت مین اس کے سپہ سالارون نے اس بات کی کوشش کی کہ وہ ایتھوپیا اور عربیا
فیلکس کی قوتون کو کم کردین، اس لئے وہ خط سرطان سے ایک ہزار میل تک جنوب کی سمت بڑھتے ہوئے چلے
گئے لیکن آب و ہوا کی حدت نے انکو زیادہ نہ بڑھنے دیا۔ اور اس طرح ان مقامات[1] کے خاموش زندگی بسر کرنے والے امن
پسند باشندے تاخت و تاراج سے بچگئے۔ براعظم یورپ کے شمالی ممالک اس قابل نہ تھے کہ ان پر اس حملہ کے
اخراجات و تکالیف وغیرہ کا بار ڈالا جاتا۔ جرمنی کے جنگلون اور دلدلون مین ایسے قوی وحشی آباد تھے جن کو غلامی
ہرگز زندگی بسر کرنا گوارا نہ تھا۔ اگرچہ پہلے حملہ مین ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ رومیون کے سامنے سپر ڈال دینگے لیکن
فوراً ہی انھون نے اپنے عزم مصمم سے آزادی حاصل کرلی۔

اس شاہنشاہ کی وفات پر اس کی تحریر مجلس ملکی مین عوام کے سامنے پڑھی گئی اسنے اپنے ورثا کے لئے بڑی
بیش قیمت جائداد چھوڑی، وہ بیش قیمت جائداد یہ نصیحت تھی کہ رومی سلطنت کو ان حدود سے کبھی تجاوز نہ کرنا
چاہئے جنمین قدرت نے اسکو محدود کردیا ہے، اس سلطنت کے مغرب مین بحر اٹلانٹک، شمال مین رائن اور
ڈینوب، مشرق مین دریائے فرات، اور جنوب مین ممالک عرب و افریقہ کے ریگستان تھے۔

آگسٹس کے جانشین اسکی تقلید کرتے ہین

خوش قسمتی سے آگسٹس کے جانشینون نے اس کی معتدل پالیسی کو
قائم رکھا اور امن و امان کے ساتھ جو کچھ بھی ہو سکتی ہو کر

[1] بیان کیا جاتا ہے کہ رومن افواج نے شہر مآرب کو بھی فتح کرلیا تھا، یہ شہر یمن ہے جس کی نسبت مورخون کا بیان ہے کہ یہان
بلقیس شہزادی سبا رہتی تھی، اور جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔

مترجم
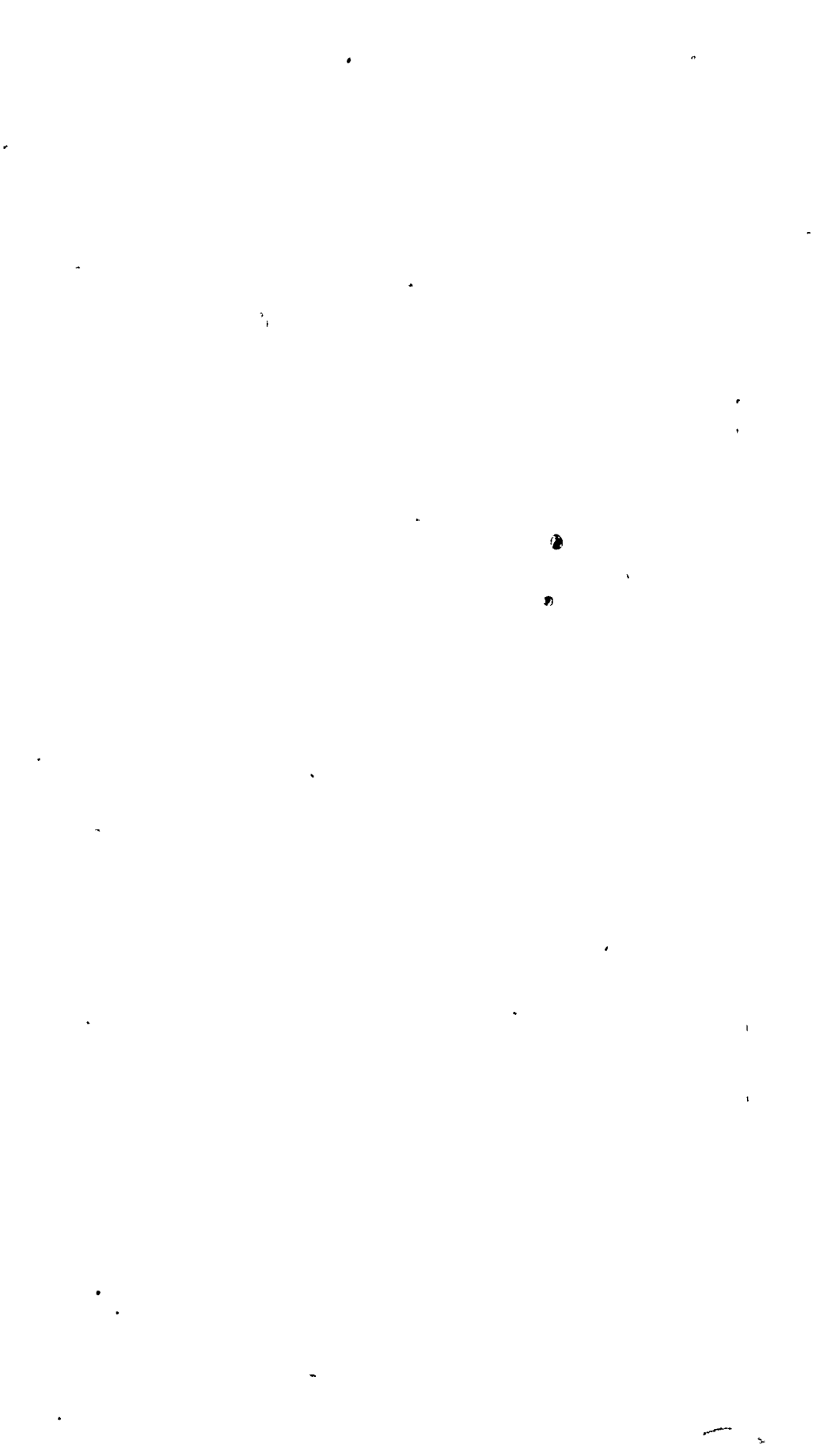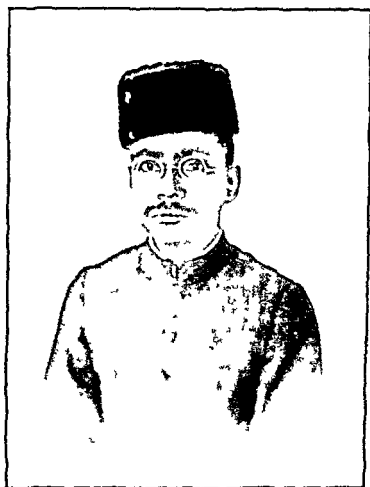
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ زوال روما جلد اوّل

انٹونینین کے عہد حکومت مین سلطنت کی وسعت اور طاقت
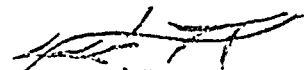
تمہید سنہ عیسوی کی دوسری صدی مین روم کی سلطنت مین روئے زمین کے بہترین مقامات شامل تھے اور اسمین مہذب اور متمدن قومین آباد تھین، اس عظیم الشان سلطنت کی حفاظت کچھ تو روم کے جانباز کرتے تھے اور کچھ اسکی شہرت و اقبالمندی۔ رومیونکے اطوار و عادات اور انکے قوانین کے خوشگوار لیکن زبردست اثر نے تمام صوبون کو رفتہ رفتہ مربوط و متحد کر دیا تھا۔ ان صوبونکے امن پسند باشندے مال و دولت سے بہرہ ور تھے اور امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے، لیکن اکثر دولت کا ناجائز استعمال بھی کرتے تھے۔ جو حکومت قایم تھی اس کی بنیاد آزادی کے اصول پر تھی۔ لوگ اسکو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے، رومی مجلس ملکی کو تمام اعلیٰ اختیارات حاصل تھے، اور یہی جماعت تھی جو رومی شاہنشاہون کو کار فرمائی کے اختیارات عطا کرتی تھی۔ اسّی برس سے زاید عرصہ تک سلطنت کی باگ خوش قسمتی سے نروا، ٹراجان، ہیڈرین اور دو انٹونینین کے ایسے مدبرون کے ہاتھون مین رہی۔ پہلے اور دوسرے باب مین انھین کا ذکر ہو۔ پھر مارکس انٹونی کی وفات کے بعد اُن حالات کا بیان ہو جو سلطنت کے زوال اور تباہی کا باعث ہوئے یہی وہ زبردست انقلاب تھا جو کبھی تاریخ عالم کے صفحات سے نہین مٹ سکتا اور جسکے اثرات کو دنیا کی قومین آج بھی محسوس کرتی ہین۔

آگسٹس کا اعتدال رومیون کی تمام فتوحات جمہور کے زمانہ مین حاصل ہوئین اور بعد کو جن شاہنشاہون نے تخت سلطنت پر قدم رکھا وہ ان فتوحات سے خوش تھے جو مجلس ملکی کے طرز عمل، کانسلس کے مقابلہ اور لوگون کے فوجی جوش سے حاصل ہوئی تھین پہلی سات صدیون مین اُن لوگون کو بہت سی فتوحات نصیب ہوئین لیکن یہ صرف آگسٹس کا حصہ تھا کہ وہ روئے زمین کے تمام باشندون کو زیر نگین کرنے کی خواہش دل سے نکال کر پبلک کونسلس میں اعتدال کی روح پھونکے، چونکہ وہ فطرۃً صلح اور اعتدال

دار تھا، قدرت کے اشارے سے اسی کے لئے تخریب کا باعث بن گئیں، وہ وحشی سپاہ جس کے انتظام جبر کی بدولت
اور جس کے ناپاک حرب پر مدتوں سلطنت و حکومت، سطوت و صولت نازاں رہی ہو، بعد میں ایسی حالت کو
پہنچ گئی کہ کسی کے سنبھالے نہ سنبھل سکی، اور اسی نے سلطنت کی بنیاد کو ایسا کمزور کیا کہ عظیم الشان سلطنت کے
تاجداروں کی حیثیت کٹھ پتلی اور بے دست و پا بچوں کی سی رہ گئی۔ جس تخت پر آگسٹس جیسے فرمانرواؤں نے
بیٹھ کر دادِ حکومت دی تھی، بعد میں اس پر ایسے ایسے بادشاہ بیٹھے جو اپنی فوج کے ادنیٰ سپاہیوں کے اشاروں پر نقل و
حرکت کرتے تھے، اور اگر ذرا بھی آزادی کا خیال کرتے تو موت کے گھاٹ اتار دئے جاتے تھے۔

گبن، اسکی علمی و تاریخی حیثیت اور اس کی معرکۃ آرا بے نظیر تاریخ زوالِ روما کے متعلق مختصراً جو کچھ عرض
کیا گیا ہے، موقع کے لحاظ سے ناظرین کتاب کے لئے ایک حد تک امید ہے کہ کافی ہوگا، اب صرف اردو ترجمہ
کے متعلق کچھ اور کہا جا سکتا ہے مگر اسکا حسن و قبح ناظرین کرام کی رائے پر ہے۔ ترجمہ جہاں تک ہو سکا ہے لفظی کیا
گیا ہے تاہم اردو محاورہ کو حتی الامکان ہاتھ سے نہیں جانے دیا گیا ہے۔ اصل میں جو زور اور ادبی خوبی ہے
تقریباً وہی اردو میں بھی موجود ہے۔ میرے کرم دوست مولوی مہتاب حسین صاحب مالی لکھنوی، بی اے در اصل
شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے ایک سال کی مسلسل محنت و کاوش سے ترجمہ ختم کیا ہے۔

آخر میں اپنے دوست مولوی محبوب علی ناظم دائرۂ ادبیہ لکھنؤ کے متعلق بھی چند کلمات لکھے بغیر نہیں رہ
سکتا جنہوں نے دائرۂ ادبیہ کی مالی مشکلات کے باوجود اتنی ضخیم کتاب کی طباعت و اشاعت کے لئے کمر
ہمت باندھی، لیکن مولوی صاحب موصوف کے علمی و ادبی ذوق کو بہت مغتنم سمجھتا اور اردو زبان کی خدمت
کے لئے ان سے بہت کچھ امید باندھ سکتا ہوں، خدا ان کے ارادوں میں برکت دے، اور مکروہات سے
محفوظ رکھے۔

رحم علی الہاشمی، بی اے،

تھی کہ بعد کے زمانے کے مورخوں کو زیادہ مواد ملا اور انھوں نے ایسے حالات میں رہکر کام کیا کہ وہ گبن کی فروگذاشتوں پر نظر کر سکے۔ یہ اختلافات صرف واقعات ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ بعض حضرات نے بعض ان نتائج کو بھی غلط قرار دیا ہے جنھیں گبن نے استنباط کیا تھا، لیکن اس سے گبن کی قابلیت پر کوئی حرف نہیں آتا، اس لئے کہ اتنی صحیح کتاب کا لکھنا، اتنے واقعات کو جمع کرنا، ان کو ترتیب سے بیان کرنا، پھر ان سے نتائج نکالنا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ پھر اس کی تالیف نقش اول تھی اور دوسرے حضرات کی کتابوں کی حیثیت خواہ وہ بہتر ہی کیوں نہ ہو نقش ثانی کی تھی درآن حالیکہ مجموعی حیثیت سے بعد کی سب تاریخیں اس موضوع پر گبن کی تاریخ سے گری ہوئی اور پست ہیں، نہ کسی میں اتنی خوبیاں ہیں نہ کسی کو یہ مقبولیت نصیب ہے۔ سب سے بڑی بات انمیں یہ ہے کہ انگریزی قوم کی حکومت اور اسکی طرز حکمرانی اور برٹش شاہنشاہی کے لئے گبن کی تاریخ زوال روما دلیل راہ بن رہی ہے۔ رومن امپائر کے خدا صنادع اکدرہ عمل پیرا ہونیکا مواد سب سے زیادہ، سب سے بہتر اور سب سے پہلے گبن نے اپنی قوم کے لئے جمع کیا ہے، اور وہ ایسے دلنشین، سبق آموز طریقہ سے کہ اس سے بہتر کیا معنے اسکے برابر بھی مشکل ہے

اس کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ یہ نہایت جامع ہے، مورخ نے جتنے حالات اسمیں جمع کئے ہیں وہ اتنے کافی ہیں اور ان کو اتنی شرح سے بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد پڑھنے والے کو رومی و یونانی زبانوں میں جو تاریخی مواد ہے، اس کی طرف توجہ کرنے کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہتی۔

انہی خوبیوں کی بدولت تنقید نگاروں نے مجبور ہو کر لکھ دیا ہے کہ زوال روما کی کوئی تاریخ اس سے بہتر یورپ کی کسی دوسری زبان میں موجود نہیں ہے۔

گبن نے اپنا موضوع نہایت عمدہ رکھا ہے، ایک عظیم الشان سلطنت کے تدریجی زوال کو بیان کرنا ان کے اسباب کو دکھانا اور پھر نتائج کو پیش کرنا یہ سب ایسی باتیں تھیں جن کے لئے گبن ہی کے دل سے دل و دماغ والے شخص کی ضرورت تھی، اسنے زوال روما کی تصویر اس خوبی سے کھینچی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم واقعات کو اپنی نظروں سے دیکھ رہے ہیں، تاجداروں کی عیش پرستیوں کا جہاں نقشہ کھینچا گیا ہے اس کے پڑھتے وقت معلوم ہوتا ہے کہ عیش و عشرت کے جلسوں اور حسینوں کے مجمع میں اُن تاجداروں کے ساتھ ہم بھی بیٹھے ہوئے عبرت کی نگاہ سے ان واقعات کو دیکھ رہے ہیں، اس کتاب کے اکثر مقامات ایسے ہیں جن کے پڑھنے سے ذہن کے سامنے وہ رومی ایکٹرس آجاتے ہیں جنھوں نے وہ کچھ کیا کہ سلطنت روما کو رفتہ رفتہ تباہی و بربادی کے کنارے پر لے آئے اور جب ایک دفعہ یہ نوبت پہنچ چکی تو باوجود انتہائی کوششوں کے اُسے کوئی نہ بچا سکا۔

جب کسی کے بُرے دن آتے ہیں اور اسکا نام صفحہ وجود سے مٹنے والا ہوتا ہے تو اس کے اسباب بھی فراہم ہو جاتے ہیں۔ رومیوں کے زوال کی تاریخ عبرت کا مرقع اور درد کا افسانہ ہے۔ وہی چیزیں جن پر سلطنت کی بقا کا

سائنس دونون سے جدا ہے۔

تاریخ نگاری کے متعلق اب تک اہل علم مین اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ جب تک تاریخ مین ادب کی چاشنی نہ ہو، وہ بیکار ہے۔ دوسرے فریق کا دعویٰ ہے کہ ادبی چاشنی، الفاظ کی نشست و خوبی صناعت رنگین ادبی کتابون کے لئے زیادہ موزون ہے، اور اگر کوئی شخص تاریخی واقعات کو تسلسل کے ساتھ صاف زبان مین بیان کرسکے تو کافی ہے۔

گبن کے متعلق اکثر اہل الرائے متفق ہین کہ وہ ادیب بھی اتنا ہی بڑا ہے جتنا بڑا مورخ۔ اگر تاریخ سے ذوق رکھنے والے، اس کے تسلسل بیان، اور صحیح استنباط نتائج کے قائل ہین تو ادیب بھی اس کے ایک ایک جملہ پر سر دھنتے ہین اور اس کی زبان کی لطافت سے مزے لیتے ہین۔ حالانکہ یہ دونون صفتین کسی مصنف مین بہت مشکل سے جمع ہوتی ہین، لیکن قدرت نے گبن کو دونون چیزین عطا کی تھین اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اُسنے یہ ایک ایسی کتاب لکھی ہے جس کا دنیا کی بہترین کتابون مین شمار ہے۔ گبن زبان کی لطافت کو کہین ہاتھ سے نہین جانے دیتا۔ اور وہ الفاظ استعمال کرتا ہے کہ اُس سے بہتر کیا اسکے برابر بھی مشکل سے ملین گے، واقعات تاریخی کو اسی مقام پر بیان کرتا ہے جہان بیان کرنا چاہئے اور اُن سے جو نتائج نکلتا ہے وہ وہی ہوتے ہین جو سمجھ مین آسکتے ہین۔ اگر طرز تحریر مین شوخی ضرور ہے لیکن وہ تاریخی صحت کو کہین ہاتھ سے نہین جانے دیتا۔

ہر بڑے مصنف کے چند خاص خیالات ہوتے ہین، اور مشکل و پیچیدہ مسائل کے متعلق وہ اپنی ذاتی رائے رکھتا ہے۔ مقصد تاریخ کے متعلق بھی اہل عقل کے جُدا جُدا گروہ ہین۔ گبن کے خیال مین تاریخ کا یہ کام نہین ہے کہ پیچیدہ مسائل کی تشریح کرے یا ان کا جواب دے۔ بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ وہ تاریخی واقعات ایسے دلآویز و دلچسپ پیرایہ مین بیان کرے کہ پڑھنے والا اپنے ذہن مین واقعات کی اہمیت اور دوسرے حالات سے انکا جو تعلق ہے اُسے پوری طور پر سمجھ لے۔ چنانچہ ایک جگہ وہ خود لکھتا ہے کہ مجھے اکثر بادشاہون کے دلچسپ حالات بیان کرنے سے درگزر کرکے وہ باتین لکھنا پڑین گی جو عام نظرون مین غیر دلچسپ ہونگی، لیکن فی الحقیقت یہی باتین وہ چیزین ہین جن کا بیان کرنا ایک مورخ کے لئے ضروری ہے۔

گبن نے جو واقعات جمع کئے ہین وہ اس کے نقطۂ خیال سے صحیح ہین لیکن غلطی اور صحت کا معیار ہمیشہ زمانہ کی علمی حالت سے ہوا کرتا ہے۔ جتنی باتین اس زمانے تک معلوم ہو چکی تھین، اور جن کتابون کا پتہ چل سکتا تھا ان سب کو گبن نے سامنے رکھا تھا، اس کے علاوہ وہ خود قدیم یونان کی زبانون پر پوری قدرت نہ رکھتا تھا، اور اس وجہ سے جو مواد اسے شاید ملی ہوگی اس سے وہ پوری طور پر فائدہ نہین اُٹھا سکا ہے۔ اُس کے بعد جن جن مصنفین نے روما کی تاریخ لکھی ہے، انھون نے گبن کی لکھی ہوئی بعض باتون کو غلط ثابت کیا ہے، لیکن اس کی وجہ یہ

(٣)

بعض مغربی مدبرون کا یہ قول کہ تاریخ کا مطالعہ انسان کو عقل مند بنا دیتا ہی، بالکل سچا ہے، انسان دیکھتا ہے کہ زندگی مین طرح طرح کے واقعات و مصائب پیش آتے ہین اور جن لوگون کو قدرت سے عقل عطا ہوئی ہے وہ اُن دقتون اور جھگڑون کو تدبیر سے اپنے حسب مطلب بنا لیتے ہین، اور جب ناظر تاریخ کے واقعات کو پڑھتا ہے تو اُس کا ذہن خود بخود واقعات سے نتائج استنباط کرتا ہی اور ذہن سے گو اکثر اوقات، واقعات تاریخی محو ہو جاتے ہین، لیکن ان نتائج کے نقوش ایسے گہرے ہوتے ہین جو عموماً تمام عمر باقی رہتے ہین، اور انسان کی رہنمائی کرتے ہین۔

جس طرح مغرب نے تمام علوم فنون، صنعت و حرفت، طریق بود و باش وغیرہ کا معیار اتنا بلند کر دیا ہی کہ اُس کے سامنے قدیم زمانے کی سب چیزین پست نظر آنے لگی ہین، اور اب ہم اپنی زندگی کا مقصد اُس سے بالکل مختلف قرار دیتے ہین جو پرانے لوگون کا ہوا کرتا تھا۔ ہم علوم و فنون سے اب وہ کام لینا چاہتے ہین جو اگلے وقتون مین نہین لیا جاتا تھا، وقت کے ساتھ ساتھ انسان کی عقلی و علمی ترقی ہوئی ہی اور اسی وجہ سے تاریخ کا مقصد کچھ سے کچھ قرار دیا جاتا ہے، آجکل تاریخ نگاری کا مقصد، شاہان گذشتہ کے حالات و واقعات بیان کرنا ہی نہین ہی، بلکہ یہ فن اتنا وسیع ہو گیا ہی کہ اگر پورے طور سے کوئی شخص تاریخ لکھنا چاہے تو ایک ملک کی تاریخ شاید وہ اپنی تمام عمر مین لکھ سکے تو لکھ سکے۔ اب تاریخ پر اقتصادی، علمی، معاشرتی، سیاسی، جغرافیائی، طبیعی وغیرہ، سیکڑون طرح سے روشنی ڈالی جاتی ہی، لیکن جہان اتنی وسعت و ترقی ہوئی ہی وہان یہ بھی ہی کہ مورخ ان مین سے ایک شاخ کو انتخاب کر کے اُسی پر قناعت کرتے ہین۔

تاریخ کا مقصد فی زمانا یہ قرار دیا گیا ہی کہ بنی نوع انسان اور اس کے متعلق جو چیزین ہین ان کا مطالعہ کیا جائے لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ فلسفہ و سائنس کا بھی یہی مقصد ہی اور اس طرح تاریخ و فلسفہ و سائنس ایک چیز ہو جاتی ہین۔ لیکن دونون مین ایک نازک فرق ہی فلسفہ چیزون کی ماہیت دریافت کرتا ہی علت و معلول مین فرق کرتا ہے۔ جذبات، خیالات، عادات، اطوار وغیرہ کی موشگافیان کرتا ہی۔ سائنس موجودات، آدمی کے متعلق تحقیق کرتی ہی کہ وہ کن اجزا سے بنی ہین، ان کا ایک دوسرے سے کیا تعلق ہی حیات کا دار و مدار کن چیزون پر ہی اور اسی قسم کے دوسرے مسائل ہین جن سے سائنس بحث کرتی ہی تاریخ کا موضوع ان دونون سے الگ ہے وہ صرف ان واقعات و حالات سے بحث کرتی ہی جن کا تعلق انسان کی ذات اور اس کے متعلقین سے ہوتا ہے ان حالات کی تفتیش اُن کی تدوین اور اسباب کی فراہمی تاریخ کا مقصد ہی اور اس لئے اس کا مقصد فلسفہ و

معلوم ہوگا کہ شروع میں نہ اس کے قلم میں قوت تھی، نہ زبان میں لطافت، خیالات جن کا اظہار اُس نے ابتدائی مضامین اور کتابوں میں کیا ہوگا، بالکل پیش پا اُفتادہ ہونگے، عبارت سادہ ہوگی، اور مضامین معمولی ہونگے لیکن جوں جوں معلومات میں ترقی، زبان پر قدرت اور دماغ میں صلاحیت آتی گئی۔ اُسی نسبت سے اس کی تحریر کا رنگ بھی بدلتا گیا۔

گبن کا سب سے ابتدائی علمی کارنامہ یہ تھا کہ اُسنے لوزان میں طالب علمانہ زندگی بسر کرتے وقت ایک کتاب تیار کی تھی اس کو وہ اپنے ساتھ لیتا آیا تھا، اور بعد میں یہ فرانسیسی زبان میں شائع کردی گئی۔ اس کتاب کی زبان معمولی، تحریر سادہ، اور ایک حد تک غیر دلچسپ ہے۔ لیکن جن خیالات کا اسمیں اظہار کیا گیا ہے، وہ ایک معمولی عمر کی قابلیت والے انسان سے زیادہ بلند ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ گبن نے اس چھوٹی سی کتاب میں ان خیالات سے بالکل اجتناب کیا ہے جو اُس کے عہد میں عام طور پر تسلیم کئے جاتے تھے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں قوت اجتہاد کافی موجود تھی۔

گبن کی زندگی، تقریباً بالکل علمی زندگی تھی۔ تاریخ سے اُسے خاص دلچسپی تھی، اس لئے جب کبھی اُسنے کچھ لکھنے کا ارادہ کیا تو تاریخی مضامین کی طرف توجہ کی۔ یکے بعد دیگرے کئی مضامین اسنے شروع کئے، لیکن انکو مختلف وجوہ سے ترک کردیا۔

جب گبن سیر و سیاحت کے لئے روم گیا تھا تو ایک دن بیٹھا ہوا اس قدیم شہر کے کھنڈرات اور گری ہوئی عمارتوں کو بنظر عبرت دیکھ رہا تھا۔ اس موقعہ پر پہلے پہل اُسے اس عظیم الشان سلطنت کے زوال اور خاتمہ کی مفصل تاریخ لکھنے کا خیال پیدا ہوا۔

تصنیف و تالیف کے میدان میں آنے کے لئے اُس نے سب سے پہلے یہ تجویز کیا کہ میں سوئٹزرلینڈ کی تاریخ لکھوں۔ اُسے شروع سے سوئٹزرلینڈ سے بہت دلچسپی تھی، اُسنے وہاں کی زبان میں پوری مہارت پیدا کی تھی اور ایک دوست بھی اس کی مدد کے لئے تیار تھا۔ گبن نے اس کو شروع تو کردیا، لیکن بعد میں اُسنے محسوس کیا کہ یہ کام میرے بس کا نہیں ہے۔ اس تاریخ کا بہت سا مواد، جرمنی زبان میں تھا اور گبن کو یہ زبان مطلق نہ آتی تھی۔ ۲ سال تک وہ اس کام میں مصروف رہا۔ اُسنے بہت سے کتبے وغیرہ فراہم کئے اور بڑی محنت سے ان کا ترجمہ کرایا اور ان کو ترتیب دیتا رہا۔ جب ایک حصہ کتاب کا تیار ہوچکا تو وہ ایک علمی انجمن کے سامنے پیش کیا گیا۔ گبن نے بھی بڑے اشتیاق سے انجمن کے اس اجلاس میں بغیر اپنا نام ظاہر کئے شرکت کی لیکن انجمن کو اس کتاب میں بہت سی کمزوریاں نظر آئیں۔ گبن کو اپنی محنت کا ثمرہ نہ ملنے اور اعتراضات کی بوچھار کی وجہ سے بہت رنج ہوا لیکن جب مسودہ اُسکے پاس واپس آیا تو اُسنے اپنی غلطیوں کو تسلیم کیا اور اسکو جلا دیا

مین ہو اور دنیا سے کوئی تعلق نہ رکھتا ہو۔

اس زمانہ مین برابر اسنے اپنے علمی مشاغل کو جاری رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ تین برس کی مسلسل محنت کے بعد ۱۷۷۶ء مین اس کی تاریخ "زوال روما" کا پہلا حصہ شایع ہوا۔ گبن کا خیال تھا کہ پہلی مرتبہ صرف پانچسو کاپیان شایع کیجائین، لیکن پبلیشر نے یہ مناسب سمجھا کہ ایک ہزار جلدین شایع ہون۔ غرضکہ جب ۱۷۷۶ء مین یہ کتاب شایع ہوئی تو لوگون نے اُمید سے زیادہ قدردانی کی۔ کتاب ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئی اور جلدہی دوسرے پھر تیسرے اور چوتھے اڈیشن کی ضرورت ہوئی۔ اس کتاب کی نہ صرف عوام نے، بلکہ سمجھدار، اور وسیع النظر نقادون نے بھی تعریف کی۔ ۱۷۸۱ء تک دو جلدین اور شایع ہوئین، لیکن یہ جلدین، پہلی جلد کے برابر مقبول نہین ہوئین۔

گبن کے اخراجات آمدنی سے بہت زیادہ تھے۔ اُس زمانہ مین ایسے معزز افلاس زدہ لوگ اپنی سفید پوشی نباہنے اور بھرم قائم رکھنے کے خیال سے لندن کی سکونت ترک کردیتے تھے۔ اور کسی دوسرے مقام پر بود و باش اختیار کرلیتے تھے۔ گبن نے بھی یہی کیا اور لوزان چلا گیا۔

گبن کی زندگی کے آخری سال، نہایت بے اطمینانی سے کٹے۔ اس کی تندرستی خراب ہوگئی تھی اور وہ اکثر بیمار رہتا تھا۔ اسی زمانہ مین اس کے کئی عزیزون اور دوستون نے بھی وفات پائی، اس لئے لوزان سے بھی وہ سیر داشتہ خاطر ہوگیا۔ اور سیر سفر سے اپنے دل بہلانے کا قصد کرلیا، اور لوزان سے چل کھڑا ہوا، گھومتا پھرتا مختلف مقامات پر ہوتا ہوا وہ لندن آیا۔ یہان کچھ دن وہ ہنسی خوشی بسر کرتا رہا، لیکن مدت حیات بہت تھوڑی باقی رہ گئی تھی، علالت کا سلسلہ جاری تھا، کبھی کبھی تھوڑا آرام ہوجاتا تھا۔

سنہ ۱۷۹۴ء مین کچھ کم ۵۷ برس کی عمر مین گبن نے اس دار فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی، مرتے وقت اسکو بہت سکون تھا۔ کسی قسم کی پریشانی اور گھبراہٹ کی علامات اُس کے چہرہ پر نہ تھین، آخری دم تک اس کے ہوش حواس قایم تھے۔ جب اس کی زبان بند ہوچکی تھی تو نوکر نے اُس سے کوئی بات پوچھی، اُسنے اشارہ سے اُس کو بتا دیا کہ مین تمھاری گفتگو سمجھ رہا ہون۔

(۳)

یہ ایک عام اصول ہے کوئی شخص محنت اور کتابون کی ورق گردانی کے بغیر اچھا مصنف، دقیق النظر اور وسیع المعلومات اہل قلم نہین بن سکتا، کوئی مصنف کیوں نہ ہو، اس کی ابتدائی حالات پر نظر کرنے سے

فرض ادا کر دیتا رہا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس زمانہ میں چند لوگوں سے اُس کے تعلقات بڑھ گئے تھے، اور اُن کی صحبت کو وہ غنیمت خیال کرتا تھا۔ سنہ ۱۷۶۲ء میں اس کی کمپنی ملازمت سے علیحدہ کر دی گئی اور بجائے اسکے کہ وہ خود مستعفی ہوتا، قسمت نے اسکو فوج سے نجات دلا دی۔ ملازمت سے الگ ہونے کے بعد ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ وہ پیرس گیا اور اُسنے وہ سفر کرنا شروع کیا جس کی مُدتوں سے تمنا تھی۔

اوائل سنہ ۱۷۶۳ء میں وہ اپنے سفر پر روانہ ہوا۔ سب سے پہلے وہ پیرس گیا اور وہاں تین مہینہ تک مقیم رہا۔ ان کسی غیر قوم کے کیرکٹر کو بڑی مشکل سے سمجھ سکتا ہے چنانچہ اس زمانہ میں اکثر انگریزوں نے فرانس کا سفر کیا اور فرانسیسی کیرکٹر کے متعلق جو خیالات ظاہر کیے، ان میں بہت اختلاف ہو۔ جب گبن لنڈن سے روانہ ہوا، تو اُسنے چند آدمیوں کے نام خطوط حاصل کر لئے تھے تاکہ اسکو فرانسیسی لوگوں سے ملنے جلنے کا موقع مل سکے لیکن ان خطوط کی ضرورت نہ پڑی، فرانسیسی بہت ملنسار ہوتے ہیں اور وہ باسانی ہر طبقہ کے لوگوں سے مل جل سکتا تھا۔ مئی سنہ ۱۷۶۳ء میں وہ پیرس سے روانہ ہو کر لوزان گیا۔ اُسنے لوزان میں صرف تھوڑے عرصہ تک قیام کیا، اُس کے بعد اٹلی کی تیاری کی، جب وہ اٹلی کے دارالسلطنت روم میں پہونچا تو اُسنے ہر تاریخی عمارت، مقام اور چیز کو غور سے دیکھا، وہ روم میں قریب چار ماہ، اور نیپلس میں ڈیڑھ ماہ رہا اٹلی سے واپسی کے وقت اُس کا ارادہ تھا کہ میں جنوبی فرانس ہو کر جاؤں گا لیکن گھر سے جو خطوط اس کے پاس پہونچے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ لوگ اس کی آمد کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں، اس لئے گبن ماہ جون سنہ ۱۷۶۵ء میں سیدھا وطن واپس آیا۔

سنہ ۱۷۷۰ء میں اس کے باپ نے وفات پائی، باپ کی وفات سے اس کی آمدنی میں بہت کمی ہو گئی ہو۔ ریاست کے کچھ ایسے جھگڑے اٹھ کھڑے ہوئے جو دو برس تک نہ سلجھ سکے لیکن جب یہ جھگڑے طے ہو گئے تو اس کی آمدنی اتنی تھی کہ وہ آسانی سے گزر کر سکتا تھا، اس زمانہ میں جب وہ لنڈن میں تنہا اپنے مکان میں زندگی بسر کرتا تھا، تو اس کا معمول تھا کہ وہ صبح اٹھ کر مطالعہ کتب میں مصروف رہتا، سہ پہر اور شام کو لوگوں سے ملتا جلتا۔ غرضکہ وہ اپنی حالت سے بالکل مطمئن تھا، اس نے ایک اچھا ذخیرہ کتابوں کا فراہم کیا تھا اور زیادہ وقت کتب خانہ میں صرف کرتا تھا۔

سنہ ۱۷۷۴ء میں وہ پارلیمنٹ کا ممبر منتخب کیا گیا لیکن پارلیمنٹ کی ممبری اُس کے لئے چنداں مفید نہ تھی اُس نے کبھی ملکی معاملات میں زیادہ دلچسپی نہیں لی۔ وہ سیاست سے بے بہرہ تھا، اس کو ملکی و سیاسی معاملات سے کوئی دلبستگی نہ تھی، اگر وہ چاہتا تو اس مجلس میں بھی امتیازی شان پیدا کر سکتا تھا، لیکن نہ اس طرف اُسنے توجہ کی اور نہ اس کی ضرورت سمجھی۔ اس کی مثال اُس فقیر کی سی تھی جو دنیا سے ترک تعلق کرکے اپنی قبر کی فکر

باپ کا حکم بجا لایا۔ گبن ہر معاملہ میں اپنے باپ کا دست نگر تھا اس لئے بھی اسکا حکم ماننے پر مجبور تھا۔ اگر وہ انگلستان چھوڑ کر لوزان جاتا تو شاید سوسین کے والدین اپنی لڑکی کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دینے سے انکار کر دیتے۔ انگلستان میں آکر اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے وہ سوسین کو کچھ بھول سا گیا۔ اور اس کی محبت محض دوستی میں تبدیل ہو گئی وہ اکثر سوسین کو خطوط لکھتا اور اس کی خیریت وغیرہ معلوم کر کے مطمئن ہو جاتا شاید اسکی وجہ یہ تھی کہ اسے کبھی سوسین سے ملنے کی کوئی اُمید نہ تھی۔

ابھی جبکہ وہ لوزان ہی میں تھا اور جنگ ہفت سالہ زور شور سے جاری تھی باپ نے اُسے بلا بھیجا، حکومت فرانس نے اعلان کر دیا تھا کہ ہمارے ملک میں سے ہو کر کوئی شخص، انگلستان نہیں جا سکتا، اس وجہ سے دوسرا راستہ جرمنی ہو کر اختیار کیا گیا، گو حکومت انگلستان اور جرمنی کے تعلقات اچھے تھے اور انگلستان نے فریڈرک اعظم کو مدد دینے کا وعدہ کیا تھا، لیکن پھر بھی جرمنی ہو کر، جانا، خالی از خطر نہ تھا، ایک شخص فوجی افسر نے گبن کو اپنے ہمراہ، پوشیدہ طور پر لیجانا منظور کیا اور اس طرح گبن ۱۱ اپریل ۱۷۵۸ء کو لوزان سے اپنے وطن بخیریت واپس آیا۔

وطن پہونچنے پر سب سے پہلے اپنی چچی کے گھر جا کر اُس سے ملا، اور بڑی دیر تک وہاں رہا، وہ نیک خاتون، اُس سے بڑی محبت و شفقت سے باتیں کرتی رہی۔ باپ نے بھی واپسی پر اُس کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا، اور اس طرح وہ تکلیف جو باپ کے بیٹے کے تبدیل مذہب سے ہوئی تھی بالکل رفع ہو گئی، اس کی عدم موجودگی میں اس کے باپ نے ایک عورت سے شادی کر لی تھی۔ گبن کو یہ بات بالکل گوارا نہ تھی، لیکن جب اسنے کچھ زمانہ اپنے مکان پر گزارا، تو اپنی سوتیلی ماں کی طرف سے اس کی تمام بدظنی رفع ہو گئی، وہ ہمیشہ گبن کے آرام کا خیال رکھتی تھی اور دل سے اس کی کوشش کرتی تھی کہ اُسے کسی طرح کی تکلیف نہ پہونچے، باپ کی وفات کے بعد بھی وہ اپنی سوتیلی ماں سے ملتا رہا اور ہمیشہ اُس کی عزت کرتا رہا۔

۱۷۶۰ء میں اسنے بغیر سوچے سمجھے فوج میں نام لکھا لیا اور ڈھائی برس تک بالکل فوجی زندگی بسر کرتا رہا۔ اس زمانہ میں اُسے کتابوں کے مطالعہ کی مطلق فرصت نہ ملی۔ وہ بے فکری سے اپنے فرائض منصبی انجام دیتا تھا، اسکو ایک مقام سے دوسرے مقام پر جانا اور فوجی لوگوں کے مثل خیموں میں رہنا پڑتا تھا۔ پہلے پہل تو یہ زندگی نہایت دلچسپ معلوم ہوئی، لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں اسکا خیال بدل گیا، کیمپ کی زندگی سے نفرت ہو گئی، کیونکہ کسی مقام پر مستقل طور سے رہنے کا موقع نہ ملتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کی مونس علم و مطالعہ تنہائی بالکل میسر ہوتی تھی، ہر شخص سے چاہے وہ کسی مذاق کا کیوں نہ ہو اسے ملنا پڑتا تھا، اکثر نہایت بدتہذیب لوگوں سے سابقہ رہتا تھا جن سے گبن کو کسی قسم کی دلچسپی نہ تھی۔ الغرض اُمور نے گبن کو یقین دلا دیا کہ میں فوجی ملازمت کا اہل نہیں ہوں، اس خیال کا آنا تھا کہ فوج سے اس کو بالکل نفرت ہو گئی لیکن اسنے فوراً ہی استعفا نہیں دیا اور اپنا

مسٹر پیویلارڈ کو اُس کی تعلیم مین اتنی دقت نہین پیش آئی جتنی اس کے عقیدہ کی تبدیلی مین۔ دو ڈیڑھ برس تک بلکہ ایک سال تک وہ رومن کیتھولک عقائد پر قائم رہا۔ لیکن مذہب پروٹسٹنٹ کے پادریون کے دلائل اور مسٹر پیویلارڈ کی صحبت سے رفتہ رفتہ اُس کے خیالات بدلنے لگے۔ گبن خود لکھتا ہو کہ "مسٹر پیویلارڈ صرف ایک حد تک میرے خیالات تبدیل کرنے کے ذمہ دار ہین، ورنہ اصل مین یہ تبدیلی خود میرے غور و خوض کا نتیجہ تھی۔" غرضکہ ۱۷۵۴ء مین جب اُسے رومن کیتھولک مذہب اختیار کئے ڈیڑھ برس ہو چکا تھا، وہ پھر پروٹسٹنٹ ہو گیا۔ اس کے بعد پھر کبھی مذہبی مباحث اور عقائد کی جانچ پڑتال مین اُسے کوئی دلچسپی نہین ہوئی۔

وہ مسٹر پیویلارڈ کے ساتھ پانچ برس رہا۔ اس مدت مین جو تعلیم اُسنے حاصل کی وہ بہت مفید اور نتیجہ خیز تھی مسٹر پیویلارڈ خود بہت اچھے آدمی تھے اور ان کی صحبت، اس کے واسطے بہت مفید ثابت ہوئی۔ لیکن در اصل، وہ گبن ایسے ذی استعداد طالب علم کی اتالیقی کے لئے کافی نہ تھے، انھون نے گبن کو بہت کچھ پڑھایا، لیکن پھر اسکی علمی تشنگی کو نہ سیراب کر سکے۔ گبن دنیا کی اُن چند منتخب ہستیون مین شمار ہوتا ہی جنھون نے محض اپنی لیاقت سے کسب علم کر کے کمال حاصل کیا ہی۔ غرض، گبن نے پانچ برس کے عرصہ مین ادب، تاریخ، فلسفہ، اور دیگر فنون مین بھی مہارت حاصل کی۔ مسٹر پیویلارڈ برابر اس کی مدد کرتے رہے اور جب انھون نے دیکھا کہ اب میرا شاگرد مجھ سے سبقت لے گیا ہی تو انھون نے اپنی طبیعت سے مطالعہ وغیرہ کرنے کا اُسے اختیار دے دیا، وہ خود کتابون کا انتخاب کرتا اور ان سے فائدہ اُٹھاتا تھا۔

گبن کے یہ پانچ برس علمی مشاغل مین صرف ہوئے۔ وہ مطالعہ کرتا تھا، مختلف زبانون مین عبور حاصل کرنے کی کوشش کرتا تھا، وہ صرف پڑھنے کو کافی نہ سمجھتا تھا بلکہ زبان کو پوری طور پر سیکھنے کے لئے اور اس مین اظہار خیال کو ضروری سمجھکر ایک زبان سے دوسری مین ترجمے کرتا رہتا تھا، لوزان کے اکثر معزز اور پڑھے لکھے لوگون سے ملتا جلتا اور ان سے تبادلۂ خیالات کیا کرتا تھا۔

اسی زمانہ مین اُس نے سوزین کورکارڈ سے ملاقات کی، یہ خاتون سنہ ۱۷۴۰ء مین پیدا ہوئی تھی، وہ ایک پادری کی لڑکی تھی۔ اس نے اپنے باپ سے تعلیم حاصل کی تھی، وہ اتنی ہی خوبصورت بھی تھی جتنی قابل تھی، لوزان مین بچہ بچہ اس سے واقف تھا، اور علمی و ادبی شوق رکھنے والے اس کی تعریفین کرتے رہتے تھے، گبن نے اُسے پہلی مرتبہ جب دیکھا، اسی وقت سے اُس سے محبت کرنے لگا۔ اسوقت اس کی عمر بیس برس اور سوزین کورکارڈ کی سترہ برس کی تھی۔ یہ دونون اکثر ایک دوسرے سے ملاقات اور تبادلۂ خیالات کرتے رہتے تھے۔

لیکن جب گبن، انگلستان واپس آیا، تو اُس کے باپ نے اُسے سوزین کورکارڈ سے شادی کرنے کی اجازت نہین دی، وہ خود لکھتا ہو کہ "مین نے ایک نامراد عاشق کی طرح ٹھنڈی سانس لی، لیکن بیٹے ہونے کی حیثیت سے

موقع نہین ملا۔ اکثر اس کو کئی مدرسون مین یکے بعد دیگرے، داخل ہونا پڑا، ایک اسکول مین وہ نام لکھاتا، اور ڈاکٹرون کی رائے تبدیل آب وہوا کی ہوتی تو اُمید صحت پہ اس کو وہ اسکول چھوڑنا پڑتا تھا، اور ڈاکٹری مشورہ کے مطابق دوسرے مقام پر جاتا اور وہان کسی اسکول مین داخل ہوتا تھا، فطرتًا وہ طبیعت کا نہایت کمزور تھا، اسکولون کی سختیون اور زمانۂ تعلیم کی محنت سے ہمیشہ حالت طالبعلمی مین اسکو تکلیف پہونچتی رہی، لیکن باوجود علالت اور کمزوری کے اسکو پڑھنے کا بہت شوق تھا، اور وہ برابر مطالعہ کرتا رہتا تھا۔ شروع شروع مین وہ ہر قسم کی کتابین پڑھتا تھا، لیکن بعد مین تاریخ سے اُسے خاص دلچسپی پیدا ہوئی۔ سولہ برس کی عمر مین اُسنے یونان، روم، عرب اور فارس وغیرہ کی تمام تاریخی کتابین جو انگریزی مین موجود تھین پڑھ لی تھین۔ اسی عمر مین اس کی صحت بحال ہونے لگی اور رفتہ رفتہ وہ تندرست ہونے لگا۔ ابھی جسم مین پوری توانائی نہ آنے پائی تھی کہ باپ نے اُسے آکسفورڈ یونیورسٹی مین داخل کردیا۔ اس زمانہ مین یونیورسٹیون کی خصوصًا اور عام تعلیم گاہون کی حالت عمومًا نہایت خراب تھی۔ پڑھنا پڑھانا برائے نام تھا، جماعتین، مختلف اشغال مین مصروف رہتی تھین۔ پڑھانے والے عیش و آرام کیا کرتے تھے۔ ادب، علوم، فنون سے یونیورسٹی کے اساتذہ اور طالب علمون کسی کو بھی کوئی دلچسپی نہ تھی، درس و تدریس کے لئے کوئی وقت مقرر نہ تھا، طلبہ کے لئے کسی قسم کی پابندیان نہ تھین، غیر حاضری پر ان سے کسی قسم کی بازپرس نہین ہوتی تھی، اور اکثر طلبہ ہفتون یونیورسٹی کے احاطہ سے باہر رہتے تھے اور کسی کو خبر نہ ہوتی تھی گبن اگر ماحول سے اثر پذیر نہ ہوتا تو تعجب تھا۔ وہ بھی نہایت اطمینان اور آزادی سے ادہر اُدہر گھومتا رہا، اور پڑھنے لکھنے کی طرف کوئی خاص توجہ نہ کی۔

ایام تعطیل مین جب گبن گھر گیا، تو البتہ اُسے پڑھنے اور کتابونکے مطالعہ کا شوق ہوا۔ اور اُسنے اُن مذہبی مباحث مین حصہ لینا شروع کیا جن کا اس زمانہ مین بہت زور تھا۔ مذہبی مباحث مین پڑنے اور عقائد کی جانچ پڑتال کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۷۵۳ع مین وہ اپنے آبائی مذہب پروٹسٹنٹ کو خیرباد کہہ کے رومن کیتھولک ہوگیا جب اسکے باپ کو معلوم ہوا تو اُس کو بہت تعجب و قلق ہوا۔ تبدیل مذہب کی وجہ سے گبن یونیورسٹی مین نہ داخل ہوسکتا تھا، اسلئے باپ نے یہ طے کیا کہ گبن کو سوئٹزرلینڈ روانہ کردے۔ ابھی تبدیل مذہب کو پورا مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ گبن کو سوئٹزرلینڈ جانا پڑا۔ وہان یہ مسٹر پیویلارڈ کی اتالیقی مین رہا، جن کا کام یہ تھا کہ اُسے تعلیم دین اور اس کے عقائد کو تبدیل کرین۔ گبن عرصہ تک یونیورسٹی مین شاندار طریقے پر رہ چکا تھا، اب مسٹر پیویلارڈ کے ہمراہ ایک معمولی سے مکان مین رہکر، زندگی بسر کرنا، نہایت دشوار معلوم ہوا۔ پہلے تو اُسے سخت تکلیف رہی لیکن بعد مین عادی ہوگیا اور اپنی قسمت پر صبر کرکے بیٹھ رہا۔ مسٹر پیویلارڈ کی اتالیقی کی بدولت اُسمین علمی و تاریخی ذوق پیدا ہوا، اور اسی ذوق نے گبن کو وہ شہرت دیدی جو آج زبان زد خلایق ہے۔

مقدمہ

(۱)

ایڈورڈ گبن انگلستان کا زبردست مورخ ۸ مئی ۱۷۳۷ء مین پیدا ہوا تھا، اس کے کئی بھائی تھے اور ایک بہن، وہ اکثر اپنی بہن کو یاد کرکے اُس کی مَوت پر افسوس کیا کرتا تھا، اگرچہ قدرت نے اس کے بھائیون اور بہن سب کو زمانۂ طفلی ہی مین آغوش لحد کے سپرد کر دیا تھا لیکن اس کو بھائیون کا اتنا افسوس نہ تھا جتنا بہن کا قلق تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بھائیون کی مَوت کے وقت نہایت خورد سال تھا اور ان کی شکل تک اسکو یاد نہ تھی، لیکن اپنی چھوٹی بہن کی تصویر اکثر اس کے سامنے پھرا کرتی تھی اور اس کی طبیعت کو پریشان کیا کرتی تھی،

اسکا دادا بہت بڑا انگلستان کی مالی حالت کا واقف کار، مُلکی محصولون کا ماہر اور کامیاب سوداگر تھا، تجارت سے اسنے بہت کچھ دولت جمع کر لی تھی۔ اسی زمانہ مین ساؤتھ سی نامی ایک کمپنی جاری ہوئی اور عرصہ تک یہ کمپنی نہایت کامیابی کے ساتھ چلتی رہی چونکہ حکومت کمپنی کی پُشت پناہ تھی، اسوجہ سے عام طور پر سب لوگون کو کمپنی پر اعتبار ہو گیا تھا۔ وہ لوگ بھی جو سوداگری اور تجارت کا نام تک نہ جانتے تھے منافع کے خیال سے کمپنی کے حصہ دار بن گئے۔ اس سے کمپنی کے حصّون کی قیمت دس گنی تک بڑھ گئی۔ یعنی جس حصہ کی قیمت دس روپیہ تھی وہ سَو سَو روپیہ کو بک گیا۔ لیکن یہ حالت زیادہ عرصہ تک نہین رہی، پھر لوگ سمجھنے لگے کہ کمپنی کے حصّونکی قیمت اتنی نہین ہو جتنی ہم نے ادا کی ہو، لوگ اپنے خریدے ہوئے حصّے فروخت کرنے لگے، اب بتدریج قیمت گھٹنے لگی، یہان تک کہ حصّے اصلی قیمت پر آگئے۔ کمپنی کے اس انحطاط سے گبن کے دادا نے بھی نقصان اُٹھایا لیکن مرنے سے پہلے اُس نے اپنی ضایع شدہ دولت کا بہت بڑا حصہ، پھر پیدا کر لیا۔ وہ محصول وصول کرنے والا کمشنر بھی تھا، اور اسکا اکثر ہمعصرون کا خیال تھا کہ انگلستان کی مالی حالت، مُلکی محصولون، اور تجارت کا جتنا علم اُسے ہے، اتنا کسی اور کو نہین ہو۔

گبن کا باپ، لیاقت، اور کام کاج مین اپنے باپ سے کہین کم تھا، اُسنے پہلے ویسٹ منسٹر اور اس کے بعد کیمبرج یونیورسٹی مین تعلیم حاصل کی۔ پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہوا، عرصہ تک اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا اور شان سے زندگی بسر کرتا رہا۔ وہ کرخت کان دماغ کا آدمی تھا، اور رحم اس کی طبیعت مین ضرورت سے زیادہ تھا۔

گبن ایک ضعیف القوٰی بچہ تھا اس کی صحت بہت خراب رہتی تھی، اس کی وجہ سے اسکو کبھی مسلسل اسکول جانیکا
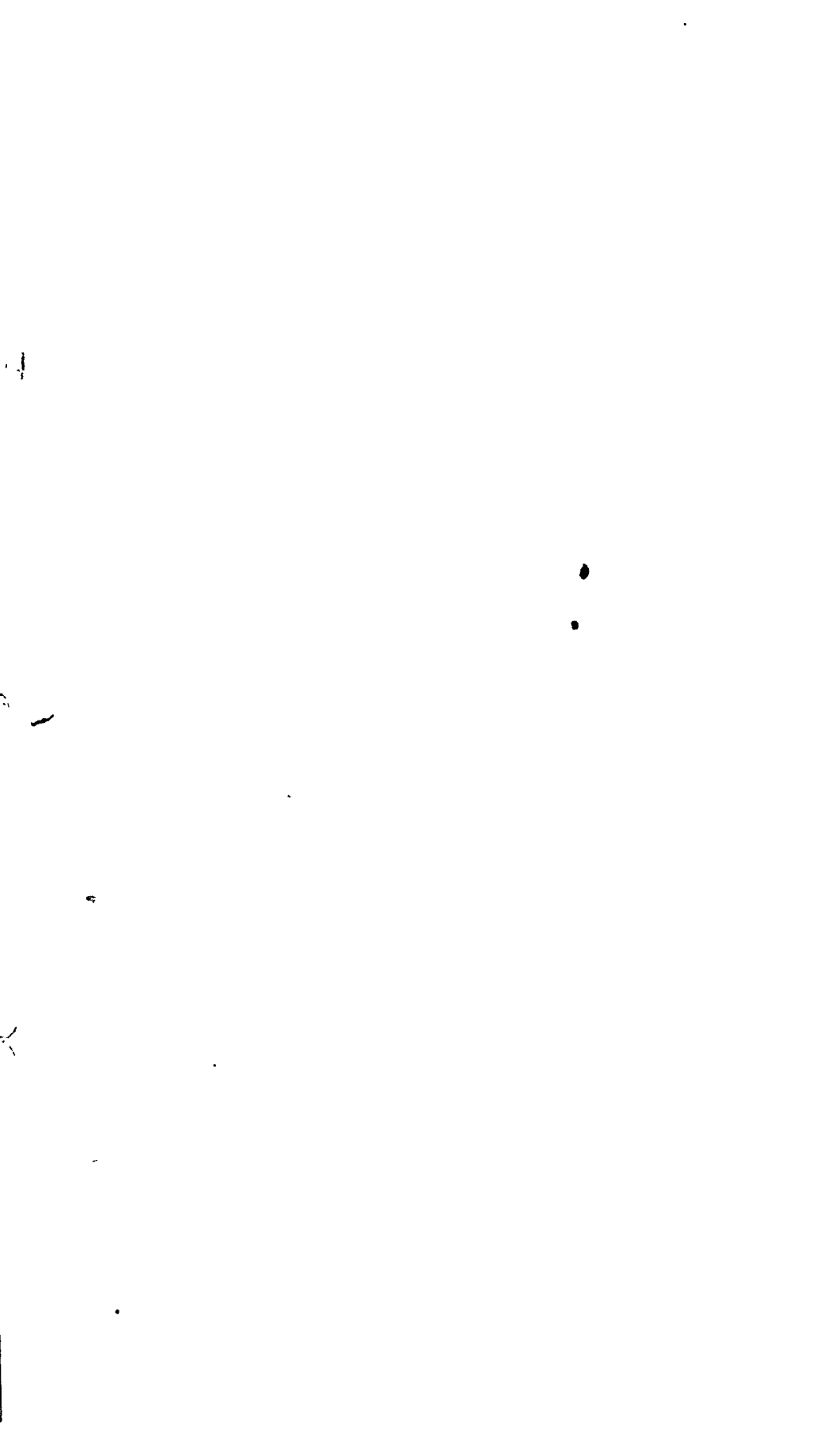
مصنف

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
			باب ہفتم

صفحہ	مضمون
۱۶۳	شخصی حکومتون کی بظاہر مضحکہ انگیزی لیکن حقیقی فوائد
۱۶۴	اس کی عدم موجودگی سے رومی سلطنت کو نقصانات
۱۶۵	میکسی من کی پیدائش اور قسمت کے کھیل
۱۶۵	اسکی فوجی خدمات اور اعزازات
۱۶۶	میکسی من کی سازش
۱۶۷	الگزنڈرس سویرس کا قتل
۱۶۹	میکسی من کے مظالم
۱۶۹	صوبجات پر مظالم
۱۷۰	افریقہ کی بغاوت
۱۷۱	دو گورڈینس کے عادات اور انکا عروج
۱۷۲	وہ اپنے اختیارات کو مستحکم کرنیکی استدعا کرتے ہین
۱۷۲	مجلس ملکی انکے انتخاب کو پسند کرتی ہے
۱۷۳	وہ میکسی من کو عوام کا دشمن قرار دیتی ہے
۱۷۳	اٹلی اور روم کی حکومت ہاتھ مین لیتی ہے
۱۷۴	خانہ جنگی کی تیاری
۱۷۴	گورڈینس کی شکست اور موت
۱۷۵	مجلس ملکی کا میکسی مس اور بالبینس کو انتخاب کرنا
۱۷۶	انکے عادات واطوار
۱۷۶	روم کی لڑائی جھگڑے
۱۷۶	چھوٹا گورڈین سیزر قرار پاتا ہے
	میکسی مین مجلس ملکی اور اسکے تاجدارون
۱۷۷	پر حملہ کی تیاری کرتا ہے
۱۷۸	اٹلی مین اسکا داخلہ
۱۷۸	ائیکولیا کا محاصرہ
۱۷۹	میکسی مس کا طرز عمل
۱۷۹	میکسی من اور اسکے بیٹے کا قتل
۱۸۰	اسکی تصویر
۱۸۰	رومی دنیا کی مسرت
۱۸۱	روم مین سازش
۱۸۲	محافظ دستہ کی بے اطمینانی
۱۸۲	میکسی مس اور بالبینس کا قتل
۱۸۳	تیسرا گورڈین تنہا شاہنشاہ باقی رہتا ہے
۱۸۳	اسکی بے گناہی اور خوبیان
۱۸۴	مسی تھیس کا انتظام
۱۸۴	جنگ فارس
۱۸۵	فلپ کی کارروائیان
۱۸۵	گورڈین کا قتل
۱۸۵	فوجی جمہور کا خاکہ
۱۸۶	فلپ کا عہد حکومت
۱۸۶	صدی مین ایک دفعہ ہونے والے کھیل تماشہ
۱۸۷	روم کا زوال

مضمون	صفحہ
اس کی ضعیف الاعتقادی	۱۴۲
اس کی حد اعتدال سے بڑھی ہوئی زنانی عیش پرستیاں۔	۱۴۴
صفائی و پاکیزگی سے نفرت جو رومی ظالم تاجداروں کی ایک خصوصیت تھی۔	۱۴۴
فوج کی بد دلی۔	۱۴۵
الگزنڈر سویرس کے سیزر ہونے کا اعلان کردیا گیا۔	۱۴۵
محافظ سپاہ کی سازش، اور الاگابالس کا قتل	
الگزنڈر سویرس کا تخت نشین ہونا۔	۱۴۶
اسکی ماں میمیا کے اختیارات	۱۴۷
اُس کا عاقلانہ اور معتدل طرز حکومت	
الگزنڈر کی تعلیم اور عمدہ عادات و اطوار	
اسکی روزانہ زندگی کی تقسیم	
رومی دُنیا کی خوشحالی و سرسبزی	۱۵۰
الگزنڈر، انٹونینو کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتا ہے۔	
فوج کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے،	
محافظ سپاہ کی سازش اور الپین کا قتل،	۱۵۱
ڈائن کیسیس کا خطرہ	۱۵۲
انواجین لمجل	۱۵۲
شاہنشاہ کا استقلال	۱۵۳
حکومت اور تاجداری کی کمزوریاں	۱۵۴
سلطنت کے اخراجات کا ضرورت سے زیادہ بڑھ جانا	۱۵۴

مضمون	صفحہ
رومی شہریوں پر محصول مقرر ہونا۔	۱۵۵
محصول کا موقوف ہوجانا۔	۱۵۵
صوبوں کے محاصل	۱۵۶
ایشیا، مصر اور گال کا محصول	۱۵۶
افریقہ اور اسپین کا محصول	۱۵۶
جزیرۂ گیارس کا محصول	۱۵۷
کل کتنی رقم وصول ہوتی تھی،	۱۵۷
وہ محصول جس کو رومی شہریوں پر آگسٹس نے لگایا تھا۔	۱۵۷
چنگی	۱۵۸
محصول	۱۵۸
محصول وراثت	۱۵۹
یہ قوانین اور رسم و رواج کے موافق تھا۔	۱۵۹
شاہنشاہوں کے قواعد	۱۶۰
کیراکالا کا حکم	۱۶۱
شہریوں کی سی آزادی تمام صوبجات کے باشندوں کو ملی تاکہ اُن سے محصول وصول کیا جاسکے،	۱۶۱
محصول میں عارضی طور پر کمی آگئی	۱۶۱
رومہ کی سی آزادی عام ہوجانے کے نتائج۔	۱۶۲

مضمون	صفحہ
اسکی حکومت کی بنیاد انصاف و عقل پر تھی	۱۲۲
عام امن اور خوشحالی	۱۲۳
فوجی قوانین مین نرمی	۱۲۳
محافظ سپاہ کا دوبارہ مقرر ہونا	۱۲۴
محافظ سپاہ کی سرداری	۱۲۴
مجلس ملکی کے اختیارات مین فوجی حکم سے بہت کمی آگئی،	۱۲۵
شاہی اختیارات کے نئے نئے اصول	۱۲۵

باب ششم

سویرس کی وفات، کیراکالا کے مظالم۔ مارسینس کا تخت پر قبضہ، الاگابالس کی غلطیان، الگزنڈر سویرس کے اخلاق حسنہ، فوج کی عیش پرستیان اور محاصل روم کی عام کیفیت ۔

مضمون	صفحہ
سویرس کی بیدلی اور اس کی عظمت	۱۲۶
اسکی بیوی یعنی شاہنشاہ بیگم جولیا	۱۲۷
انکے دو بیٹے کیراکالا اور گیٹا	۱۲۷
ان کی ایک دوسرے سے نفرت	۱۲۸
تین شاہنشاہ	۱۲۸
جنگ کلڈانی	۱۲۸
فنگال اور اس کے شعرا	۱۲۹
کلڈانیون اور رومیون کا اختلاف طبائع	۱۲۹
کیراکالا کی امیدین	۱۳۰
سویرس کی وفات اور اس کے دو بیٹون کی تخت نشینی	۱۳۰
دونون شاہنشاہ ایک دوسرے سے نفرت اور حسد کرتے ہین۔	۱۳۱
سلطنت کو دو حصون مین برابر تقسیم کرنے کی خط کتابت بیکار ثابت ہوتی ہے۔	۱۳۱
گیٹا کا قتل	۱۳۲
کیراکالا کے مظالم اور اسکا افسوس کرنا	۱۳۳
پے پی نین کی وفات	۱۳۴
اس کے مظالم تمام سلطنت مین عام ہو جاتے ہین	۱۳۴
فوجی انتظام مین نرمی کا اظہار ہوتا ہے،	۱۳۵
کیراکالا کا قتل،	۱۳۵
الگزنڈر کی نقل	۱۳۶
میکرینس کا شاہنشاہ منتخب ہونا اور اسکے عادات و اطوار،	۱۳۷
مجلس ملکی کی بزدلی	۱۳۷
فوج کی بددلی	۱۳۸
میکرنیس فوج کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے،	۱۳۸
شاہنشاہ بیگم جولیا کی وفات	۱۳۹
الاگابالس کی تعلیم، اس کی عیاری اور بغاوت	
اسکے پہلے نام بسیانس اور انٹونینس تھے۔	۱۳۹
میکرینس کی شکست اور موت،	۱۴۰
الاگابالس مجلس ملکی کے پاس ایک تحریر بھیجتا ہے	۱۴۱
الاگابالس کی تصویر۔	۱۴۲

مضمون	صفحہ
باب پنجم	
محافظ سپاہ ڈائیڈیس جولین کے ہاتھ سلطنت فروخت کرتی ہی۔ برطانیہ مین کلوڈیلس البنس سیریا مین پرسینیس نایجر اور پینونیا مین سپٹیمس سویرس پرٹینکس کے قاتلون کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہین۔ طوائف الملوکی اور اپنے تین حریفون پر سویرس کی فتح۔ قوانین مین نرمی اور نئے اصول حکومت ۔	

مضمون	صفحہ
خورج اور رعایا کی تعداد مین نسبت	۱۰۶
محافظ سپاہ	۱۰۶
ان کا محکمہ	۱۰۶
چھاؤنی	۱۰۷
ان کی طاقت اور خود اعتمادی	۱۰۷
انکے ناجائز مطالبات	۱۰۸
سلطنت کو فروخت کرنا	۱۰۸
جولین کا سلطنت خریدنا	۱۰۹
جولین کو مجلس ملکی، بادشاہ تسلیم کرتی ہی،	۱۰۹
وہ محل پر قابض ہوتا ہے۔	۱۱۰
عوام کی برہمی	۱۱۰
برطانیہ، سیریا، اور پینونیا کی افواج جولین کے خلاف علم بغاوت بلند کرتی ہین	۱۱۰
کلوڈیلس البنس کی برطانیہ مین موجودگی۔	۱۱۱
پرسینیس نایجر کی سیریا مین موجودگی	۱۱۲
پینونیا اور دلمیشیا	۱۱۳
سپٹیمس سویرس	۱۱۳
اسے پینونیا کی افواج بادشاہ بنا دیتی ہین،	۱۱۳
اس کا اٹلی مین داخل ہونا	۱۱۴
روم کی طرف بڑھنا،	۱۱۴
جولین کی مصیبت،	۱۱۴
اسباب لبسی سے ہاتھ پاؤن مارنا	۱۱۵
محافظ سپاہ اس کا ساتھ چھوڑ دیتی ہی	۱۱۵
لوگ اس سے اختلاف کرتے ہین، اور مجلس ملکی کے حکم سے وہ قتل کر دیا جاتا ہی،	۱۱۶
محافظ سپاہ کی ذلت وخواری	۱۱۶
پرٹینکس کے مراسم سزاداری پورے کیے جاتے ہین اور وہ مرتبہ الوہیت پر فائز ہوتا ہی۔	۱۱۷
سویرس کی نایجر اور البنس کے مقابل مین فتح،	۱۱۷
دونون خانہ جنگیون کے حالات	۱۱۸
سویرس کی چالاکیان	۱۱۸
نایجر کے مقابلہ مین	۱۱۸
البنس کے مقابلہ مین	۱۱۹
خانہ جنگیون کا واقعہ	۱۱۹
اس کا فیصلہ ایک یا دو لڑائیون پر ہوا،	۱۲۰
بازنطیم کا محاصرہ	۱۲۱
نایجر اور البنس کی موت	۱۲۱
خانہ جنگیون کے خوفناک نتائج،	۱۲۱
سویرس کی مجلس ملکی سے نفرت	۱۲۲

مضمون	صفحہ
اس کو استقلال نہ حاصل تھا	۸۴
ٹائبیرلیس، کیلیگولا، نیرو، اور ڈومیشین کی یادگارین،	۸۴
ظالمون کے زمانہ مین رومیون کی خراب حالت	۸۴
مشرقی لوگون کو کوئی احساس نہین	۸۵
رومیون کا علم اور ان کی حریت پسندی	۸۵
سلطنت کی وسعت کی بنا پر فرار ہونے کا کوئی مقام نہ تھا۔	۸۶

باب چہارم

مضمون	صفحہ
کموڈس کے مظالم، اسکی حماقتین، اور اسکا قتل، پرٹنکس کا انتخاب سلطنت کی اصلاح کے بارے مین اسکی کوششین محافظ سپاہ کا اُسے قتل کر ڈالنا۔	۸۷
مارکس کا درگزر کرنا	۸۸
اپنی بیوی فاسٹینا کو	۸۸
اپنے لڑکے کموڈس کو	۸۹
کموڈس کا تخت نشین ہونا	۸۹
اس کے عادات و اطوار	۹۰
روم کو واپس آنا	۹۰
ایک قاتل اُسے زخمی کر دیتا ہے۔	۹۱
کموڈس کے مظالم اور مجلس ملکی سے اسکی نفرت	۹۲
کونسٹیلین بھائی	۹۲
وزیر پیرنس	۹۳

مضمون	صفحہ
میٹرنس کی بغاوت	۹۳
وزیر کیلینڈر	۹۴
اسکی طمع اور اس کے مظالم	۹۴
بغاوت اور کیلینڈر کی موت	۹۵
کموڈس کی عیش پرستیان	۹۶
اس کی جہالت اور سیر و شکار	۹۶
جنگلی جانورون کا شکار	۹۷
کموڈس دنگل مین اپنی ہوشیاری دکھاتا ہے	۹۷
پٹہ بازون کی طرح کام کرتا ہے۔	۹۸
اس کی بدنامی اور بے اعتدالیان	۹۸
اسکے عزیزون کی سازش	۹۹
کموڈس کی موت،	۱۰۰
پرٹینکس کا انتخاب ہونا۔	۱۰۰
محافظ سپاہ اسکو بادشاہ تسلیم کرتی ہے	۱۰۰
اور مجلس ملکی بھی اُسے بادشاہ تسلیم کرتی ہے۔	۱۰۱
کموڈس کی یادگار قابل نفرت قرار پاتی ہے	۱۰۱
شاہنشاہ پر مجلس ملکی کے اختیارات،	۱۰۲
پرٹینکس کے عمدہ صفات۔	۱۰۲
وہ ملکی اصلاحات کی کوشش کرتا ہے	۱۰۳
اس کے قواعد	۱۰۳
اس کی ہر دلعزیزی	۱۰۴
محافظ سپاہ کی بزدلی	۱۰۴
سازش روکنا،	۱۰۴
محافظ سپاہ کا پرٹینکس کو قتل کرنا	۱۰۵

مضمون	صفحہ
عام طور پر پیداوار کی کثرت	۶۱
عیش و عشرت کے طریقے	۶۱
غیر ملکی تجارت	۶۲
سونا اور چاندی	۶۳
عام خوشحالی	۶۳
بہادری اور ہمت کا پست ہونا	۶۴
عقل و ہنر میں کمی ہونا	۶۴
انحطاط	۶۵
باب سوم	
انٹونینس کے عہد حکومت میں سلطنت کا نظام حکومت	
شخصی حکومت کا خاکہ	۶۶
آگسٹس کی حالت	۶۶
مجلس ملکی کی اصلاح کرنا	۶۷
اپنی حاصل کی ہوئی طاقت سے دستکش ہونا،	۶۷
لوگ پھر اُسے سپہ سالار یا شاہنشاہ کے لقب کے ساتھ حکومت کرنے پر مجبور کرتے ہیں،	۶۸
رومی سپہ سالاروں کے اختیارات	۶۸
شاہنشاہ کے مددگار	۶۹
شاہنشاہ اور مجلس ملکی کے درمیان صوبجات کا تقسیم ہونا۔	۷۰
تاجدار کو فوج اور محافظ سپاہ پر اختیارات حاصل رہتے ہیں۔ اور وہ انھیں روم میں رکھتا ہے۔	۷۱

مضمون	صفحہ
کونسل اور حکموں کے اختیارات	۷۱
شاہی مخصوص اختیارات	۷۲
مجسٹریٹ لوگ	۷۲
مجلس ملکی	۷۳
شاہنشاہی نظام حکومت کا ایک عام خاکہ	۷۴
دربار	۷۴
شاہنشاہوں کا درجہ الوہیت پانا	۷۴
آگسٹس اور سیزر کے خطابات	۷۵
آگسٹس کے عادات و اطوار اور اسکی پالیسی	۷۶
عوام کے لئے آزادی کا مجسمہ	۷۶
کیلیگولا کی وفات پر مجلس ملکی کی کوششیں	۷۷
سپاہ کے ذہن میں حکومت کی کیا شکل تھی؟	۷۸
ان کی فرمانبرداری	۷۸
جانشین کا تقرر	۷۹
طائبیریس کا تقرر	۷۹
طائٹس کا تقرر	۷۹
سیزر کی نسل اور فلیوین خاندان	۷۹
ٹراجن کی عادات اور اسکا متبنیٰ قرار پانا۔	۸۰
ہیڈرین کا تقرر	
بڑے اور چھوٹے ویرس متبنیٰ قرار پاتے ہیں۔	۸۱
دو انٹونینس کا متبنیٰ ہونا۔	۸۲
پیئس کی عادات اور اس کی حکومت	۸۲
مارکس کی عادات اور اس کی حکومت	۸۳
رومیوں کی خوشحالی	۸۳

مضمون	صفحہ
سیریا، فونیشیا، اور فلسطین	۳۸
مصر	۳۹
افریقہ	۳۹
میڈیٹرینین سمندر معہ جزائر	۴۰
سلطنت روم کا ایک عام خاکہ	۴۰

باب دوم

انٹونینس کے زمانہ میں سلطنت کا اتحاد اور اندرونی خوشحالی!

مضمون	صفحہ
اصول سلطنت	۴۱
اعتدال کی عام روح	۴۱
عوام کی	۴۱
فلسفیوں کی	۴۲
حکام کی	۴۴
صوبجات میں	۴۴
روم میں	۴۴
روم کی آزادی	۴۵
اٹلی	۴۶
صوبجات	۴۶
نوآبادیاں اور میونسپل شہر	۴۷
لیٹن اور یونانی صوبوں کی تقسیم	۴۸
لیٹن اور یونانی دونوں زبانوں کا رواج	۴۹
غلاموں کا حال	۵۰
انکے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا تھا	۵۰
ان کی آزادی	۵۱
ان کی تعداد	۵۱
سلطنت روم کی آبادی کتنی گھنی تھی	۵۲
فرمانبرداری اور اتحاد	۵۲
رومی مینار	۵۳
ان میناروں کو اکثر رعایا خود بنواتی تھی	۵۳
ہیروڈس اٹیکس کی مثال	۵۴
اسکی شہرت	۵۵
یہ مینار اکثر رفاہ عام کی نیت سے بنائے جاتے تھے،	۵۶
مندر، تھیٹرز، اور نالیاں وغیرہ	۵۶
سلطنت کے شہروں کی تعداد اور ان کی عظمت	۵۷
اٹلی میں	۵۷
گال اور اسپین میں	۵۷
افریقہ میں	۵۸
ایشیا میں	۵۸
رومی سڑکیں	۵۹
ڈاکخانے	۵۹
جہازرانی	۵۹
سلطنت کے مغربی حصوں میں زراعت کی ترقی	۶۰
پھلوں کا رواج پانا	۶۰
انگور کی بیل	۶۰
زیتون	۶۱
سن	۶۱
مصنوعی گھاس	۶۱

فہرست مضامین تاریخ زوال روما جلد اول

مضمون	صفحہ
مقدمہ	۹
باب اول	
انٹونینس کے عہد مین سلطنت کی وسعت اور اسکی فوجی طاقت	
تمہید	۲۰
اگسٹس کا اعتدال	۲۰
اس کے جانشین اسکی پیروی کرتے ہین	۲۱
فتح برطانیہ اس سے مستثنیٰ ہے	۲۲
ایشیا کی فتح بھی مستثنیات مین سے ہے	۲۳
مشرق مین ٹراجن کی فتوحات	۲۴
اس کے جانشین ہیڈرین کا مستعفی ہونا	۲۵
ہیڈرین اور انٹونینس پیس کا اختلاف طبائع	۲۵
ہیڈرین کی پر امن حکومت اور دو انٹونینس	۲۶
مارکس انٹونینس کی لڑائیان حفاظت خود اختیاری مین	۲۶
رومی شاہنشاہون کا فوجی استحکام	۲۷
فوجی نظام	۲۷
قواعد	۲۸
فوجون کا جنرل کے زیر حکم ہونا۔	۲۹
اسلحہ	۲۹

مضمون	صفحہ
سوار سپاہ	۳۰
امدادی افواج	۳۱
توپخانہ	۳۱
چھاؤنی مین رہنا	۳۲
روانگی	۳۲
سپاہ کی تعداد اور اسکی حالت	۳۲
بحری سپاہ	۳۳
تمام محکمہ کا خرچ	۳۴
سلطنت روم کے صوبجات کا حال	۳۴
اسپین	۳۴
گال	۳۴
برطانیہ	۳۵
اٹلی	۳۵
ڈینیوب اور الیرین حدود	۳۶
ریشیا	۳۶
ناریکم اور پینونیا	۳۶
ڈلماشیا	۳۷
میسیا اور ڈیشیا	۳۷
تھریس مقدونیا اور یونان	۳۷
ایشیا مائنر	۳۸

انتساب

مین اپنی ادبی خدمتون کے اِس پہلے نتیجے،

کو بصد افتخار و امتنان جناب نواب

محمد احمد سعید خان صاحب سی۔ آئی۔ ای

ایم۔ بی۔ ای۔ دی آنریبل ہوم ممبر

صوبجات ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

کے نام نامی کے ساتھہ معنون

کرتا ہون۔

خاکسار مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلۂ دائرۂ ادبیہ نمبر ۱۴

جلد اوّل

انگلستان کے مشہور مؤرخ و ادیب ایڈورڈ گبن کی شہرۂ آفاق و معرکۃ الآرا کتاب "ہسٹری آف دی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر کا" اُردو ترجمہ۔

از

سید مطلّب حسین صاحب عالی بی۔اے

شائع کردہ دائرۂ ادبیہ لکھنؤ
باہتمام محمد اسمٰعیل صدیقی

مطبوعہ ادبی پریس لاٹوش روڈ لکھنؤ

۱۹۲۶ء

قیمت عہر